UNIVERSAL LIBRARY
OU_226132
UNIVERSAL LIBRARY

قوله تعالى

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت بالاسلام دينا

حصہ چہارم جلد اول

دلائل فضائل الاسلام

فی مطابقۃ الحکم بالاحکام

جس کو

عارف معارف محقق و مدقق فلاسفر کامل عالم باعمل علامہ شیخ عبدالرؤف صاحب صدیقی متوطن مئو آئمہ

نے

قرآن عظیم و برہان مستقیم و احادیث غیر سقیم و احوال و آثار سلیم و اقوال حکما و صلحائے

قدیم و حال خصوصاً عقلائے یورپ سے واسطے افادہ و ترقی کے

لکھا اور حکمت جدیدہ و علوم طبعیہ و معقول

و منقول میں تطبیق دیا

باہتمام محمد صدیق کے

مطبع مفید الانام شہر الہ آباد میں چھپا

فہرست باب الوحدت

	مذہب کی ضرورت اسکی نیرنگی اسکا معیار۔ مذاہبی بے تعصب تحقیق کے فواید۔ آنحضرت کی ہدایتونکا تمام ہدایتون سے مکمل ہونا اور خود میرے قبول مذہب اسلام کے وجوہ۔
١٤	مذہب انسان کا امر طبعی ہے اور حقیقت و سبب قبول مذہب۔
١٧	ضرورت وجود باری و براہین وجود باری و اختیار مادہ کی اتفاقیہ ترکیب سے نہین پیدا ہو سکتا اور مسئلہ ما تلت فی الخلق صحیح ہے ڈارون کا مسئلہ انقلاب صحیح نہین ہے۔
٢٧	خدا کیستی اور آیات قرآن سے اسکا اور وجود باری کا ثبوت۔
٤٣	توحید باری کا سمجھنا انسان کے لئے مالا یطاق نہین غیر مشرک ناجی ہے۔ کافر شرعی و کافر اصلی کا فرق۔
٤٩	شرک کیون مانع نجات ہے۔
٥٢	مسئلہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد غلط ہے
٥٤	صفات باری کی مفصل بحث کا اطلاق صفات کا ذات باری کیطرف کس حیثیت سے ہوتا ہے اور صفات باری کی حقیقت اور کیا وہ عین ہین یا غیر یا نعین و نغیر۔
٦٣	قانون فطرت کے غیر متبدل ہونے سے تعطل باری لازم نہین آتا و قانون قدرت کا اثبات اور علت العلل کی علت و معلولیت کے سلسلہ کا منقطع ہونا اور مقررہ قوانین سے اثبات وحدت و شان کبریائی کا ظاہر ہونا۔
٧١	تخلیق عالم بضرورت و مجبوری ہے یا بالاختیار و بالایجاب۔
٧٢	کسطرح اور کس چیز سے عالم پیدا ہوا۔
٧٣	عالم مین اسباب خفیہ نہین پیدا ہوتے۔
٧٣	شکر باری سبب ازدیاد نعمت ہے
٧٤	شعایر اللہ کی حرمت چاہیے۔
٧٥	حقیقت رویت جل جلالہ در آخرت و در دنیا۔

فہرست باب الاحادیث و الکتب

۱ آج کل نقل کا زمانہ نہین بغیر دلیل
کے بخلاف سابق کہ یقین نہین ہو سکتا

۲ اکابر صحابہ اس زمانہ سے اور روایات مین
جو تغیرات ہونے والے تھے اُس سے واقف
تھے اسلیئے حدیث کی روایت مین احتیاط
کرتے تھے۔

۳ حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے زمانہ کے بعد
بہی روایت پر بُرا اثر پڑا اسلیئے قال رسول
اللہ کہنے مین احتیاط چاہیئے۔

۴ مثل قرآن کے آنحضرتؐ حدیثون کو نہین لکہا دیتے
تھے اور بعد آپکے صحابہ بہی حدیث کے
لکہنے کے مخالف تھے اور یہ رائے صحیح و
مطابق اصول کے ہے اور اسلام مین
نقصان نہین ہو سکتا اگر حدیثین
نہ بہی ہون پس جو معقول اثر حدیثونکی
نسبت پڑے اُسکو بخوشی ہر مسلمان کو
منظور کرنا چاہیئے۔

۶ محض دلیل نقلی مفید یقین نہین مع اسناد

۱۰ دلیل نقلی و عقلی مین بالفرض تعارض
ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

۱۱ نقل و عقل مین مخالفت نہین ہو سکتی

۱۴ مسائل و احکام شرعیہ کے شرعی یا عقلی ہونے
اعتقاد سے حدیثون پر کیا اثر پڑا۔

۱۵ دنیاوی احکام کا غیر دینی احکام سے مختلف ہے
لہذا تشریعی و غیر تشریعی مین فرق ہے

۱۹ اقوال اقسام چارگانہ آنحضرتؐ کس طور
پر عمل و غور کرنا چاہیئے۔

۲۱ حدیث کے لکہے جانے کی مختصر تاریخ اور اکابر
صحابہ کی احتیاطین۔

۲۴ صحاح و غیر صحاح مین فرق۔

۲۵ جرح و تعدیل روایت کی مختصر تاریخ

۲۶ قواعد اندازہ اعتبار حدیث۔

۲۷ کون کتب مین صحاح کہی جاتی ہین اُنکی صحت
کا پایہ کیا ہے اور اُنکی حقیقت اور بخاری
و مسلم کی صحت کی نسبت بحث

۳۷ امام ابوحنیفہ اور اُنکے اصحاب کا ذکر و
طریق تخریج مسائل و امام صاحب کی احتیاطین

٣٩ تصانیف کے اصلی حالات کا خیال کہنا چاہیے

۴٠ اسباب و علامات وضع و ضعف احادیث

۴٨ حدیثون کے وضع کیے جانیکا سلسلہ تاریخ اور اسکی کیفیت۔

۵۵ درجہ احادیث بلحاظ ثبوت۔

۵٧ حدیث متصل مرفوع کسکو کہتے ہین اسکی شرط کیا ہے اور شرطون مین اختلاف ہونیکا اثر حدیث پر۔

۵٩ بلا ارادہ روایات مین اختلاف ہونیکے اسباب

٦٠ احادیث مین غلط فہمی کیسے ہوئی۔

٦٠ امام مالک و امام ابوحنیفہ کی احادیث کی نسبت احتیاطین اور امام شافعی کی حدیثونکی نسبت رائے اور صحابہ سے تعداد احادیث مرویہ۔

٦٢ جو راوی نے سنا اور یاد رکہا اسیکو روایت کرنا چاہیے یا اور کسیطرح اسباب مین اختلافات

٦٣ روایت بالمعنی کے ہر پہلو پر مفصل بحث و نظائر غلط فہمی۔

٦۵ مختصر خلاصہ و رائے مولف۔

٧٧ حقیقت کتب تواریخ۔

٧٩ حقیقت قیاس و فقہ و کتب فقہ۔

٨١ حقیقت کتب تفسیر و طبقات مفسرین اور انکی حقیقت مسلمانونکو ضرورت کس قسم کی نئی تصانیف کی ہے۔

فہرست باب القرآن۔

قرآن مجید کو جو نہ نظم اور نہ نثر کہہ سکتے ہین اسکا اسرار۔

٢ حقیقت کلام باری

٧ قرآن مجید کسطرح نازل ہوا۔

٧ قرآن مجید جب سے نازل ہونے لگا تب ہی سے لکہا جاتا تہا اور آنحضرت لکہنا اور پڑہنا نہین جانتے تہے۔

٩ سورتون اور آیتونکی ترتیب کیونکر ہوئی اور کسنے کی اور آنحضرت و مسلمان قرآن پڑہا کرتے تہے۔

١١ سورہ کی وجہ تسمیہ۔

١٢ قرآن کب اور کس طرح جمع ہوا۔

١٣ قرآن کی اختلاف قرات کی حقیقت

	اسواسطے اختلاف قرأت کو اختلاف لفظی نہین	۳۴	رائے مسٹر جان ڈیون پورٹ نسبت قرآن شریف	
	کہہ سکتے ۔ نہ اختلاف ہے	۳۶	رائے مسٹر ریورینڈ جی ایم راڈویل نسبت قرآن شریف	
۱۶	رسم خط قرآن کے قایم رہنے کا اثر اور اوسکی	۳۸	انسکلوپیڈیا بین کی رائے	،،
	نسبت علمائی تاکیدین۔	۳۹	ایک فرنسیسی عالم کی رائے	،،
۱۸	قرآن مجید کے جمع ہونیکا صحیح و کامل حال معہ سند۔	۳۹	مسٹر کارلایل کی رائے	،،
۲۲	قرآن کے نشانات وحی سے نہین ہین پس وہ	۴۰	مسٹر گاڈفری ہگنز کی رائے	،،
	کسیکو کسی بات پر مجبور نہین کرتے۔	۴۰	ایک جرمنی مصنف کی رائے جو عیسائی تھا	،،
۲۳	قرآن مجید کا الہامی مضامین سے مطابق ہونا	۴۰	مسٹر سیل کی رائے	،،
	اور اوسکی صداقت کی تائید کرنا ہے۔	۴۲	مسٹر امرسن کی رائے	،،
۲۴	قرآن مجید کے معنی قرار دینے مین کن امور کا لحاظ	۴۳	سر ولیم میور کی رائے	،،
	بہت ضروری ہے ہر کلام کے کسطرح معنی لگائے جاتے	۴۴	واشنگٹن ارونگ کی رائے	،،
	ہین کے وجود کسی شے کے ہوتے ہین۔	۴۴	مسٹر گبن کی رائے	،،
۳۲	قرآن مجید کا اپنے طرز مین کامل ہونا اوسکے الہامی	۴۵	رائے مصنف و قرآن کی فضیلت	
	الاصل ہونیکو ثابت کرتا ہے اور قرآن اسلیے معجزہ ہے		واعتدال و آثار۔	

اشتہار

اشتہارات مین جھوٹی تعریفونکا کرنا عام طور سے رایج ہوگیا ہے اور تمیز صحیح و غلط کی صرف اشتہارات کے معاینہ سے نہین ہوسکتی اور ہم جھوٹے اشتہارات کا دینا بدتر از کفر سمجھتے ہین اسلیے ہم صرف فہرست لکھدینا کافی سمجھتے ہین۔ اگرچہ ایسی مختصر کتاب مین فہرست سے کل مضامین نہین ظاہر ہوتے تاہم ضروری مضامین لکھدیے گئے ہین جس سے ظاہر ہوگا کہ ہر باب اس کتاب کا مثل ایک کتاب کے ہے مگر نہایت مختصر اور مشکلہ مسایل کو واضح طور پر حل کیا گیا ہے اُمید ہے کہ اہل علم و اہل نظر سچے و جھوٹے مونتیونکو پرکھ لیوینگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب چہارم

مذہب کی ضرورت اوسکی نیرنگی اوسکا معیار مذہبی بے تعصب تحقیق کے فوائد اسلام کا تمام مذاہب سے مکمل ہونا اور آنحضرت کی تکمیل ہدایت

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب وھو یدعی الی الاسلام واللہ لا یھدی القوم الظلمین ترجمہ اور اوس سے اظلم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندہے اور اوسکو بلاتے ہین مسلمان ہونے کو اور اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو۔ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال انني من المسلمین (حم سجدہ) ترجمہ اور اوس سے بہتر کسکی بات جسنے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا مین حکم بردار رہون۔ آن کس است اہل بشارت کہ اشارت داند نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست۔ عجائبات دنیا مین سے سب سے زیادہ عجیب وہ ہے جو ایک ہی قسم کے مخرج سے نکلتا ہے

پر مختلف ایک ہی طرح کے پہولون سے اوسکی بو پہوٹتی ہے پر متضاد و منتشر ایک ہی
دماغ سے پیدا ہوتا ہے پر رنگ برنگ و برعکس ایک ہی سرزمین (دل) سے اُگتا
ہے پر اوسکی شکلین صورتین ایک دوسرے سے جدا - وہ کیا ہے خیال اور پہر وہ
خیال جسکو مذہب کہتے ہین وہ اپنی نیرنگی مین سب سے زیادہ عجیب وغریب ہے
اور انمین سب سے زیادہ مؤثر پہر اوسی دل اوسی دماغ اوسی نیچر انہین موجودات
انہین محسوسات سے تمام انسانی خیال پیدا ہوتے ہین لیکن ایک انسان کے خیالات
دوسرے انسان کے خیالات سے بلکہ اپنے ہی خیالات سے رنگ مین بو مین مزہ
مین شکل مین صورت مین نیچر مین مختلف ہوتے ہین یہی بیرونی دنیا جب اندرونی دنیا
سے ملتی ہے تو عجیب وغریب رنگ دکہاتی ہے - ہر ایک دل مین نیا سودا ہر ایک طبیعت
مین نیا جنون بوقلمون رنگ کا جو رنگ مین روپ مین عرض مین طول مین وسعت مین
گہرائی مین مقدار مین پایداری مین یکسان نہین ہوتے - مذہب کیا ہے وہ ایک ایسا سچا اصول ہے
جبتک انسان اپنے قوائے جسمانی و روحانی و عقلی پر قادر ہے اوسکے تمام افعال ارادی و
جوارح نفسانی کو اوسی اصول کے مطابق ہونا چاہیے اور جو قوی اوسمین ہین اونکی بناوٹ
کے موافق اونکا استعمال اوسکو کرنا چاہیے پہر اگر وہ اصول ایسے ہون جو صرف کسی قسم کے
اعتقاد پر مبنی ہون تو اگر متعدد لوگون کا متضاد اصولون پر اعتقاد ہے تو ایک کو سچا یا صحیح
اور دوسرے کو جہوٹا یا غلط کہنے مین بجز تحکم کے اور کیا کہا جا سکتا ہے - جبکہ ضدین مین
برابر نسبت رکہتی ہو اوسمین ایک جہت کو سچا سمجھتے اور دوسری پر یقین رکہنے کی کوئی وجہ نہین
ہے پس مذہب کے حق یا باطل ہونیکا معیار اعتقاد کو قرار دینے کی کوئی وجہ نہین کیا
وجہ تمیز کی ہے اوس سچی دلی پرستش مین جو آذر نے ایک بت کی کی اور اوس سچے

دل کے خیال مین جس سے ابراہیم نے آذر کے اوس بت کو توڑا - ایک ہی واقعہ حضرت مسیح کا ہے جو کالوری کی پہاڑی مین گذرا - اون بیرحمون نے جو کچہ کیا مذہبی نہایت سچے اور مستحکم اعتقاد اور دل کے کپکپا دینے والے ایمانی جوش سے کیا - برخلاف اسکے وہ لوگ بہی ہین جو پاک دلی سے اوسکو نہایت ہی برا کام جانتے ہین - پس کونسی چیز اوسمین تفرقہ کرنے والی ہے -

کیا وجہ تمیز کی ہے سینٹ پال کے اوس حالت مین جبکہ وہ دلی اعتقاد سے اون لوگون کا ساتھی تھا جنھون نے سینٹ اسٹیفن شہید کو سنگسار کیا اور اوس حالت مین جبکہ اوس نے اپنے سچے دلی اعتقاد سے حضرت مسیح کو مانا -

کیا چیز ہے جس سے ہم عمر کی اوس حالت مین تمیز کرین جبکہ اوس نے اپنے نبی کے قتل پر کمر باندہی اور اوس حالت مین جبکہ اوس نے نہایت سچے دلی تصدیق سے کہا کہ اشہد ان محمد الرسول اللہ -

سچا مذہب وہی ہوسکتا ہے جسکی سچائی نہ کسی اعتقاد پر بلکہ حقیقی سچائی واقعات پر مبنی ہو کیونکہ مذہب اعتقاد کے فرع نہین ہے بلکہ اعتقاد اوسکی فرع ہے اور سچائی مذہب کی اصل اور عین ہے پس ہم مختلف مذہبون مین سے سچے مذہب کو دیکھنا اور پہچاننا چاہتے ہین اوسکو بقدر امکان دیکہہ لینا چاہیے کہ وہ سچے اصول کے مطابق ہے یا نہین سچا اصول کیا ہے جہان تک کہ انسان اپنے قواے عقلی سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت یا قانون قدرت کے اور کچہ نہین جسکی نسبت اسلام کے بانی نے یہ فرمایا ماتری فی خلق الرحمن من تفاوت فارجع البصر ہل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر (منزل ۷) اخلاق یا مذہب کا مخرج

ایسی جگہہ سے ہونا چاہئے جسکے خدا کیطرف سے ہونے مین کچہ شبہہ نہوا ور وہ بجز قانون قدرت کے جسمین تبدیلی نہین ہے اور وہ سب کے ساتہہ یکسان اور سب کے ساتہ ہے اور کوئی نہین گو کوئی کچہ دعوی کرے اور عجائبات دکہائے کیونکہ بہت سے عجیب امور انسان کے ذہن مین نہین آتے جنکو کرنے والے خود مافوق الفطرت نہین بتاتے اور بہت جہوٹے دعوی کرتے ہین جنسے بہت لوگ دہوکا کہاتے ہین -

قدرت یا قانون قدرت کیا ہے وہ وہ ہے جسکے بموجب اون تمام اشیاے مادی وغیر مادی کا جو ہمارے ارد گرد ہین ایک عجیب و مقررہ سلسلہ انتظام سے وجود ہے اور ہمیشہ اونہی کی ذات مین پایا جاتا ہے اور کبہی اون سے جدا نہین ہوتا جس طرح پر جسکا ہونا قرار دیا گیا ہے اوسی طرح وہ ہوتا ہے اور اوسی طرح پر ہوگا پس وہی سچ ہے اور جو اصول اوسکے مطابق ہین وہی سچے اصول ہین نہ وہ جنکی بنا ایک فانی قابل سہو وخطا وجود یعنی انسان کے اعتقاد پر منحصر ہو قدرت ہمکو صرف اپنے ہی وجود اور اپنے ہی سلسلہ انتظام اور اپنے ہی تعلقات کی جو بے انتہا مخلوق مین پایا جاتا ہے سچائی نہین ثابت کرتی بلکہ اوس سے ایسے اصول بہی معلوم ہوتے ہین جس سے ہم اپنے افعال ارادی وجسمانی وروحانی کی بہلائی برائی بہی جان سکتے ہین اور چونکہ قدرت سچی ہو کامل ہے تو ضرور ہے کہ جو اصول اوس سے معلوم ہون اور اوس سے مطابق ہون وہ بہی سچے اور کامل ہون اور یہی سچا اور کامل اصول یا یون کہو کہ یہی مذہب جسکے اصول ایسے ہون وہی سچ ہونیکا مستحق ہے اور یہی حقیقی معیار رہے جو اوسکے بانی نے اوسکی تنقید و پرکہنے کے لئے قایم کیا ہے اور جبکہ وہ غیر مادی چیزون سے متعلق ہو تو بغیر اس محک کے اور کوئی کسوٹی نہین ہے - تمام نیکیان اور عبادتین جو قانون قدرت کے

خلاف ہون پوری نیکیان نہین ہوسکتین بلکہ اصلی و سچی عبادت وہی ہے جو قانون
قدرت کے اشارات کے مطابق ہو تمام قوے جو انسان مین پیدا کئے گئے ہین
اس لئے نہین پیدا کئے گئے کہ وے بیکار کر دئے جاوین اور کچھ کام نہ دیسکین بلکہ اونکا
پیدا کرنا عبث نہین ہے اور پیدا کرنیوالا ہرگز عبث آفرین نہین ہے سچی شریعت وہی ہے
جو اون قوی کے کام مین لانیکا طریقہ بتلا دے جس سے تمام قوے اعتدال و ترقی پر رو
شگفتہ و شاداب رہین اور ایک کے غلبہ سے دوسرا پژمردہ و بیکار ہنو جاوے قدرت
ہمکے کام خود ہمارے لئے مثل اوستاد کے ہین جو ہمکو خود ہدایت آرام و جلب منفعت
و سلب مضرت کی کرتے ہین اور مبتذلانہ و تکلیف کی حالت مین ہمکی ممانعت کافی کرتے
ہین دیکھو خدا ے تعالے نے یہودیون کے لئے گناہون کے سزا کیا بتلا ئی گناہون
کے عوض دنیا دی عزت اون سے چھین لی وضربت علیہم الذلة والمسکنة
وباؤ بغضب من الله ذلك بانهم یکفرون بایات الله ویقتلون
النبیین بغیر الحق ذلك بما عصو وکانوا یعتدون ۔ (بقر) بآیات اللہ
سے کفر کرنا یعنی قانون قدرت کی مخالفت کرنا اور حد سے متجاوز ہونا اور نافرمانی کرنے
قانون قدرت کو ٹھیک طور سے نہ برتنا تھا پس اوسکی سزا ذلت مسکنت و غضب کو بیان
فرمایا ۔ فصل قال الله ورسوله عقلاے عالم کا یہ مسلہ اصول ہے کہ جو چیز
موید بقاے عالم ہو وہ نیک ہے اور برعکس اوسکے یعنی جو موید فناے عالم کے ہو اور
عالم کو نقصان پہونچاتی ہو وہ بدی ہے اسلئے جو مذہب نقصان پہونچا وے اور فنا
کی طرف لیجاوے وہ سچا مذہب ہنوگا ۔

پس جسنے تمام عمر مجبورانہ سختی و تنگی مین بسر کی ہو سچے مذہب کے بدولت نجات

ابدی حاصل کرسکتا ہے اور دوسرا شخص جسنے بہت سا روپیہ بطور جائز پیدا اور خرچ کیا ہو اور کامل طور پر آرام کیا ہو وہ بھی ویسا ہی نجات پا سکتا ہے بشرطیکہ دونون نے اپنے قوی کو قدرت کے مطابق استعمال کیا ہو ہم سے خالق کو اپنے نیار کی وجہ سے سمجھا ہے اور اوسکو بے نیاز اور جامع جمیع کمالات مانا ہے پس اگر وہ ایسی شریعت ہمارے لئے بھیجے جو تکلیف کو زیادہ اور فایدہ کو کم کرتی ہو اور آرام کی دشمن ہو تو اوسکے شان کے خلاف ہے۔ لامذہب کو وہ آرام اور خوشیان و طمانیت کہان نصیب ہو سکتی ہین جو سچے مذہب کے پیرو کو ہوتی ہین۔ اہل مذہب کو اطمینان ہوتا ہے کہ بہر صورت وہ اچھے رہینگے یعنی اگر آخرت کچھ بھی نہو تو جب بھی وہ لامذہب کے برابر ہوئے اور اگر جزا و سزا شدنی ہے تو بنسبت لامذہب کے وہ اچھے ہوئے۔ بغیر پرہیزگاری و سچے مذہب کی پابندی کے تسلی نہین ہو سکتی اور آدمی ایک اچھا آدمی نہین بن سکتا فرمایا آنحضرت نے ہم لوگ آسانیان بڑہانے کو مبعوث ہوئے ہین نہ دشواریون کے بڑہانے کو۔

انسان کا ضروری مطلب مذہب ہے کوئی شخص ان سوالون کے جواب کے بارے سبکدوش نہین ہو سکتا کہ ہم کہان سے آئے اور کہان جائینگے دنیا مین ہمکو کیا کرنا چاہیئے ہماری حیات و موت کے کیا معنی ہین ہمارے اوپر نیچے آگے پیچھے کیا ہے نہایت کامل و خودغرض خودرائے و خودپرست بھی جنکو مذہب کی پروا نہین اس سے کنارہ کش نہین ہوسکے گو وہ اپنی طرف سے کچھ جواب اختراع کر لیتے ہین لیکن تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ناممکن ہے کہ بالکل قادر مطلق کا خیال دل سے محو کر دیوین یہ ہو سکتا ہے کہ طفلی مین جس بات کا نقش جما گیا ہو اوس سے مذہب کو وہم باطل تصور کرین اور اوسپر

ہلنسنے لگین - لیکن اطمینان نہین ہوسکتا بیکن کا کہنا سچ ہے کہ تھوڑا اور ناکامل فلسفہ آدمی کو ملحد بنا دیتا ہے مگر جب وہ گہرا و عظیم الشان ہوتا ہے تو پہر مذہب کی طرف عود کرتا ہے

سر والٹر اسکاٹ کے آخری کلمات جو اوسنے اپنے داماد سے کہے وہ قابل یاد رکھنے کے ہین کہ شاید مجھے ایک منٹ تمہارے ساتھہ گفتگو کرنے کو ملے میرے پیارے نیک مرد راست باز اور مذہبی آدمی رہنا اور کوئی بات تمکو اطمینان نہین دیگی خداوند تم سب کو مبارک کرے -

جو بہ نسبت اپنے موروثی مذہب کے مذاہب سے واقف ہونا چاہتے ہین اونکو کم سے کم یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مذہبی باطل اوہام سے جو باعث ناپاکی و مانع ارتقاع مدارج روح ہین مخلصی ہوجاتی ہے اور ایک ایسے بیباک اور آزادانہ تحقیق وخیال کا انکشاف ہوجاتا ہے جو بہ تدریج عقاید کی باطنی غلامی کا مہلک وخطرناک مخالف ہوتا ہے - اگرچہ وہ جدید تغیر ہے لیکن سچی انسانیت کا مقتضا اور بہت زیادہ قابل قدر ہے مذہب پر جو فہم وادراک وعقل کے خلاف ہو جہالت کے ساتھہ اعتقاد اور بلا تامل ایسے رہنماؤنکی تقلید جنکی ذات سے خطا ممکن ہے اور جنکو اس امر کے ثابت کرنے کی بہی لیاقت نہین تہی کہ اونکو مقتدا بننے کا کیا حق تہا یا جو اصول اونکے ہین اوسکا جواز اور اوسکی صداقت اونہون نے کہان سے حاصل کی تہی سخت مہلک وخطرناک ہے -

حسن اتفاق سے ضعف عقیدت کی تاریکی روز بروز زائل ہوتی جاتی ہے اور مکروہ توہمات کی جانب جو میلان ہے اوسکی قوت وتاثیر یوماً فیوماً باطل ہوتی جاتی ہے - اور اوس طبقہ کے لوگ جو شایستہ صحیح الدماغ و متامل المزاج اور معقولات پر غور کرنے والے ہین ہر چیز کے واسطے برہان چاہتے ہین اور ایسے نامعقول

اصول و قواعد کے اعتقاد سے انکار کرتے ہین جسکے نا ممکن الخطا ہونیکی حجت اس سے
بہتر اور کوئی نہین ہے کہ ایک عالم اوسکی تصدیق کرتا ہے جس سے خطا ممکن ہے اس
مختصر رسالہ سے مقدم مطلب یہ ہے کہ اختصار کے ساتھہ مگر صحیح و معتبر حالات و اسرار
مذہب اسلام کے معلوم ہو جاوین اور اس کا خاص یہ مقصد ہے کہ اطمینانی ثابت قدمی
اور بے تعصبی کی روح مشتعل و متحرک کیجاوے تاکہ جن طرق اور نظرون سے
دوسرے اصول اور مذاہب کو ملاحظہ کرتے ہین اونہی طریق اور نظرون سے
اپنے کو بھی دیکھین ۔ آزاد تحقیق کرنیوالے کو لازم ہے کہ تعصب سے کلیتًا پاک ہو لیکن
جب بلا خیال دریافت حقیقت کے کسی مسئلہ کا ابطال کیا جاتا ہے تو ایسی تحقیق و
تفتیش سے بجاے اسکے کہ کچھ فائدہ ہو نقصان پہونچتا ہے پس ایسے شخص کو لازم
ہے کہ ایسی ذمہ داری اپنی ذات پر نہ لیوے ۔

میری تحقیق مین اگر انسان کے واسطے روحانی ترقی کا کوئی مکمل طریق ہے
جو نوع انسان کے ہر طبقہ پر منطبق ہو سکتا ہے اور جسکی بنیاد اوس ازلی حقیقت پر ہے
جو ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ تک بذریعہ رسولون کے منجانب اللہ انسان تک
پہونچا تو وہ مذہب محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہے وہ روح کی اوس
خواہش کو پوری کر سکتا ہے جس سے کہ اوسکو اعلیٰ ہستی نصیب ہو انسانی
علم مین یہی ایک طریق ہے جو ہو بہو دلیل حکمت و عقل و فہم و ادراک کے مطابق ہے
اور ذلیل اوہام سے مبرا و منزہ ہے وہ ہر شخص کو اپنے اپنے افعال و خیالات کا
جوابدہ ٹھہراتا ہے اوسکا درجہ ذہنی مطالب مین مرتفع و ممتاز ہے اور انسانیت کے
اعلیٰ ترین وذی عظمت اجزا سے مرکب ہے بشرطیکہ عقل و فراست و راست بازی

وسادگی و خلاص سے اوسپر عمل کیا جاوے مین نے کسی گمراہ کنندہ خیال یا مجہول اعتقاد یا ناگہانی پُرجوش تحریک کے باعث سے اسلام کو نہین اختیار کیا بلکہ یہ امر میری سچائی ایمانداری استقلال اور غیر متعصبانہ تحصیل و تحقیق کے سبب سے واقع ہوا خاصکر میرے اس غایت درجہ کے شوق کی وجہ سے کہ مین امر حق کو معلوم کرلون ان حقایق کی تلاش مین مجھے ایک بہت بڑا انبار کوڑا کرکٹ کا تہ و بالا کرنا پڑا جو غلط لچر اور جھوٹے خیالات اور کاذب مباحث کی شکل مین تھا تب مجھے جہاں اوس بیش بہا ہیرے کی دکہائی دی جو مدت دراز سے انسان کے دینی و دنیاوی فوائد کے لئے موجود و محفوظ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری اطوار و ہدایات کی نسبت جو عالمگیر جہالت و تعصب طبقہ علماے یوروپ مین ہے اوس سے حیرت زدہ ہوں اور جس خودپسندی و آمادگی و مستعدی کے ساتھہ وہ لوگ آنحضرت اور اسلامی طریق کی نسبت اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہین وہ زیادہ باعث استعجاب ہے عملی طور پر کسی تحقیق کرنے والے کے واسطے یہ امر بالکل ناممکن ہے کہ وہ یوروپین تصنیفات سے کوئی قابل اعتبار واقفیت مذہب اسلام کی نسبت حاصل کر سکے تا وقتیکہ اوسنے کسی دوسرے ذریعہ سے اوسکے متعلق آگاہی نہ پیدا کر لی ہو۔

عقلاً و نقلاً و بشری و واقعاتی شہادت سے قطعی طور پر ثابت ہے اور اوسپر بخوبی روشن ہے جسکو اسلامی فلسفہ کا واقعی علم ہے کہ آنحضرت ایک پاک و منزہ شخص تھے جنہوں نے بطیب خاطر اون حملہ امور کو ترک کر دیا جنکو دنیا عزیز رکھتی ہے تاکہ صرف روحانی حقیقت کا علم آپکو حاصل ہو جاوے گو آپ کو ذلت و تضحیک و لعنت و ملامت و جور و ستم برداشت کرنا پڑے تاہم آپ نے پوری تکمیل کے ساتھہ تبلیغ رسالت کی۔

دنیا مین آپ کے پاس جو ہو سکا سب راہ حق مین تصدق کر دیا گیا اور تنگی مین آپ نے انتقال فرمایا - اور تکلیفات اور صعوبات کو راستبازی و رضا سے اوسوقت تک برداشت کیا کہ مذہب اسلام بالاستحکام تمام قایم ہوگیا - لڑکپن ہی سے آپ ایسے عمدہ چال وچلن کے تھے کہ مکہ کے لوگ آپکو امین کہتے تھے جہان آپنے پچاس سال کے سن تک نہایت پارسائی وایمانداری سے بسر کیا تھا آپ کی فراست خاندانی وجاہت تفوق سب مسلمہ عالم ہین حضرت خدیجہ کے ساتھ شادی کے بعد سے مالی حالت بھی نسبتاً اچھی تھی اور اپنے خاندان پر تفوق رکھتے تھے تبلیغ مین برسون تک کامیابی نہین ہوئی بلکہ ناکامیابی کا پہلو بظاہر غالب رہا اور آخر مین ایسی سخت مخالفت آپ سے کی گئی کہ خود آپ کے اور آپکے دوستون کا اقتدار مکہ مین برباد کر دیا گیا اور بمجبوری آپکو اور آپ کے یارون کو مدینہ کی ہجرت کرنی پڑی یہ راہ نہایت ہی دشوار گذار اور خار تھی اور آپکے اور آپکے یارون کی زندگی کو آلام ومصائب وصعوبات وناکامیابیون سے جو نہایت تکلیف دہ اقسام کی تھین مملو کر دیا تھا پس آنحضرت کے قبل بعثت اور بعد بعثت کے واقعات جو تسلیم کردہ عالم ہین آپکے چال وچلن کی نسبت آپ ایسے باطنی نتائج پیدا کر سکتے ہین جنکی وجہ سے دیگر انبیا وہادیون سے تطابق وموازنہ ہو سکتا ہے -

تاریخ کی ایک عظیم الشان وجلیل القدر شبیہہ ملاحظہ طلب ہے اوسکی عظمت وجلالت ایسی ہے جو کسی انسان کے علم مین نہین گذری وہ ایسا سنجیدہ اور مدولت مآب ہے جسکی ذات وچہرہ سے ربانی الہام کی ضیا منجلی ہولی ہے جب وہ مدینہ کی ایک چھوٹی مسجد کی محراب مین جسکے تعمیر مین اوسکے ہاتھون نے

خود بھی اعانت کی ہے پشت کرکے بیٹھتا ہے اوسکے چارون طرف ایسے ایسے اشخاص کی جماعت بیٹھتی ہے جو بہت انگیز توجہ سے اوسکے کلام کو سنتے ہین اور وجدانی عزت و محبت کے ساتھہ اوسکا نظارہ کرتے ہین اوس نے اون کل دنیاوی چیزون کو ترک کر دیا جنکو مخلوق عزیز رکھتی ہے اور جنکے واسطے تکالیف گوارہ کرتی ہے اوس نے اپنے تئین اوس انسانی بہبودی کے باعث ظالمانہ و بیرحمانہ سلوک کے لئے وقف کر دیا اور جہانتک وے جو سابق مین اوسکے عزیز و قدردان و دوست تھے ظلم کر سکے اوسکو اونہون نے اُٹھا نہ رکھا۔

اوس نے ایسی تکلیفات و صعوبات و ناکامیون کو برداشت کیا کہ اگر کوئی معمولی آدمی ہوتا تو چور ہو جاتا لیکن اسپر بھی اوسکے دل مین نہ بغض ہے نہ انعام کی خواہش نہ خود غرضانہ ہوس اور نہ نفرت۔ استقلال و سرگرمی و تلطف سے وہ اپنے مفلس مگر باہمت و مخلص مقلدین اور اُنہی دشمنون کو جو دشمنی سے باز آکر اوسپر جان فدا کرتے ہین زندگی جاوید کی سچی راہ بتلاتا ہے اور وہ توجہ و شکرگذاری کے ساتھہ اسطرح اوسکو سنتے ہین کہ اوسکا ہر لفظ اونکے دل مین نقش ہو جاتا ہے اور اوسپر عمل کرتے ہین۔ وہ اوسکی ہدایت کے متعلق نہ کچھ سوال کرتے ہین اور نہ شک لیکن درخواست کرتے ہین کہ اُنکو وہ راہ دکھلائی جائے جسپر وہ ایمانداری و وفاداری سے چلین یہانتک کہ اونکو جاودان حقیقت کا بیش بہا نور و جوہر مل جاوے۔

پس اگر اسلام کی اندرونی حالت تعمق سے دیکھی جاوے تو بہ نسبت نظر اول کے زیادہ فلسفیانہ معلوم ہوگی اور اگر صرف اوسکی بیرونی حالت کا ملاحظہ

کیا جاوے تو اوسکی افضل ترین خوبی اوس سے ظاہر ہے کہ نوع انسان کے
جمیع طبقات یعنی ایک ادنی قلی سے لیکر اعلی درجہ کے صاحبان عزو ماہران علوم
کی روحانی ضروریات کے تماستر مطابق ہے۔ قوت مدرکہ یا وقوت عامہ سے اوسکو
کوئی انحراف نہین ہے اور نہ کسی درجہ مین عدل و رحم کی فطرتی تحریک کے مخالف ہے
پرہیزگاری خیالات اقوال و افعال کی پاکیزگی صفائی ظاہری و باطنی باریتعالی کیجانب مخلصانہ
مستحکم غیر متزلزل رجحان بے غرضی سے برادرانہ محبت یہ اوسکا خاصہ ہے اور یہ مطالب
ایسے مکمل ہین جنکا ذہن نشین کرلینا ہر شخص کے امکان مین ہے اور عمل کرنا بھی۔

سچے مذہب اسلام کا اصل اصول یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر راضی رہنا چاہیے
اور اوسکا ستون نماز ہے عمومیت کے ساتھہ اخوت محبت خیر اندیشی سکھلاتا
ہے اور خیالات کی پاکیزگی اقوال و افعال کی راستی اور بدرجہ غایت جسمانی طہارت
کا خواستگار ہے علم انسانی مین یہ نہایت آسان و مرتفع مذہب ہے اسمین نہ تنخواہ دار
خطیب ہین نہ دقت طلب رسوم ہین نہ قائم مقام کفارہ ہے اور نہ اپنے مقلدین کو
اونکے گناہون کی جوابدہی سے وہ بری الذمہ کرتا ہے یہ صرف ایک خدا کو مانتا ہے جو کل
اشیاء کا خالق ہے اور ایسی ربانی حقیقت ہے جسکا ظہور تمامی موجودات مین ہے وہ
قادر مطلق علام الغیوب حاضر و ناظر و حکمران ہے مسلمان صدق سے اوسی کی عبادت
کرتے ہین اور اوسکے سامنے ایک سطح پر اخوت و مساوات کے درجہ مین کھڑے
ہوتے ہین وہ مرتاض مسلمان جو آنحضرت کی سچی تعلیمات کے خیال عارفانہ تک پہونچگیا
ہے اس مذہب پر قایم رہتا ہے اور اسکو اپنی ہستی کا ایک عظیم الشان اصول گردانتا
ہے یہ اوسکے روزانہ کاروبار مین اوسکے ساتھہ ہے وہ نماز کبھی قضا نہین کرتا

اوسکی محبت اوسکا رنج اوسکی امید اوسکا خوف گویا اوسکے کل جذبات اوسمین مستغرق ہوجاتے ہین اور جب وہ رات کے وقت سونے جاتا ہے تو یہی اوسکا آخری خیال ہوتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو یہی خیال اوسکے دل مین ہوتا ہے۔

مذہب اسلام تبلیغی مذہب ہے ابتدا ہی سے بذریعہ وعظ و پند کے شایع ہوا۔ اسلام لاتے ہی ہر مسلمان پر فرض ہوجاتا ہے کہ تبلیغ مذہب کرے اور مذہب کو تنفر کا ذریعہ نہ بنا دے بلکہ عام انسانون کی بہبود چاہے اور قوم و رنگ کے اختلافات کو مٹا کر مسلمانون کا بھائی بنجا دے۔

مذہب کے نام سے جو نزاعین ہوتی ہین اونکو پست کر دیوے اور عملاً ثابت کر دیوے کہ عام انسانون کو اپنا بھائی بنانا فرض جانتا ہے۔ اور انسان کا فرض انسانی بھی یہی ہے۔ اسلام مین جو ہر قسم کی مذہبی و غیر مذہبی آزادی ہے وہ بے نظیر ہے۔

جہان کے رہنے والے کسی سچے مذہب کے پابند نہین وہان بڑی بڑی خرابیان واقع ہوئی ہین یورپ کو باوجود اس تہذیب کے مذہبی قوت کے کمزور ہونے سے جو نقصان پہونچ رہا ہے وہ مذہب کی فضیلت ثابت کرنے کو بہت کافی ہے پس بغیر قوت مذہبی کے کسی قوم کی گاڑی ٹھیک طور پر نہین چل سکتی مذہب رحم دلی کی تاکید ہے سچا مذہب بُری خواہشونکا روکنے والا مغموم و مصیبت زدون کو تسلی دینے والا ضعیفون اور درماندون کی دستگیری کرنیوالا مرنیوالونکا امید دلانیوالا زندون سے نیک عمل کا کرانیوالا۔ انسانونکا باہم شیر و شکر و بھائی بنانے والا۔ عاقبت کا بشارت دینے والا زندگی کو خوش گوار کرنیوالا۔ مفلس کو تونگر بنانیوالا ہوتا ہے عمل صالح کا کرنا زندگی کی دولت ہے۔ فرض کا ادا کرنا اعلی فرض ہے۔ خدا سے ڈرو پھر تمکو کسی سے نڈرنا پڑیگا

مذہب انسان کا امر طبعی ہے معبود کس طرح قرار پاتے ہین خداے تعالیٰ کے وجود کے برہان انسان ہو یا حیوان جب اوسمین کوئی ایسی چیز دیکھی جاتی ہے جو سب مین ہو تو کہتے ہین وہ اونمین امر طبعی ہے سانپکا لہراتا ہوا بچھو کا ڈنک مارتا ہوا تمام سانپون اور بچھوؤن مین دیکھتے ہین اس لئے کہتے ہین کہ یہ اونکا امر طبعی ہے تمام انسانون کو سیدھا اور دو پاؤن پر چلتا ہوا پاتے ہین تو سمجھتے ہین یہ اونکا امر طبعی ہے اسی طرح اگر یہ بات ثابت ہو کہ تمام انسان کچھ نہ کچھ مذہب رکھتے تھے تو ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ مذہب بھی انسان کا امر طبعی ہے انسان کے حالات کی اسوقت تک جسقدر تحقیقات ہوئی ہے اوس سے پایا گیا ہے کہ جس جس جگہہ اور جس جس زمانہ مین انسان تھا یا ہے وہ کچھ نہ کچھ مذہب رکھتا تھا اور رکھتا ہے ۔ وہ وحشی قومین جو اب دنیا سے نیست و نابود ہوگئی ہین اور جنکے نشان زمین مین دبے ہوے نکلتے ہین اور جیالوجی اونکے وجود کا ایک زمانہ بعید قرار دیتی ہے اونکے حالات اچھی طرح شہادت دیتے ہین کہ وہ بھی کچھہ مذہب رکھتی تھین جن وحشی قومون کو ہم نے پایا ہے اور جو اب بھی امریکہ کے جنگلون افریقہ کے کنارون اور اوشینیا کے جزائر مین پائی جاتی ہین وہ بھی کچھ نہ کچھ مذہب رکھتی ہین جسکو اونھون نے اپنے باپ دادا سے پایا ہے ۔

جو قومین شایستہ ہین اور جنکے حالات کتبون اور سکون اور تاریخ کی کتابون مین پائے جاتے ہین اونکے مذاہب کا تو تاریخانہ ثبوت موجود ہے پس ان تمام اور اس قسم کی دلیلون سے ثابت ہوتا ہے کہ مذہب انسان کا امر طبعی ہے انسان کی خلقت ایسی ہے کہ وہ جن چیزون کو دیکھتا اور جانتا و سمجھتا ہے اوس سے ایک نتیجہ گو وہ حیرت

ہی کیون نہ ہو نکالتا ہے اور اوسپر ایک خیال صحیح یا غلط اوسکے دل مین قایم ہو جاتا ہے۔
انسانون نے اپنی چارون طرف اون چیزون کو پایا جو اون سے بہت زیادہ مضبوط
اور قوی ہین اور بہت سے اون مین کی اوسکے ارادون کے فسخ کرنیکا سبب ہوتی
ہین آسمان اور زمین چاند و سورج ستارون اور پہاڑون دریاؤن اور ہواؤن
کو اوس نے دیکھا اون سب کو نہایت قوی اور اپنی خلقت پر مؤثر پایا اوس نے
نہایت عجیب اور ڈراونی چیزین جیسے بجلی ہر قسم کے طوفان بھونچال آتشین پہاڑ وغیرہ
دیکھے اور اون سے مؤثر ہوا۔ اتفاقیہ اور دفعتًا موت کا آجانا نعمت غیر مترقبہ کا
ملجانا بچہ کا پیدا ہونا دوست چھن جانا دیکھا اور اون سے بہت زیادہ حیران ہوا
اپنا جبر اپنا اختیار اپنے قویٰ سے اپنی طاقتون کو دیکھا ان سب تمام باتون نے اوسکے
دل پر ایک بڑی قوت کے وجود کا اثر ڈالا اور اوس نے کوئی نہ کوئی مذہب قرار دے لیا
البتہ اوس اعلیٰ قوت کے قرار دینے مین اختلاف ہوا کوئی تو اپنے انہی موجودات
مخلوقات مین سے کسی کو اعلیٰ قوت سمجھا اور کوئی کسی خیالی وجود کو جسکا نقشہ خود اوسنے
اپنے خیال مین اختراع کر لیا تہا اعلیٰ قوت سمجھا اور کسی نے ایسے بیچون و چگون قوت کو
جو ان سب کی علت العلل ہو وہ اعلیٰ قوت قرار دیا کسی نے کسی عجیب چیز مین خواہ وہ
حیوان ہو یا نباتات یا عناصر یا معادن یا ایسے شخص مین جو پاک اور مقدس ہو اوس
اعلیٰ قوت کا ظہور قرار دیا اور کسی نے زبان سے انکار مگر افعال اور دل سے اقرار
کیا غرض کہ یہی سب حالات ہین جن سے معبود باطل یا برحق قرار پائے۔ کوئی شخص چاند
وسورج اور ستارون کو اور کوئی دریاؤن اور سمندرون اور پہاڑون کو کوئی کسی
درخت کو اور کوئی کسی قسم کے نباتات کو کوئی کسی جانور کو معبود دیا اوس قوت اعلیٰ کا

مظہر تصور کرتا ہے اور کوئی اون خیالی چیزون کو جنکا نقشہ خود اوسکے خیال نے بنایا ہے
دیوتا و دیبی سمجھتا ہے اور کوئی اون شخصون کی روحون کو جس کو مقدس و
پاک قرار دیا تھا معبود جانتا ہے کیونکہ جب اوس اعلیٰ قوت کے وجود کا یقین
اوسکے دلمین ہوتا ہے تو اوسکو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی ایسی بات کیجاوے کہ
جس سے وہ اعلیٰ قوت راضی رہے اور اوسکی وجہ سے اوسکی ناراضی سے
حفاظت ہو اسی خیال پر پرستش وعبادت مذہبی قائم ہوئی ہین اور جب اوس نے
سوچا کہ مین کیون پیدا ہوا کہان سے آیا کہان جاؤنگا کون ہون تو معبود حقیقی تک
پہونچا۔ غرضکہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وعرفت ربی بفسخ العزائم
کی یہ ادنیٰ تفسیر ہے۔ یعنی جب اپنے نفوس کو جانا کہ اونکی حد کیا ہے اور کس لئے
وہ مخلوق ہوئے ہین اور عزائم فسخ ہوئے تو خدا تعالیٰ پہچانا گیا۔

ایک مصنف کا قول ہے کہ آدمی از روے خلقت وجبلت کے مذہب کا
ماننے والا پیدا ہوا ہے اگر وہ معبود حقیقی سے ناواقف ہوتا ہے تو مجازی معبود
اپنے لئے بنا لیتا ہے وہ خطرون اور مشکلون سے گھرا ہوا ہے وہ قدرت کی عظیم الشان
طاقتون کو ہر طرف اپنے اپنے کام مین مشغول دیکھتا ہے جنکے سبب سے اوسکو خوف ورجا
پیدا ہوتی ہے اور ہر گاہ کہ وہ کام اوسکے ادراک اور قبضہ قدرت سے باہر ہین
اس واسطے اوس کے دل مین اپنے سے زیادہ کی طاقتور شئے سے تعلق پیدا کرنیکا
جسپر وہ بھروسہ کر سکے خیال پیدا ہوتا ہے پس ابتدائی انسان ایک قسم کی علت کا
گمان کرتا ہے یعنی مثل اپنے ایک باارادہ طبیعت وقوی شخص کا اور اس قسم کی پرستش کا
منشا محض معلل پہ دنیا بالذات ہوتا ہے لیکن جب دوسرا درجہ تہذیب وشائستگی کا

آتا ہے اور مبادلہ خیالات اور اعتقادات ہوتے ہین اور دماغی خوبیان پاک
وشائستہ ہوجاتی ہین تو منشاء بالذات معلل بدین ہوجاتا ہے اور بالتبع معلل بہ دنیا

اگر کوئی ایسا حکمران نہین ہے جو ہر ایک انسانی وقدرتی قوتون سے اعلی تر
تو وہ کونسی چیز ہے جو ہمکو ہر ایک ابنائے جنس کی حکومت سے جب کبھی وہ ہم سے
طاقتور ہوجاوین بچاسے اور اوسمین تغیر وتبدل کرے اگر ایک پاک
اور راسخ قانون نہین ہے تو وہ کونسا قانون ہے جسکی روسے ہم فیصلہ کرسکین
کہ فلان فعل منصفانہ اور فلان ظالمانہ ہے ۔ ہم کسکے نام سے غیر مساوات اور ظلم
کے برخلاف اعتراض کرینگے ۔ خدا کے سوا عموماً دوسرے کی سامنے مادہ پرست
سر نہین جھکا سکتا ۔ ہم کیونکر امید کرسکتے ہین کہ آدمی ہماری شخصی رایونکی خاطر
نقصانات برداشت کرینگے یا اپنی جانونکو مالونکو عزتونکو قربان کردینگے ۔ کیا ہم
محض ذاتی اغراض کے زور پر قیاس کو عمل مین اور اصول مطلق کو فعل کی صورت
مین تبدیل کرسکتے ہین ۔ دہوکے مین نہ آو ۔ نوع انسان پر یہ ثابت کردو کہ اونکا
بہ تدریج ترقی کرتے جانا منشائے ایزدی کے موافق ہے اور پھر کوئی سرتابی نکریگا
اور یہ واضح کردو کہ دنیا مین جو فرائض ہمکو پورے کرنے ہین وہ ہمارے غیرفانی
زندگی کے ایک جزو لازمی ہین اور تم دیکھوگے کہ زمانہ حال کی نسبت تمام
خیالات زمانہ آیندہ کے عظم وشان کے مقابلہ مین غائب ہوجاتے ہین ۔ خدا کو
چھوڑکر تم مجبور کرسکتے ہو لیکن ترغیب نہین دے سکتے تم اپنی باری ونوبت
پر ظالم ہوسکتے ہو مگر معلم یا ہادی یا رسول نہین ہوسکتے ۔

روسو کا قول ہے کہ اگر خدا نہین ہے تو مقنن کو خدا گڑھنا چاہیئے ۔

دنیا بغیر خدا کے دنیا بغیر امید کی ہے اور دنیا بے امید کی دنیا بغیر روشنی اور اطمینان کے ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ آدمی کو اس بات کی ترغیب دینے سے کیا فائدہ ہے کہ ایک اندھی اور بے سمجھ طاقت انسان کی قسمت پر حاوی ہے اور اندھا دُھندی سے نیکی و بدی پر ضرب لگاتی ہے۔ جب ہم چند زوروں کو دیکھتے ہین کہ باہم متفق ہو کر تناسب اور اندازہ مناسب کے ساتھ عمل کر رہے ہین تو یقین ہوتا ہے کہ کسی عاقل مدبر نے اونکین یہ تناسب پیدا کیا ہے بہت سی طاقتین بلکہ بے انتہا آثارات بالترتیب پیدا کرتے ہین اور یہ عمل اتنی مدت سے ہے کہ احاطہ نہین ہو سکتا اس لئے ہمکو مدبر عالم کا یقین ہوتا ہے ہم یہ یقین نہین کر سکتے کہ تھیلی مین ٹایپ کے حروف بھر کر پھینک دین اور اشعار جابجا متفرق کر دین تو نظم کی ایک کتاب مرتب ہو کر خود بخود چھپ جاویگی بلکہ اوسکا مرتب کرنیوالا اور تیار کرنیوالا بھی چاہئے ہر نقش کے لئے نقاش لازم ہے پس جب ایسی چھوٹی کتاب کے لئے بھی اسباب کی ضرورت ہے تو اسقدر بڑی مجلد کتاب یعنی یہ عالم کیونکر خود بخود مطبوع اور تصنیف باین ترتیب ہو سکتا ہے اور بغیر صانع کے مصنوع اگر کسی ملک سے چند اندھے چلین تو کیا یہ خیال ہو سکتا ہے کہ وہ بلا رہنمائی کے دہلی کی چھاونی مین قواعد کرنیکے واسطے جمع ہو جاوینگے پس جیسے ان اندھون کی نسبت یہ بات سمجھ مین نہین آتی تو مادہ کے بیشمار اجزا کی نسبت بھی خود بخود جمع ہو جانیکا خیال نہین ہو سکتا۔ ہر چیز کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ جو ضرورت اوسکو ہوتی ہے اوسکے رفع کرنیکا سامان بھی پیدا ہے کسیکی بناوٹ فضول و عبث بیکار نہین ہے۔ گوشت خوار کے واسطے پنجے کے جبڑے اور دانتون مین

کہ سرنے اور چبانے کا مادہ موجود ہے اور ایسے جانور مخلوق ہین جنکو وہ کہا سکتا ہے غیر گوشت خوار کے لئے ایسے آلے عطا نہین ہین بلکہ دوسری قسم کے ہین سرد ملک کے رہنے والے جانورونکے لئے پشمینی لباس اونکے بدن پر خود تیار ہوتا ہے گرم ملک کے جانورونکے لئے بیضرورت سمجھکر وہ نہین بنایا گیا ہے کیا قیاب توجہ نہین ہے - اور جہان متبدل فصلین ہوتی ہین وہان بتعدد فصل کے جانور اپنے بالونکو رد و بدل کر لیتے ہین یعنی قدرتی طور سے اونکے بال گر جاتے یا بڑہ آتے ہین گرم ملک کے جانور سرد ملک مین نہین رہ سکتے شتر عرب کے ریتلی زمین کے لئے کیون مخصوص ہوا اور دیگر جانور کیون دوسرے ملک کے لئے خاص سمجھے جاتے ہین انسان کو ایسی عقل عطا کی گئی ہے کہ وہ اپنی گرمی و سردی کا خود سامان کر سکتا ہے اور گرم و سرد ہر جگہہ بسر کر سکتا ہے اور ارادہ و خیال و سمجھکر کام کرنا اور پہچان لینا اور خیال کرنا اور محبت و نفرت اور وہ قوت جو جسم کو جاندار کرتی ہے ایسی چیزین ہین کہ جب تک کوئی مدبر عالم نہو تب تک کسطرح انسان مین پیدا ہو سکتی ہین انسان ہی اپنی جس قوت کو حالت ریاضت مین نہین رکہتا وہ چند دن کے بعد معطل و بیکار ہو جاتی ہین جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب قوتین کام کرنیکے لئے انسان کو ایک مدبر عالم نے عطا کی ہین -

غرض جہان جہان اور جس جس چیز کے لئے جسکی جسکی ضرورت ہے وہان وہان اونکا سامان مہیا ہے پھر کیا یہ باتین واجب الوجود عالم کامل دانا مدبر کے لئے دلیل نہین مخلوقات کی کثرت انواع پر خیال کرو پھر اونکی فطرت کی حکمت پر کہ جس چیز کی جسکو ضرورت ہے اوسکے رفع کرنیکا سامان اور وہ قوا جس سے اوسکو وہ

رفع کر سکے اور ان قوتوں کی حفاظت کی چیزیں اوسکے لئے موجود ہین اگر ایک کو انمین سے جدا کردو تو پھر نقصان عظیم واقع ہو - مثلاً سر مین ایسی قوت ہونی لازم تھی کہ وہ آگے اور پیچھے جھک سکے اور جسم کے ایدہر اودہر مڑ سکے اسکے لئے مختلف دو حکمتین رکھی گئی ہین اول ریڑھ کی ہڈی کو سب سے اوپر کے حصہ پر رکھکر ایک چول اوپر اوسکا پیوند لگا ہے جس سے وہ آگے اور پیچھے بے روک ٹوک کے پھر سکتا ہے دوسرے وہ گردن کے اوپر کی ہڈی اور سر کے درمیان نہین بلکہ اسکے اور اوسکے نیچے متصل جو ہڈی ہے اوسکے درمیان ہی اس پہلی ہڈی کا ایک حصہ آگے نکلا ہوا بشکل دندانے کے ہے اور وہ اودہر کی ہڈی مین ایک خانہ کے اندر داخل ہوتا ہے اور اوس سے ایک چول ڈہری تن بنجاتی ہے جسپر دوسری ہڈی مع سر کے جو اوسپر سہارا پاتا ہے ایک ایک دایرہ مین آزادانہ گردش کر سکتی ہے اسپر سر کا بوجھ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ گاڑی کی کمانیون کا دہری پر گاڑی کا - اسی طرح ادہر اودہر اور آگے پیچھے سر مڑ سکتا ہے - اسی طرح جس چیز کی فطرت پر خیال کرو اوسمین بے انتہا حکمتین ہین اگر اونکو اتفاقیہ روداد ونکے ملنے سے مانا جاوے تو بے انتہا اور با ترتیب [illegible] ہین - پرندونکی آنکھین صاف کرنیکی ایک عجیب حکمت ہے جس سے اونکو تیز پروازی مین آسانی ہوتی ہے اور جہاڑ و جنگل سے مضرت نہین پہونچتی یعنی اونکی آنکھونمین ایک تیسرا پوٹا ہے جو نہایت باریک جہلی سا ہوتا ہے جسسے بہت جلد آنکھہ کے ڈہیلے پر دو پٹھون کے ذریعہ سے جو عقب چشم مین آگے اور پیچھے کی طرف ہوتے ہین کھینچ لیتے ہین اگر تم کسی چیز کو کہینچا چاہو جسمین زور کم لگے تو تم اوسکو خط مستقیم مین کہینچوگے جو ان [illegible] کے درمیان ہے لیکن اگر تم یہ چاہو کہ بہت جلد آسانی سے اوسکو

کھینچو اور زور کا نقصان کا خیال نکرو تو تم اوسکو ترچھا دو سمتون مین ایک ساتھ کھینچوگے پس پرندونکے آنکھون مین پٹھون سے ہی یہ کام کشش کا ہوتا ہے اجرام فلکی مین بہت سے انقلابات ایسے ہوا کرتے ہین کہ اگر وہ واقع نہون اور اونکے سبب سے دوسرے اجرام جدا نہو جاوین تو نظام پلٹ جاوے اور اگر انقلاب نہون اور معمولی ہی کام ہون تو باہم لڑ جاوین غرضکہ سائنس اِس قسم کی تحقیقات تو پھر اگر غور کیجاوے اور اونکی ایک فہرست انسان کے سامنے رکھہ دیجاوے جو بے انتہا مخلوقات مین بے انتہا قسم کی ہین تو بالیقین وہ دو اتفاقیہ مادون سے تخلیق عالم کو نہ مانیگا بلکہ عالم مدبر کے ہونیکا یقین کریگا فتبارک اللہ احسن الخالقین - ربنا ما خلقت ھذا باطلا -

ہم دیکھتے ہین کہ سب کچھ جو موجود ہے اور جس کو کسیطرح جان سکتے یا سمجھہ سکتے یا خیال کر سکتے ہین وہ ایک ایسے سلسلہ سے مربوط اور ایسے رشتہ سے مضبوط ہے کہ ایک کا وجود دوسرے پر اور دوسرے کا تیسرے پر منحصر ہے اس لئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ یہ سلسلہ کسی اخیر وجود یا علت یا سبب پر منتہی ہوگا اور جسپر یہ منتہی ہو وہی خالق تمام موجودات کا یا سبب اخیر یا علت العلل جمیع کائنات کا ہے اس لئے کہ اس بات پر یقین نہین ہو سکتا کہ یہ سب جو کچھ موجود ہین خود آپ ہی اپنے وجود کی علت ہین اگر موجودات مین ہر چیز اپنے وجود کی لئے کسی دوسرے وجود کی محتاج نہوتی یا کسی کا وجود کسی دوسرے وجود کا معلول نہوتا تو شاید ہم ایسا یقین کر سکتے مگر جبکہ ہر ایک چیز کو کسی علت کا معلول پاتے ہین تو اون چیزونکے مجموعہ کو کسطرح کسی علت العلل کا معلول نہ سمجھین ہمارا ایسا کوئی برہان اوسکے خلاف نہو بلکہ

اس بات کا فیصلہ نہین ہوسکتا کہ تمام موجودات کے عوارض نوعیہ و شخصیہ کے معدوم ہونے
بعد جو وجود ناقابل عدم باقی رہیگا وہ کیا ہے اور کیا ہوگا مگر اس بات کے فیصل نہونے
سے خالق کے وجود سے انکار نہین ہوسکتا کہا جا سکتا ہے کہ یہ یقین ہوا بلکہ ایک
خیال ہوا جسکا تجربہ نہین ہوا اور جب امکان اثبات کا ہو کہ بعد تجربہ کے مطابق
واقع کے ہو یا نہو تو دونون اثبات یا نفی کے لیے یکسان ہونگے یہ کہنا سچ ہے مگر
جبکہ ہم ایک آواز سنتے ہین اور دہوان دیکھتے ہین تو یقین کرتے ہین کہ آواز کرنیوالا
یا آگ جلانیوالا ہے ہمارا ایسا خیال کرنا بہی ایک خیال ہے مگر اس قسم کا نہین ہے
کہ اسباب غیر محققہ خیالیہ نے اوسکو ہم مین پیدا کیا ہو بلکہ ایک ایسا خیال ہے جسکو
حقائق محققہ واقعیہ نے پیدا کیا ہے ہمارا ایسا خیال بالکل ٹہیک مطابق واقعہ کے ہوتا ہے
جبکہ ہم چند نقشون کو ترتیب سے رکہا ہوا خوبصورت بنا ہوا حکمت سے بہرا اور
خوبصورتی سے ڈہلا ہوا دیکھتے ہین تو کیونکر یقین نہ کرین کہ اوسکا بنانیوالا اور ترتیب
دینے والا بہی کوئی ہے تمام موجودات پر جب ہم نظر کرتے ہین تو بادی النظر مین ہمکو
عجیب مختلف قسم کی چیزین دکہائی دیتی ہین ہمکو وہم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے مین کچہ
تعلق نہین ہے مگر جب تعمق سے نظر ڈالتے ہین اور ٹہیک طور سے بخوبی سوچتے ہین اور
حقایق قدرت پر بقدر طاقت بشری واقفیت حاصل کرتے ہین تب سمجہتے ہین کہ آپسمین نہایت
مناسبت رکہتے ہین اور مثل ایک موتی کے خوبصورت مالے کے نہایت تناسب و انداز
سے مسلسل گندہے ہین اور سب کے سب ایک راہ پر چلتے ہین ایک کو دوسرے
سے ایسی مناسبت ہے کہ اگر ایک چیز بہی اونمین سے معدوم ہو جاوے تو دنیا جیسے
گورکہ دہندے مین بہت کچہ نقصان آجاوے تمام موجودات ایسی تدبیر و حکمت و

مناسبت سے موجود ہے جیسے ایک گھڑی یا کل کے مختلف پرزے آپسمین مناسبت رکھتے ہین اور اس سے ہمکو اس بات کی ہدایت ہوتی ہے کہ یہ گورکھ دہندہ ایکہی دانا حکیم کا نکالا اور ایک ہی قادر کاریگر کا ڈھالا ہوا ہے" رسالہ خلق الانسان مین کیا خوب لکھا ہے" جب کہ ہم تمام موجودات عالم پر بقدر طاقت بشری نظر ڈالتے ہین تو یہ دیکھتے ہین کہ خدا تعالی نے جو قانون قدرت بنایا ہے اور اوس قانون کے مطابق جو چیزین پیدا ہوتی ہین وہ ایسی مناسبت سے پیدا ہوتی ہین کہ ایک دوسرے سے اور دوسری تیسرے سے اور تیسری چوتھے سے و علی ہذالقیاس نہایت مشابہ ہوتی ہین پہلی چیز سے دوسری چیز کسیقدر ترقی یافتہ ہوتی ہین مگر وہ ترقی ایسی خفیف ہوتی ہے جس سے وہ مشابہت جو پہلی کو دوسری سے ہوتی ہے بدستور باقی رہتی ہے اور جو تفاوت یا ترقی اوس دوسری چیز مین ہوتی ہے وہ نہایت غور اور فکر سے محسوس ہوتی ہے -

اس قانون قدرت نے ایک ایسا سلسلہ پیدایش کا کر دیا ہے کہ اگر تمام مخلوقات کو سلسلہ وار جمع کیا جاوے تو وہ ایسی زنجیر کے مشابہ ہوگی جسکی ایک کڑی دوسری کڑی سے ملی ہوئی ہو اور اون کڑیون مین بتدریج ایسا فرق ہونا چاہیے کہ پہلی کڑی دوسری کی اور دوسری تیسری کڑی کی اور تیسری چوتھی کڑی کی مشابہ ہو لیکن جب بیچ کی کڑیونکو چھوڑ دیا جاوے مثلاً پہلی کو دسوین یا بیسوین یا پچاسوین سے و علی ہذالقیاس مقابلہ کیا جاوے تو معلوم ہو کہ دونون مین بہت ہی کچھ فرق ہے وہ اور ہی نوع ہے یہ اور ہی نوع ہے بلکہ دو مختلف جنسین ہین -

اس تناسب پیدایش نے بہت بڑے بڑے لایق اور عالم حکیمون کو دہوکے مین ڈالدیا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہین کہ انقلاب ایک ہی چیز کو دوسری مشابہ چیز

مین بدلتا جاتا ہے مثلاً وہ حیوان جو بندر کہلاتا ہے اور جسکی مختلف قسمین ہین اور ایک دوسرے سے ترقی یافتہ ہین رفتہ رفتہ ترقی پاتے پاتے اس صورت مین آگیا ہے جسکو اب ہم انسان کہتے ہین اور یہی تہیری حکیم ڈارون کی ہے جو ایک ہی مثل شخص اس زمانہ مین گذرا ہے ۔

مگر اونہون نے قانون قدرت کے کامون مین جس مناسبت کا ہونا لازمی ہے اسپر لحاظ نہین کیا ۔ قانون قدرت نہایت منتظم ہین اور اسی سلسلہ انتظام مین یہ بات بہی لازم ہے کہ وہ سلسلہ ایسے انتظام سے ہو کہ اوسکی پہلی کڑی دوسری سے اور دوسری کڑی تیسری سے باہم مناسبت سے ہون جیسے موتیون کی لڑی جسمین ایسے انتظام سے چہوٹے اور بڑے موتی پروئے گئے ہون کہ پہلا دوسرے سے اور دوسرا تیسرے سے اور علی ہذا القیاس مناسبت سے پروئے جاوین ۔

اونکو شبہہ اس بات سے ہوا ہے کہ ایک نوع کی دوسری نوع کی ترکیب سے ایک تیسری نوع پیدا ہو جاتی ہے جیسے خچر یا بعض بیرونی اثرون سے بعض حیوانات مین انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے اونکی رائے انقلاب کی طرف مائل ہوئی ہے مگر یہ امر خیال سے رہ گیا کہ اس قسم کے انقلاب کے لئے اول اون دونون نوعونکا مستقل موجود ہونا یا اوس شئے کا اور اوس مادہ کا جو ذریعہ انقلاب اوس شئے مین ہوا مستقل اور جداگانہ موجود ہونا ضرور ہے تاکہ شئے ثالث وجود پذیر ہو۔ معہذا اوس شئے ثالث پر انقلاب شئے اول یا شئے ثانی کا اطلاق نہین ہو سکتا بلکہ وہ ایک نیا نتیجہ ہے دو شئے کے اتحاد اور ملاپ کا نہ انقلاب ایک شئے کا دوسری شئے مین ۔

غرضکہ یہ بات صحیح نہین ہے کہ وہ حیوان جسکو بندر کہتے ہین مرور دہور مین ترقی کرتے کرتے اس صورت مین آگیا ہے جسکو انسان کہتے ہین بلکہ قانون قدرت کا سلسلہ انتظام اسی مناسبت سے واقع ہوا ہے کہ اوس نے ابتدا ہی سے مخلوق کو ایسی مناسبت سے پیدا کیا ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ سے موتیون کی لڑی کے مثل مناسبت و مشابہت رکھتے ہین اور اس لئے ضرور ہے کہ انسان سے نیچے ایک ایسی مخلوق ہو جو نہایت انسان کے مشابہ ہے اور اوسکے نیچے ایک ایسی مخلوق سے جو انسان کے نیچے ہے مشابہ ہو وعلیٰ ہذا القیاس"۔ (انتہے)

اس تیسری مین اور ڈارون کی تہیر مین نتیجہ خلق مخلوقات مین بلحاظ اونکی صورت کے جنپر وہ پیدا ہوئے ہین اور بلحاظ اونکی ترکیب اعضا کے صرف یہ فرق ہے کہ ڈارون کا اصول انقلاب اور ہمارا اصول مماثلت فی الخلق ہے۔

جو تغیرات ہر قسم کے مادہ مین ہوتے رہتے ہین وہی علت العلل کو ثابت کرتے ہین کبھی وہ ہوا کی صورت مین ہین اور کبھی پانی کی کبھی گل مین اور کبھی گل مین کہین ہاتھی مین اور کہین مچھر مین اور کہین شیر مین کہین بکری مین وہ خود اپنے تبدلات کا باعث نہین ہو سکتے بلکہ کوئی دوسرا اونکے تبدلات مین موثر ہے اس لیے ہم یقین کرتے ہین کہ اوس علت العلل نے اونکو مخلوق کیا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اون تبدلات کا باعث کوئی دوسرا موثر نہین ہے بلکہ خود خواص مادہ اون تغیرات کا سبب ہے اور اونکے باہمی اتصال سے یہ تغیرات پیدا ہوتے ہین تو اول تو اوسکے پاس اسکا ثبوت نہین ہے کہ یہ تغیرات خواص مادہ کے سبب سے ہین بلکہ اوہتون نے اون تغیرات کو جنکو ہم بوجہ اثر کے موثر بیان کرتے

ہین خواص مادہ سے تعبیر کیا ہے اور اس صورت مین صرف نزاع لفظی ہے دوسری کوئی وجہ اس کی نہین بیان کر سکتے کہ وہ سالمات جو آپسمین باہم مماثل اور آپسمین شامل تھے کیون باہم متصل ہوئے اور کیون ایسی خاص طرح سے متصل ہوئے کہ کچھ پہاڑ کی صورت مین ہو گئے اور کچھ دریا و سمندر بنگئے اور کچھ بکری اور کچھ شتر اور کچھ بلّی اور کچھ شیر ہو گئے پھر جو اشیاء اون سے ملکر بنی ہین اونکی ترتیب اور اونکا نظم ایسا ہے کہ جسکو دیکھکر حیرت ہوتی ہے اور جن مقاصد کے لئے بنی ہین ایسی خوبی سے بنی ہین کہ اور طرح پر وہ مقصد حاصل نہین ہو سکتا پھر تمام اشیاء تمام چیزون مین جو موجود ہین جنکی اونکو ضرورت ہے اس سے زیادہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ایک نہایت دانشمند عالم حکیم نے متعدد طرح سے اتصال کیا فتبارک اللہ احسن الخالقین - ان تمام باتون کی نسبت یہ کہدینا کہ یہ سب از خود خواص مادہ سے بلا کسی حکمت کے ہین یا اتفاقیہ ہین اور اونکی باہمی مناسبت کے تمام خوبیان نکات بعد الوقوع ہین حقیقت مین کچھ جواب نہین ہے بلکہ لاجواب ہو کر رو دینا ہے -

پس مذہب اسلام کا کیا سچا مسئلہ ہے کہ تمام انسانونکو جنگلی ہون یا پہاڑی شہری ہون یا دیہاتی تربیت یافتہ ہون یا ناتربیت یافتہ کسی نبی کی خبر اونکو پہونچی ہو یا نہ پہونچی ہو کوئی مذہب اونکو دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو اس بات پر ایمان لانا فرض ہے کہ تمام موجودات کا کوئی صانع ہے اور وہی ہے اللہ جل شانہٗ وجل جلالہٗ ہے جس کو انہی موجودات سے وہ بخوبی سمجھ سکتے ہین اور اسی سمجھنے کی وجہ سے مکلف ہوئے ہین -

خدا یتعالیٰ واحد فی الذات ازلی و ابدی ہے

وہ ایک مقدس اور پاک ہستی جسکو کوئی اللہ اور کوئی وجود اور کوئی کلام کہتا ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگی وہ آپ ہی آپ ہے اور اوسکا ہونا اوسکی ذات ہے کیونکہ اوسنے اپنا لقب یہی بتایا ہے کہ مین ہون اوسکا ہونا ہی اوس کی بڑائی ہے اپنے ہونے ہی سے وہ پہچانا جاتا ہے اور اسی بڑائی سے وہ پکارا جاتا ہے نہ اوسکی ابتدا ہے نہ انتہا وہ کسی کا محتاج نہین ہے بلکہ سب اوسی کے محتاج ہین نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ اوس سے کوئی پیدا ہوا اور ہر جو کچھ ہوا بغیر اوسکے نہوا اوسکا ہمسر کوئی نہین نہ ہونے مین کیونکہ ہونا اوسکی ذات ہے اور نہ کسی صفت مین کیونکہ سب صفتین اوس کی ذات ہین وہ زندہ ہے نہ جانسے بلکہ آپہی آپ سے وہ جانتا ہے نہ کسی جہت سے بلکہ اپنی ذات سے وہ دیکھتا ہے نہ کسی دیکھنے والی چیز سے بلکہ اپنی ذات سے وہ سنتا ہے نہ کسی سُننے والی چیز سے بلکہ اپنی ذات سے وہ بولتا ہے نہ کسی بولنے والی چیز سے بلکہ اپنی ذات سے وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے نہ کسی غرض سے بلکہ اپنے کمال ذات سے وہ سب کچھ کرتا ہے نہ کسی کرنے والی چیز سے بلکہ اپنی ذات سے وہ ہر طرح پر یکہ ہے اور ہر آن مین ہزارون لاکھون بے انتہا کامون کو کرتا ہے پھر ایسی ذات کی حقیقت کو بجز اوسکے کہ ہے اور کوئی نہین جان سکتا پھر یہ کوئی ایسا معقوم نہین ہے کہ انسان کے ذہن مین نہ آسکے کیونکہ اوسکا سمجھنا جیسا کہ اوسکو سمجھنا چاہئے اور اوسکا ذہن مین آنا جیسا کہ اوسکو ذہن مین آنا چاہئے بالکل انسان کی فطرت کے مطابق ہے اور اسقدر وہ سمجھ سکتا ہے۔

وہ ہستی واحد فی الذات ہے یعنی مثل اوسکے دوسری ہستی نہین ہے بلاشبہہ
یہ مسئلہ کسیقدر زیادہ باریک ہے جو لوگ کہ نیچرل فلاسفی یعنی علم طبعیات سے زیادہ
واقف ہین اور جنہون نے موجودات عالم مین سے چیزونکی بناوٹ اور پیدایش
اور پہر اونکے انقلاب کا بقدر طاقت بشری علم حاصل کیا ہے اونکا یقین اس مسئلہ
پر سب سے زیادہ پختہ اور مستحکم ہے اون سے کم درجے کے لوگون کو کسیقدر غور اور
فکر کی حاجت ہوتی ہے اور اوس سے بہی ادنی درجہ کے لوگ دوسرے کی تنبیہہ سے
متنبہہ ہوتے ہین اور دوسرون کے بیان سننے کے محتاج مگر یہ مسئلہ ایسا نہین ہے
کہ عام عقل انسانی کی سمجہہ سے باہر ہو تحقیقات کامل سے خواہ سوچنے سے یا کسی
کے سمجہانے سے انسان اسکو بخوبی سمجہہ سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ پر
ایمان لانا ازروے مذہب اسلام کے تمام انسانونپر فرض ہے -

کیونکہ اگر متعدد خدا مانے جاوین تو ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج ہوگی
اور وہ اپنے کمال کے لئے دوسرے کے محتاج ہونگے اور ہم نے خدا ایسی ذات
کو مانا ہے جو سب کاملت آخر ہو دوسرے اگر چند متعدد خدا ہون تو فساد واقع
ہوجاوے تیسرے خود انسان کو طمانیت نہوسکے گی کہ کسکو اوسکو راضی کرنا چاہئے
مصیبت کیوقت ایک کو ناراضامند سمجہیگا اور غلامی سے آزاد نہ ہوگا اگر موجودات
عالم اور اونکے باہمی تعلقات پر اور اون تعلقات سے جو نتایج حقہ پیدا ہوتے ہین
اونپر غور و فکر کیا جاوے اور اونکی دلالت و ہدایت سے اونکے صانع کے جامع صفات
کمالیہ ہونیکا یقین کیا جاوے کیونکہ موجودات کی صنعت اوسکے صانع پر دلالت
کرتی ہے اور جسقدر زیادہ اور کامل علم صنعت کا ہوتا ہے اوسیقدر صانع کی معرفت

کامل ہوتی ہے تو قرآن سے اوسکی بہرا سر ہدایت ہے اولم ینظروا فی
ملکوت السموات والارض وما خلق اللہ من شئی ۔ افلا ینظرون
الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف
نصبت والی الارض کیف سطحت ۔

بانی اسلام کا یہ منشا نہین ہے کہ توحید کا مسئلہ انسان بغیر سمجھے مان لے یا اسی وجہ سے تسلیم کرلے کہ پیغمبرون اور بزرگون سنے فرمایا ہے بلکہ صاف صاف موجودات کی حکمتون اور قدرت وفطرت کے عجائبات کو تبلا تبلا کرا ور دکہلا دکہلا کرا و جتلا جتلا کر استدلال کیا ہے اور ایمان لانیکی تاکید کی ہے ۔

ایک جگہہ فرمایا ہے ۔ اوسی کا ہے جو کچہ کہ آسمان و زمین مین ہے اور جو کچہ اوسکا ہے (یا اوس کے پاس ہے) اوسکی اطاعت سے نہین منحرف ہوتا ہے اور اوسکا ہے رات اور دن اوسکی بزرگی یاد کرتا ہے ۔ اوسکی بزرگی یاد کرتا ہے اور ذرا بہی سُستی نہین کرتا کیا اونہون نے زمین کی چیز و نمین سے کسیکو خدا ٹہرایا ہے اگر آسمان و زمین مین بہت سے خدا ہوتے تو دونون کا کارخانہ بگڑ جاتا ۔ اور ایک جگہہ فرمایا ہے کس نے پیدا کیا آسمان و زمین کو اور کس نے برسایا تمہارے لئے مینہہ پہر اوس سے نہایت پُر رونق باغ اوگائے تمکو تو اونکے اوگانے کی قوت نہ تہی پہر کیا خدا کے ساتہہ کوئی دوسرا خدا ہے کسنے زمین کو تمہارے رہنے کی جگہہ بنایا اور کس نے اوسکے بیچ مین نہرین بہائین اور کس نے اوسپر پہاڑ گاڑے اور کس نے دو سمندرون کے بیچ مین زمین کا پردہ پیدا کیا پہر کیا خدا کے ساتہہ کوئی دوسرا خدا ہے ۔ کون تمکو اندہیرے جنگلون اور سمندرون مین راستہ تبلاتا ہے

کون مینہہ برسنے سے پہلے اپنی مہربانی کی خوش خبری دینے والی ٹھنڈی ہوا
چلاتا ہے پہر کیا خدا کے ساتہہ کوئی دوسرا خدا ہے اگر تم سچے ہو تو اوسکی دلیل لاؤ
کس پیار سے فرمایا ہے کہ اوسی کی نشانیون مین سے ہے کہ تمکو مٹی سے
پیدا کیا پہر اب تم انسان ہو جا بجا پہیلے ہوئے اوسکی نشانیون مین سے ہے کہ
تمہارے لئے تمہین سا جوڑا پیدا کیا تاکہ اوس سے دلکو چین رہے اور ایک
عجیب قسم کی محبت اور دلکی پگہلاہٹ تم مین رکہی سمجہنے والون کے لئے اسمین
بہت سی نشانیان ہین۔ اوسی کی نشانیون مین سے ہے آسمان و زمین کا پیدا
کرنا تمہاری بولیون تمہاری رنگتون کا مختلف ہونا اسی بات مین تمام دنیا کے
لوگون کے لئے نشانیان ہین اوسی کی نشانیون مین سے ہے رات کو تمہارا سونا
اور دن کو روٹی کے دہندہون مین لگنا اوسی کی نشانیون مین سے بجلی بہی ہے
جسمین کڑک کا خوف اور مینہہ کی طمع ہے پانی برسنے سے مری ہوئی زمین زندہ
ہوجاتی ہے اوسی کی نشانیون مین سے ہے کہ آسمان اور زمین اوسی کے حکم
سے تہمے ہوئے ہین وہی اللہ ہے جو ہوا کو چلاتا ہے پہر اوس سے بادلونکو بہاتا
ہے پہر تمام آسمان مین جسطرح چاہتا ہے پہیلا دیتا ہے پہر اونکو تہ بہ تہ کردیتاہے
پہر تم دیکہتے ہو کہ اونمین سے بوندیان نکلتی ہین آسمان سے اندازہ کے موافق
مینہہ برساتا ہے پہر اوسکو زمین مین ٹہراتا ہے پہر اوسکے سبب سے تمہارے
لئے باغون مین بہت سے میوہ اور کہجورین اور انگور پیدا کرتا ہے جنکو تم کہاتے
ہو۔ پہاڑمین سے درخت اوگاتا ہے جسمین سے پہل نکلتا ہے تمہارے لئے
تو جانورون مین بہی بڑی نصیحت ہے اونکی چہاتیون مین سے جو کچہہ نکلتا ہے

اُوسکو پیتے ہو اور سب سے فایدے اوٹھاتے ہو بعض جانور تمہارے کہانے مین آتے ہین جانور ہی تمکو اوٹھائے پہرتے ہین اور کشتیان بہی تمکو اوٹھا کر لیجاتی ہین زمین پر کس حکمت سے پہاڑ بنائے ہین تاکہ وہ تو لے رہین اونمین گہاٹیان بنائی ہین تاکہ راستہ چلنے مین ہرج نہو اوسنے بنائے ہین رات اور دن اور سورج اور چاند جو اپنے اپنے گہیرے مین پہرتے ہین۔ ایک جگہہ فرمایا ہے کہ اگر کافرون سے بہی یہ بات پوچہو کہ آسمان اور زمین کس نے بنایا اور چاند و سورج کو کسنے تابعدار کیا تو کہینگے اللہ نے اور اگر اون سے پوچہو کہ کس نے آسمان پر سے مینہہ برسایا جس سے مری ہوئی زمین کو پہر زندہ کیا تو کہینگے اللہ نے۔

دیکہو آسمان اور زمین کو کہ ہمنے کس حکمت سے تمہین بنایا ہے اور ہماری صنعت کا کمال کیسا کچہہ اون سے ظاہر ہوتا ہے نہ اونمین کچہہ نقص ہے نہ کچہہ خلل دیکہو ہم کسطرح پانی برساتے ہین اور زمین کو پہاڑ کر اوس سے کیا کیا چیزین تمہارے لئے پیدا کرتے ہین اور تمہارے کہانیکے واسطے کسطرح غلہ ترکاری انگور اور میوے طرح طرح کے اوس سے نکالتے ہین۔

دیکہو ہم نے تمہارے آرام کے لئے کیسے کیسے جانور بنائے جو تمہارے لباس کے کام آتے ہین جسکو تم کہاتے ہو اور جنپر چڑہتے ہو اور جنسے تمہین سفر کرنیمین آسانی ہوتی ہے دیکہو گہوڑون خچرون گدہونکو اون سے تم کیسا آرام پاتے ہو سوا اسکے بہت سی ایسی چیزین تمہارے لئے ہم بناتے ہین جنکا تمہین علم تک نہین ہوتا دیکہو چوپایون کو اون سے ہماری کیسی کاریگری ظاہر ہوتی ہے کہ اونکے پیٹ کی چیزون مین گوبر اور لہو کے بیچ سے کیسا ستہرا اور نتہرا ہوا

دودہ تمہارے پینے کے لئے نکال لیتے ہین دیکھو اپنے آپ کو کسطرح تمکو ماؤن کے پیٹ سے نکالا کہ کچہ نہ جانتے تہے پہر کان بنائے سننے کے لئے اور آنکہہ بنائی دیکھنے کے واسطے اور دل دیا سوچنے اور سمجھنے کے لئے تاکہ تم فکر کرو۔

ہماری خدائی کا ثبوت تو ہر چیز سے ہوتا ہے اور ہمارے خالق اور صانع ہونے پر تو ایک ایک چیز اس عالم شہادت کی مشاہدہ ہے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے مین ہماری نشانیان ہین اون لوگون کے لئے جو ایمان لائین اور خود انسان کی پیدایش اور جانورون کی خلقت ہماری نشانی ہے اون لوگون کے لئے جو یقین لاتے ہین اور رات اور دن کے اختلاف اور جو کچہ آسمان سے اُتارا اور زمین کو مرے پیچھے بعد جسطرح جلایا اور ہوا جس طرح چلتی ہے ان سب مین ہماری خدائی کے پتے ہین اونکو جو عقل اور سمجھہ رکھتے ہین۔

غرض کہ سارا قرآن اس قسم کے بیانون اور خطابون اور دلیلون سے بہرا ہوا ہے اور اسی قسم کے مشاہدات سے شہادت خداہونیکی دیگئی ہے اسی طرح ملکوت السموات اور ارض کو طرح طرح سے بیان کرکے اپنی حجت پوری کی ہے کذٰلک یبین اللہ لکم الایات لعلکم تتفکرون۔ اور سب سے بڑہکر دل پر اثر کرنیوالی بلکہ دل کی ہلا دینے والی جہڑکیان ہین جو اون لوگون کو سنائی ہین جو ان چیزون کے دیکھنے اور ان باتون کے سننے اور ان حجتون کے پیش ہولے پر بہی اوسکی خدائی کو نہین مانتے یا اوسکے سوا دوسرے کو عبادت کا مستحق جانتے ہین چنانچہ کہین فرمایا ہے قتل الانسان کس بات سے اوسے کافر بنایا وہ اتنا بہی نہین دیکھتا کہ کس چیز سے وہ بنایا گیا ہے ایک قطرہ نجس سے پانیکے اوسکو پیدا کیا پہر سب چیز اوسکے

ٹھیک ٹھاک کی پہراوسکے نکلنے کی راہ آسان کی پہراوسے موت آئی پہراوسے
جب چاہیگا اوٹھاویگا (فرمایا خدا تعالے نے) اور منکروں کے بے سمجھہ اور ضدی
ہونے پر افسوس کیا۔کہ کیا نہین دیکھتا انسان کہ ہم نے اوسکو نطفہ نجس سے پیدا
کیا اور پہر ہمین سے جھگڑا کرتا ہے اور ہمارے مقابلہ پر آتا اور ہمارے اوپر الٹی
مثالین لاتا اور اپنی پیدایش کو بہول جاتا اور کہتا ہے کون زندہ کرسکیگا ہڈیونکو
جب کہ وہ خاک ہو جاوینگی کہدے (اے پیغمبر) کہ وہی اونہین جان ڈالیگا جس نے
اول پیدا کیا اور وہ سب طرح سے کرنا جانتا ہے ایسے لوگونکو
کافر و نادان ہی کہنے پر اکتفا نہ کرکے فرمایا ہے کہ وہ دل رکھتے ہین مگر سوچتے
نہین آنکھہ رکھتے ہین مگر دیکھتے نہین کان رکھتے ہین مگر سنتے نہین بس چوپاے
ہین بلکہ اون سے بہی گئے گذرے۔

مذہب اسلام اون بندشون کے توڑنے کو آیا تہا جو فطرت یا نیچر پر لوگون
نے باندہی تہین اوس نے قیدیون کی بیڑیونکو توڑا ہے اور کوئی نئی بیڑی یا
ہتکڑی نہین ڈالی اوس نے پورا حق آزادی کا نیچر کے مطابق لوگون کو دیا ہے
اور اوسی کو اون کا دین بلکہ خدا کا دین تبلایا ہے جیسا کہ فرمایا خدا نے سیدہا کر
اپنا منہہ خالص دین کے لئے جو نیچر خدا کا ہے اسپر لوگون کو بنایا ہے خدا کی خلق
مین کچہہ تبدیل نہین ہے یہی مستحکم دین ہے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے (سورہ روم)
شاہ ولی اللہ صاحب اور صاحب تفسیر ابن عباس نے فطرت اللہ کا ترجمہ
دین خدا کیا ہے اور لاتبدیل لخلق اللہ کی تفسیر مین قاضی بیضاوی نے لکہا ہے
لایقدر احد ان یغیرہ یعنی کسیکا مقدور نہین ہے کہ اوسکو بدل دے

ضرور ہے کہ موجودات عالم اور اونکے باہمی تعلقات سے جو نتائج حقہ پیدا ہوتے ہین اوپر غور و فکر کیجاوے اور اونکی دلالت اور ہدایت سے اونکے صانع کا یقین کیا جاوے کیونکہ موجودات کی صنعت اوسکے صانع پر دلالت کرتی ہے اور جسقدر زیادہ اور کامل علم صانع کا ہوتا ہے اوسیقدر صانع کی معرفت کامل ہوتی ہے۔

کسینے خدا کو اور کسیطرح نہین جانا اور اگر جانا تو نیچر ہی سے جانا موسیٰ نے رب ارنی کے جواب مین کیا سنا لن ترانی ولکن انظر الی الجبل پہاڑ پر کیا تہا وہی نیچر قانون قدرت کا سما تہا خود خدا نے اپنے کو بتلایا تو نیچر ہی کو بتلایا بولا کہ جسنے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو ڈیرہ بنایا اور آسمان ہی سے پانی برسایا جس سے تمہارے کہانیکے لئے طرح طرح کے میوے اوگائے وہی خدا ہے بولا سمجھہ دارون کے لئے آسمان زمین کے پیدا کرنے رات دن کے مختلف ہونے کشتی کے دریا مین چلنے آسمان سے پانی برسنے زمین کے مرکر زندہ ہونے اوسپر چلنے والون کے پہیلنے ہواؤن کے اوہرادہر چلنے بادلون کے آسمان و زمین مین ادہر ہونے ہی مین نشانیان ہین۔ جب پوچھو کہ تو کون ہے اوسکا جواب تو کچہ نہ دے اور اپنا قانون قدرت بتاوے اور کہے کہ وہ جو رات کو دن مین اور دن کو رات مین ردوبدل کردیتا ہے زندہ سے مردہ مردہ سے زندہ نکالتا ہے وہ وہ ہے جسنے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا تمہارے لئے جوڑا بنایا اوس نے مرد و عورت پہیلا دئے۔

خدا کون ہے بیجون اور گہٹلیون کو پہوڑ کر اوسمین سے ہری ٹہنی اوگانیوالا رات کو پہاڑ کر دن نکالنے والا رات کو آرام سے سونے کے لئے بنانیوالا چاند

سورج سے حساب کا اندازہ دیکھانیوالا ستارون سے جنگلون اور دریاؤن مین
اندہیری رات کو راستہ تبلانے والا آسمان سے مینہ برساکر ہر چیز کو اور ہری بہری
گہانس کو اوگانے والا اونہین دانون سے بہری ہوئی بالین گچھون مین لدی
ہوئی اور زمین پر جہکے ہوئے خوشے پیدا کرنیوالا انگور زیتون اور انار کے باغ
لگانیوالا کہ جب وہ پہلنے اور پکنے پر آتے ہین تو دیکھنے کے قابل ہوتے ہین یہ
خدا ہے جو آنکھون سے نہین دکہائی دیسکتا۔ خدا وہی تو ہے
جو مینہ سے پہلے ٹہنڈی ہوا لاتا ہے جو مینہ آنیکی خوشخبری دیتی ہے جب وہ بادلون
کے دلکو ہکالاتی ہے تو مردہ زمین پر برساتی ہے جسمین سے ہر طرح کے میوے
نکلتے ہین کیا آسمان و زمین مین اور ہر چیز مین جسکو خدا نے پیدا کیا اوسکی قدرت
بادشاہت سجاوٹ کو نہین دیکتے پہر اوسکے بعد کونسی بات ہے جسپر ایمان
لاؤ گے کون آسمان سے رزق پہونچاتا ہے کون زمین سے رزق اوگاتا ہے
کون کان و آنکہ کا مالک ہے کون مردہ مین سے زندہ اور زندہ مین سے مردہ
نکالتا ہے کون ان تمام کامونکو سنوارے رکہتا ہے تم ہی کہہ اوٹہوگے کہ اللہ
بیشک وہی خدا ہے جسنے آسمانون کو بغیر دکہائی دینے ستون کے اونچا کر رکہا
ہے چاند سورج کو اپنا تابعدار کیا ہے زمین کو پہیلایا ہے پہاڑون کو اوس مین
بنایا ہے نہرون کو اوسمین بہایا ہے ہر قسم کے میوونکو اوسمین لگایا ہے دن
کو رات سے ڈہانکتا ہے ایک زمین مین طرح طرح کے ٹکڑونکو بنایا ہے کہین
انگور کے باغ ہین کہین کہجورون کے کہیت کسی مین گہنی شاخین ہین کسی مین
چہدری۔ کہانے مین ایک دوسرے سے مزیدار ہے سمجھہ دارون کے لئے

خدا کے ہونیکی اسمین تو نشانیان ہین وہی تو خدا ہے جو بجلی کی چمک سے
ڈراتا ہے اور مینہہ سے لالچ دلاتا ہے بھاری بھاری بادل اوٹھاتا ہے رعد سے
تسبیح پڑہوا تا ہے جسپر چاہتا ہے اوسپر بجلی گراتا ہے پہر خدا پر جھگڑا کرتے ہو۔
آسمان و زمین کو ٹہیک پیدا کیا نطفہ سے آدمی بنایا چوپایون کو
تمہارے لیئے پیدا کیا اون سے فائدہ اوٹھاتے ہو اونکی پوستین پہنتے ہو اونکا
گوشت کہاتے ہو جو صبح کو چرنے جاتے ہین اور شام کو چرکر آتے ہین تو اون سے
تمہاری شان و شوکت معلوم ہوتی ہے ایک شہر سے دوسرے شہر کو تمہارا
اسباب پہونچا دیتے ہین گہوڑے و خچر و گدہے تمہاری سواری کے لئے
ہین آسمان سے پانی برساتا ہے جسکو تم پیتے ہو۔ درخت سینچے جاتے ہین کہیتی
اور زیتون اور کہجور اور انگور اور ہر قسم کے پہل پیدا ہوتے ہین چاند سورج
ستارے سب تمکو کام دیتے ہین رنگ برنگ کی چیزین زمین سے پیدا ہوتی
ہین وہی تو خدا ہے جسنے تمہارے لئے مچھلیونکا مزیدار گوشت کہانیکو اور بہا
موتی نکالکر زیور بنانے کو دریا مین پیدا کیا تم دیکہتے ہو کہ کس طرح کشتیان
اوسکا پانی چیرتی ہوئی چلتی ہین۔ زمین کے مرکز ثقل پر توڑے رہنے کو پہاڑ
بنائے اور تمہارے چلنے کو نہرین اور رستے نکالے نشان بنائے کہ تم ستارونکو
دیکہکر چلتے ہو بہیسون اور گایون پر غور کرو اونکے پیٹ مین خون اور گوبر کے
سوا کیا ہے مگر وہ کیا مزیدار دودہ پلاتی ہین۔ کہجورون انگورون سے کس
طرح پیٹ بہرتے ہو اور نشہ دار شرابین بناتے ہو۔ خدا ہی نے مکہی کو سکہایا
کہ پہاڑون مین درختون مین اونچے مکانون مین اپنے گہر بنائے اور ہر قسم

کے میوے انکو چوسے اور پہر اپنے پیٹ مین سے رنگ برنگ کے شہد نکالے اور خدا ہی نے تمکو بہی تو پیدا کیا ہے پہر تمکو مار ڈالیگا تم مین سے کسیکو نہایت بڈہا کر دیتا ہے خدا نے تمکو تمہاری ماؤن کے پیٹ سے پیدا کیا کان دئے آنکہین دین دل دیا تاکہ تم شکر کرو پرند جانورونکو نہین دیکہتے جو آکاس مین ادہر تہمے ہوئے ہین کوئی اونکو نہین تہامتا بجز خدا کے اسمین تو ایمان والون کے لئے نشانیان ہین خدا نے تمہارے رہنے کے گہر اور جانورون کی کہال کے ڈیرہ اونکی اون بہے اور اونکے بالون سے اسباب گرمی سے بچنے لڑائی مین زخمون سے محفوظ رہنے کا لباس بنایا ہے اسپر بہی اگر وہ پہر جاوین تو اسے پیغمبر انہی (یعنی پیغمبر کی) بہیجا تونکو پہونچا دینا تیرا کام ہے خدا ہی ہوا بادلونکو ہکاتا ہے پہر اونکو اکٹہا کرتا ہے پہر تہ بہ تہ جماتا ہے پہر اونمین سے بوندین گرتی ہین آسمانی کالے پہاڑون مین سے سفید سفید اولے پڑتے ہین بجلی چمک کر انکہونمین چکا چوندہ کر دیتی ہے خدا ہی اونکو دون کر دیتا ہے انہین باتونمین عقلمندون کے لئے نصیحت ہے ۔ خدا کی یہ نشانی ہے تمکو مٹی سے پیدا کیا پہر تم چلتے پہرتے آدمی ہو خدا کی یہ نشانی ہے کہ تمہین مین سے تمہارا جوڑا بنایا اور اونمین محبت ڈالی خدا کی یہ نشانی ہے کہ آسمان پیدا کئے تمہاری بولیان اور تمہارے رنگ جدا جدا بنائے خدا کی یہ نشانی ہے کہ راتکو تم سوتے رہتے ہو اور دنکو روزی ڈہونڈہتے پہرتے ہو خدا نے آسمان سے مینہ برسایا پہر اوسمین سے رنگ برنگ کے میوے پیدا کئے پہاڑ مین سے سفید سرخ چیتکبرے کالے بہنورے پتہر کے ٹکڑے نکالے ۔ آدمی اور جانورون کے لئے طرح طرح کے رنگ بنائے

فرعون نے موسی سے پوچھا کہ خدا کون ہے کہا کہ آسمانون کا اور زمین کا
اور جو کچھ کہ اونمین ہے اونکا خدا فرعون نے اپنے حالی موالی سے کہا کہ تم
سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے موسیٰ نے کہا کہ تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا خدا موسی
پر کیا موقوف ہے جتنے پیغمبر دہادی گذرے ہین سب نے نیچر ہی کے قوانین
سے خدا کو تبلایا خدا نے ہمارے روئین روئین کو نیچر سے جکڑ دیا ہے ہمارے
چارون طرف نیچر ہی نیچر پہیلا دیا ہے ہمارا ہی دادا تہا جسکے دل مین فطرتی
ایمان نے جب جوش کیا تو خدا کے دین کو ڈہونڈ نے لگا خدا ہی نے اوسکو
ملکوت السموات والارض وکہلا دے وہ ملکوت کیا تہے وہی نیچر رات کے
اندہیرے مین ایک روشن ستارہ نیچر کا برکالہ دیکہا جانا کہ یہی خدا ہے چاندکو
نورکا ٹکڑا پایا اوسپر خدا ہونیکا دہوکا کہایا سورج کو سب سے زیادہ چمکیلا دیکہا
اوسی پر خدا ہونیکا گمان کیا مگر جب دیکہا کہ یہ سب تو ڈوب جاتے ہین تو کچہ اٹہا
کر مین اوسپر ایمان لایا جسنے فطرت کو نیچر کو بنایا اور یکا فطرتی مسلمان ہوا
یہی ادہر اودہر ادہر پہیچے تکنے والا مخلوق جسکو انسان کہتے مین جب ذرا
آنکہہ کہولکر غور کرتا ہے تو وہ حقیقتین جنکو وہ نہایت اہم وما لایخل تصور کرتا
تہا حل ہو جاتی ہین اور قانون قدرت تمام مشکلون کو سہل کر دیتا ہے یہی
محسوسات وبدیہیات وہ ہین جو خدا کی شہادت دیتی ہین یہی دنیا یہی کائنات
یہی زمین یہی آسمان یہی ہوا یہی پانی یہی جنگل یہی پہاڑ یہی قطرہ یہی دریا
یہی ذرہ یہی آفتاب یہی انسان یہی حیوان یہی چرند یہی پرند یہی روشنی یہی
تاریکی یہی بلندی یہی پستی یہی بہار یہی خزان یہی رات یہی دن وغیرہ یہی

تو ہین جو بزبان حال اوسکی صنعت اور اوسکے ارادون کی خبر دے رہے ہین
خدا نے بہت جگہہ انظرالی السماء انظرالی الارض انظرالی الجبال انظرالی الابل
آسمان دیکھو زمین دیکھو پہاڑ دیکھو اونٹ دیکھو اور چیزونکو دیکھو نیچر پر غور
کرنیکی ہدایت و تاکید کی ہے ایک نیچر کا عالم و حکیم ہی تحلیل کرکے بتلا سکتا
ہے کہ کوئی خیال کہانتک صحیح اور کہان تک غلط ہے اس خیال مین نیچرل
خوبی کتنی اور توہمات کی کسقدر امیزش ہے رسم و رواج سے کتنا متاثر
ہے تعلیم و تربیت کا کتنا اثر ہے تقلید اور پیروی کی زنجیرون سے کہانتک
جکڑا ہوا ہے الف و موانست سے کتنا بندہا ہوا ہے ۔

پس قوانین قدرت کے مقدس و دلاویز سلسلوپر بہترین غور کرنے اور
اون سے نصیحت حاصل کرنے سے انسان کے جسمانی مکان مین خدا شناسی
کا نور روشن ہوتا ہے ۔

علت و معلول سے علت العلل اور اوسکے واجب الوجود و ازلی ہونیکا
ثبوت ہوتا ہے ۔

ہر چیز جو دنیا مین ہے اور ہم اوسکے وجود کی علت ذات باری کو قرار
دیتے ہین اوسکی حالت اون علل کے سبب سے جو اوسپر موثر ہوتی ہین تبدیل
ہوتی رہتی ہے اور وہ حالت اپنے معلول کی علت ہوجاتی ہے لیکن علت
اول اور اوسکا معلول یا ماقبل کی علتین اور اونکے معلول باقی رہتے
ہین اگر اونمین کی ایک ہی فنا ہوجاوے تو اوسکے مابعد کی بہی سب فنا
ہوجاوینگی کیونکہ بغیر اپنی علت کے وہ قائم نہین رہسکتی اور جبیر اوسکی علت

قائم تھی جب وہی قائم نہ رہی تو وہ کیسے قایم رہیگی اور جو تبدل اونکی حالتون
مین ہوا وہ ایک علت کے معلول ہونیکے بعد دوسری علت کے معلول ہوجانے
سے ہوا ہے جو اپنے معلول کے ساتھہ اگر قایم نہو تو سبب اس علت کا
نہولی پس اگر اب بھی قائم نہین ہے تو وہ علت بھی قایم نرہیگی اسلئے کہ
اوسی معلول نے وہ علت قایم ہے۔ ہم بطور مثال کے ایک درخت کے
بیج کو لیتے ہین جو زمین مین دبا ہوا ہے وہ صرف انبات کی علت ہے کہ زمین کی
حرارت و رطوبت و اجزاے زمین کو جو اوسکے مناسب ہین اپنے مین جاذب
کرے یہ علت اپنے معلول سے جبتک کوئی امر مانع نہو کبھی جدا نہین ہوتی پھر
رفتہ رفتہ وہ علت ہو جاتا ہے جڑ ونکے یا پتو نکے نکلنے کا اور جب وہ اوسکی
علت ہوتا ہے تو اپنے معلول سے کبھی جدا نہین ہوتا یہ معلول اپنی علت سے
اور معلول اول و معلول ثانی اپنی علتون کے ساتھہ بدستور قایم رہتے ہین پھر
وہ علت ہوجاتا ہے زمین سے زیادہ مادہ جذب کرنیکا اور علت ہوجاتا ہے
ٹہنیان اور پتے پیدا ہونیکا پھر وہ علت ہوجاتا ہے علاوہ زمین سے مادہ جذب
کرنیکے ہوا اور روشنی سے مادہ جذب کرنیکا اور رفتہ رفتہ وہ علت ہوجاتا ہے
پھول آنے اور پہل لگنیکا۔

سرسید بالقابہ فرماتے ہین کہ اس زمانہ کے مسلمانون نے بھی جو دین اللہ
اور فطرت اللہ کے ایک معنی سمجھے ہین اور یہ دعوی کرتے ہین کہ تہلیث اسلام
نیچر کے مطابق ہے اس دشوار گذار راستہ مین قدم رکھا ہے اور اس آرٹیکل
مین ہمارا مقصد خدا کے وجود پر اون تغیر ونکی دلیلونکا بیان کرنا ہے۔

وہ کہتے ہین کہ واجب الوجود یا علت العلل یعنی ذات باری کی نسبت تین طرح سے بحث ہوتی ہے۔ ایک اوسکے وجود سے کہ وہ موجود ہے۔ دوسرے اوسکی ازلیت سے یعنی موجودہ زمانہ سے گذشتہ زمانہ کی طرف کتنے ہی دور چلے جاؤ تو اوسکی انتہا نہ ہوگی تیسرے اوسکی ابدیت سے یعنی موجودہ زمانہ سے آیندہ زمانہ کی طرف کتنے ہی دور چلے جاؤ تو اوسکی انتہا نہ ہوگی۔ پس نیچری واجب الوجود کو موجود و ازلی و ابدی مانتے ہین اوسکی دلیل یہ ہے کہ لاآف نیچر یعنی قانون قدرت و آئین فطرت کی رو سے تمام موجودات عالم مین جہان تک کہ انسان کو رسائی ہوئی ہے ایک سلسلہ علت و معلول کا نہایت استحکام سے پایا جاتا ہے جو شے موجود ہے وہ کسی علت کی معلول ہے اور وہ علت کسی دوسری علت کی معلول ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح پر چلا جاتا ہے اور اسی سلسلہ کا نیچر کی رو سے کسی علت العلل پر ختم ہونا ضرور ہے جسکا ثبوت خود لاآف نیچر سے پایا جاتا ہے اور وہ لاآف نیچر یہ ہین۔

(۱)۔ علت و معلول کے وجود مین خواہ خارجی ہون یا ذہنی تقدم و تاخر لازمی ہے یعنی علت مقدم ہوگی اور معلول اوسکے بعد۔

(۲)۔ معلول کا وجود بغیر وجود علت کے نہین ہوتا۔

(۳) جبتک علت موجود بالفعل نہو معلول بھی موجود بالفعل نہوگا۔

(۴)۔ علت و معلول کے سلسلہ کو اپنے وجود کے لئے امتداد یعنی زمانہ لازمی ہے جسکے سبب سے علت و معلول پر تقدم و تاخر قبلیت و بعدیت کا اطلاق فی الذہن یا فی الخارج ہوتا ہے۔

(۵)۔ علت و معلول کے سلسلہ غیر متناہی کو اپنے وجود کے لئے امتداد یعنی زمانہ بھی غیر متناہی لازم ہے۔

(۶)۔ غیر متناہی متناہی مین نہین سما سکتا۔

یہ تمام لاآف نیچر ہین جو بیان ہوئے انہین سے واجب الوجود کا وجود ثابت ہوتا ہے کیونکہ جسوقت ہم عالم کو موجود کہتے ہین تو اوسوقت زمانہ کو موجودہ زمانہ تک محدود کر دیتے ہین پس اگر اوسوقت ہم یہ کہین کہ عالم مین سلسلہ علت و معلول کا غیر متناہی ہے تو یہ کہنا خلاف لاآف نیچر کے ہے کیونکہ غیر متناہی متناہی مین نہین سما سکتا۔

علت و معلول کے سلسلہ غیر متناہی کو زمانہ بھی غیر متناہی لازم ہے پس کوئی معلول کسی وقت موجود بالفعل نہین ہو سکتا کیونکہ جبتک تمام سلسلہ علت و معلول کا موجود بالفعل نہووے کوئی معلول موجود بالفعل نہوگا۔ اور تمام سلسلہ علت و معلول غیر متناہی کا موجود بالفعل نہین ہو سکتا کیونکہ اگر تمام سلسلہ موجود بالفعل ہو تو غیر متناہی نہ رہیگا۔

ہم عالم کو موجود بالفعل دیکھتے ہین اور اس لئے بموجب لاآف نیچر کے ضرور ہے کہ اوسکی اخیر علت بھی موجود بالفعل ہو اور کسی دوسری علت کی معلول نہو کیونکہ اگر وہ دوسری علت غیر موجودہ بالفعل کی معلول ہوتی تو وہ خود موجود بالفعل نہ ہوتی پس ہم اوسی علت کو جسپر عالم کی علت و معلول کا سلسلہ ختم ہوتا ہے علت العلل کہتے ہین اور اوسیکو ذات باری اور واجب الوجود جسکا مختصر نام ہو اور اللہ اور خدا اور گاڈ ہے اور جو ہو الموجود کہلاتا ہے۔

یہی لا اف نیچر جو ذات باری کے وجود کو ثابت کرتا ہے اوسکے واجب الوجود اور ازلی و ابدی ہونیکو بھی ثابت کرتا ہے کیونکہ جو چیز اپنے وجود مین کسی علت کی معلول نہین ہے تو اوسکے واجب الوجود ہونیمین کچہ تامل نہین ہے اور جو چیز واجب الوجود ہے اوسکے ازلی و ابدی ہونیمین کچہ کلام نہین ہے یہ نئے الہام ہین جو اس زمانہ مین نیچریونکو ہوسے تہین (انتہی)

توحید باری انسان کے لئے مالایطاق نہین ہے غیر مشرک ناجی ہے۔ کافر شرعی وکافر اصلی مین کیا فرق ہے۔

ضرور ہے کہ اعتقادی وعملی احکام اسلام کے طاقت انسانی اور فہم انسانی سے مافوق نہون تاکہ تکلیف مالا طاقۃ لنا بہ لازم نہ آوے۔ خدا نے خود فرمایا ہے لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا (آیہ) ترجمہ اللہ تکلیف نہین دیتا کسی نفس کو مگر اوسکی وسعت کے موافق۔ کسی بات کے بغیر سمجھے ہوئے یقین کرلینے سے یہی ہوتا ہے کہ اگر وہ بات واقعی ہے تو یقین واقعی بات کا ہوگا لیکن عین الیقین نہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی لاٹھی کو سانپ کرکے دکہلا دیوے اور اوسکے متضاد امر پر معتقد کردیوے لیکن جو شخص سمجھکر یقین کرتا ہے کہ دس تین سے زیادہ ہوتے ہین اوسکو اوس سانپ کے دیکھنے سے بجز تعجب کے اور اسباب کی حیرت کے کہ اوسکے کرنیوالے کو ایک ایسی حیرت انگیز قدرت حاصل ہے دوسرا اعتقاد نہوگا یقین کے لیے عقل انسانی حاکم ہے جب تک وہ فیصلہ نکردے اصلی یقین نہین ہوسکتا جو امور مافوق عقل انسانی ہین عقل انسانی خود ہی اونکا فیصلہ کرتی ہے

کہ وہ مافوق العقل ہین بہت سی باتونکا مافوق العقل انسانی ہونا ہم عقل ہی سے اور دلایل عقلی سے جانتے ہین نہ امور خیالی و اعتقادی سے عقل انسانی اسباتکو تسلیم کرتی ہے کہ اس تمام موجودات کا جسکو عالم کہتے ہین سبب اخیر ضرور ہے لیکن اوسکی ماہیت ذات اور ماہیت وجود یعنی حقیقت موجودہ اور اوسکے تمام صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کا جاننا مافوق عقل انسانی ہے اسلیئے ماہیت من حیث ہی ہی پر یقین کرنیکو انسان انصافاً مکلف نہین ہوسکتا عقل انسانی یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ اوس علت العلل یعنی سبب آخر کی ذات کو اون تمام صفات کاعلی ما کانت علیہا جامع ہونا ضرور ہے جنکا مفہوم ہم نے ممکنات سے اخذ کیا ہے اور جب کہ یہ مسئلہ ایسا تہا کہ ہر ایک انسان سمجہہ سکتا تہا اسلیئے بانی اسلام نے اس مسئلہ پر ایمان لانیکے لیئے تمام انسانونکو مکلف بتایا اور کہا کہ۔
تعالی اللہ عما یشرکون۔

البتہ ایک شبہہ وارد ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ قدرت سے جو ہم دیکہتے اور سمجہتے ہین یہ خیال مٹ نہین سکتا کہ کیا عجب ہے کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ قدرت ہو جسکو اس سے کوئی تعلق نہو اور اوس کارخانہ قدرت کا ایسا ہی کوئی اور صانع اور علت العلل موجود بالذات ازلی و ابدی ہو جیسا کہ اس کارخانہ قدرت کا ہے تو توحید حقیقی کسطرح ثابت ہوگی ہم اس شبہہ کو تسلیم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ ایک خیالی شبہہ ہے جو رفع نہین ہوسکتا مگر اسلام و ایمان کی بنیاد خیال پر نہین ہے فلسفیہ وہمی مباحث کو جو حالت فرضیہ غیر وجودیہ سے ہوتے ہین اون سے اور ایمان سے کچہہ مناسبت نہین ہے

یقین کے لیے ضرور ہے کہ معترض اول اس بات کا یقین دلا وے کہ درحقیقت ایسا ہی دوسرا کارخانہ قدرت بھی موجود ہے اور اوسوقت کہے کہ توحید ثابت نہین ہوئی ورنہ فرضی باتون سے تعدد واجب کا ثبوت نہین ہو سکتا مذہب اسلام کی روسے انسان کو صرف اسی بات کا یقین کہ تمام چیزونکا جنکو ہم دیکھتے اور سمجھتے ہین اور جو وجود پذیر ہین خدا ایک ہی ہے کافی و وافی ہے اور اسیپر ہر انسان مکلف ہے —

ایک گور پرست نے ایک دہریہ سے کہا ہوگا نہ شقی کوئی جہان مین تجھسا

دہریہ نے کہا کہ کیا خدا کا منکر (اوس سے بھی گیا جس کے لاکھون ہون خدا)

اگر تمام جہان کے مذہب کے اون قیود و ممیزات کو جنسے ایک مذہب دوسرے مذہب سے ممیز ہوا ہے نکال ڈالو تو عین فطرت باقی رہیگی کیونکہ مذہب اون رسوم و قیود سے ممیز ہوتا ہے جنسے ہر ایک مذہب مقید و ممیز ہے اور اگر اونکو علیحدہ کردو تو صرف توحید ہی باقی رہ جاویگی اور وہ عین اسلام اور مذہب فطری و حنفی ہے —

اسلام کے اصلی اصولون کے موافق نہ اون اصولون کے جو اجتہادی ہین وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو اور نہ کسی اوتار کو اور نہ کسی کتاب الہامی اور نہ کسی حکم کو جو مذاہب مین فرض واجب سے تعبیر کیئے گئے ہین مگر صرف توحید باریکو بجمیع الوجوہ مانتا ہو کون ہے ہندو ہے نہین زرتشتی ہے نہین موسائی ہے نہین عیسائی ہے نہین محمدی ہے نہین پھر کون ہے مسلمان ہے گو ہم نے ایسے شخص کے محمدی ہونے سے انکار کیا مگر اوسکا محمدی ہونا ایسا ہی لازم ہے

جیسا کہ اوسکا مسلمان ہونا کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت تکمیل وحدت کی ہوئی
ہے اور جب دنیا پر بوجہہ بت پرستی وعجایب پرستی وتوہمات باطلہ کے اندہیرا
چہایا ہوا تہا اور تکمیل وحدت بخوبی نہین ہوئی تہی تو آپ ہی نے وحدت باری
کا سر اونچا کیا اور اوسکے نور کو سب کے سامنے عیان کر دیا اور آج چاہے
اوسپر کیسی ہی خاک ڈالی جاوے اور مسلمانون کی آج کی حالت سے
اوسپر یقین ہنو سکے لیکن تاریخ وزمانہ موجود ہے اور وہ مٹ نہین سکتا
پس وہ بہی درحقیقت محمدی ہے پر ناشکرا محمدی جیسے ہمارے زمانہ مین بعض
فرقے ہین جو غالبًا توحید ذات باری پر کامل یقین رکہتے ہین اگر کہو کہ مشرک ہین تو غلط ہے کیونکہ صرف مشرک
ہی تو نجات نہین پاینگا اور موحد سے خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے جہان
فرمایا ہے (وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان ہودًا او نصریٰ تلک امانیہم قل
ہاتوا برہانکم ان کنتم صدقین بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وہو محسن فلہ اجرہ عند ربہ
ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (بقر) اور فرمایا اور فرمایا۔ (ان الذین آمنوا
والذین ہادوا والنصاریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل
صالحًا فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون) ترجمہ اسمین کچہ شک
نہین ہے کہ جو ایمان لائے ہین اور جو لوگ یہودی ہوئے ہین اور عیسائی اور
صابئین جسنے یقین کیا اللہ پر اور آخر دن پر اور اچہے عمل کئے تو اونکے لئے اونکی
مزدوری اونکے پروردگار کے پاس ہے۔ اور نہ اونلوگون کو کوئی اندیشہ
ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اور فرمایا آنحضرت نے (من شہد ان لا الٰہ الا اللہ
مستیقنًا بہ قلبہ فدخل الجنة)۔ ترجمہ یعنی جسنے شہادت دی اسبات کی کہ کوئی معبود

یٰس
انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمن بالغیب فبشرہ بمغفرة واجر کریم

نہین ہے سوائے اللہ کے اور اوسکا دل اوسپر یقین کرتا ہے پس وہ جنت مین داخل ہو گا۔

جن لوگون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اگرچہ وہ مشرک نہین مگر خدا کے وجود کے بھی قایل نہین ہین اگر حق پوچھو تو ان لوگون پر تہمت کیجاتی ہے کیونکہ وہ یہ کہتے ہین کہ ہمارے پاس دلیل نہین ہے پس یہ انکار انکار وجود نہین بلکہ انکار نہ ملنے دلیل کا ہے اور بلحاظ امر طبعی اونکا دل وجود باری کا مصدق ہے اگر ہمکو طعنہ دیا جاوے کہ ہم موحد کو ناجی سمجھتے ہین اور گنہ گارون اور زانی وسارق کو بھی نجات سے محروم نہین جانتے تو یہ طعنہ درحقیقت ہمپر نہین ہے کیونکہ ہم تو دل سے ان لفظون پر اور ان لفظون کے کہنے والے پر (وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر۔ یقین رکھتے ہین اور خالص دل سے پکار کر کہتے ہین کہ من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ۔

مگر ہماری اس تقریر سے یہ نتیجہ نکلنا کہ ہم زنا کو برا نہین سمجھتے اور چوری کو جائز قرار دیتے ہین وقس علی ہذا اور لوگونکو ہر قسم کے اعمال بد کی جرأت دلاتے ہین یا کسی کام کو بد نہین سمجھتے یہ اونہی لوگون کے بدخیالات ہین جو ایسا نتیجہ نکالتے ہین جب کہ ہماری سمجھ مین اعمال قبیح فطرت کی رو سے قبیح اور اعمال حسنہ فطرت کی رو سے حسن ہین تو حسن کو قبیح اور قبیح کو حسن کیسے کہینگے ہان جو لوگ کسی کام کو صرف اسوجہ سے کہ ماموربہ ہے حسن اور صرف اس وجہ سے کہ ممنوع علیہ ہے قبیح سمجھتے ہین اس دہوکے مین پڑجاوین تو کچھ تعجب نہین لیکن ہم صرف یہان پر نجات موحد کی بابت بحث کر رہے ہین خیر ہمارا قول صحیح

ہو یا غلط جس حدیث پر ہم نے استدلال کیا ہے اور اوسکی صحت قرآن مجید کی آیتون
سے بہی ہو سکتی ہے اسکی نسبت کیا کہا جاویگا اگر وہ فرمودہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم ہے تو اوسکے انکار کی کیا وجہ قبول کرو کہ حضرت عمرؓ نے صلاح دی ہو کہ خدا
کے اس حکم کو مشہور کرنا مصلحت نہین ہے اور رسول خدا نے نعوذ باللہ ناسمجھی سے
جاری کر دیا ہو کہ لوگ اوسپر تکیہ کرینگے اور اعمال کو چھوڑ دینگے اور آنحضرت نے
اس صلاح کو مان لیا ہو یعنی تبلیغ رسالت مین بہی آپکو صلاح کی ضرورت رہی ہوگی
توبہی اوس سے جو حقیقت حکم الٰہی کی تہی وہ تبدیل نہین ہو سکتی۔ ہم تو جملہ ارکان
و احکام محمدی کو واجب التعمیل سمجھتے ہین۔ کافر کے لفظ کا استعمال مشرک
پر بہی ہوتا ہے اور اوسپر بہی ہوتا ہے جو کسی نبی کی شریعت کو نہ مانتا ہو لیکن دوسرے
قسم کے کافر کو کافر شرعی کہتے ہین اس نکتہ پر اشارہ کافی ہے۔

عبداللہ ابن عمر نے اس سوال پر کہ جو شخص غلط تعبیر قرآن کی کرے وہ کافر
ہے یا نہین۔ فرمایا کہ اوسوقت تک کوئی شخص کافر نہین ہو سکتا جبتک خدا کو
دو نہ کہے۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصل الایمان الکف عن من
قال لا الٰہ الا اللہ لا یکفرہ بذنب ولا یخرجہ من الاسلام بعمل (الحدیث ابو داؤد) اور فرمایا
کہ جو کچہ مین نے اور مجہہ سے پیشتر کے انبیا نے افضل کہا ہے وہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ
لاشریک لہ ہے (بخاری مسلم ترمذی) اور فرمایا کہ تم سب بیشک جنت مین جاؤگے
مگر جو شخص بانکار پیش آوے اور اللہ سے ایسا بدلے جیسا اونٹ اپنے مالک سے
لوگون نے پوچہا کہ اللہ سے بانکار کیسے آدمی پیش آتا ہے فرمایا کہ جو لا الٰہ الا اللہ
نہ کہے (الحدیث بخاری) خدا عالم الغیب والشہادہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ

رہیگا وہ خالق و قادر و متصرف با رادہ کل خلق پر ہے اور جمیع صفات کمالیہ ثبوتیہ و سلبیہ کا جامع ہے پس جو شخص کسی شے یا کسی شخص مین کسی قسم پر اوسکی ذات یا صفات کی مشابہت ثابت کریگا یا عبادت مین شریک کریگا تو وہ مشرک ہوگا مثلاً ولیون یا پیغمبرون مین غیب دانی سمجھنے والا مشرک فی العلم سمجھا جاویگا خود آنحضرت نے غیب دانی کا دعوی نہین کیا جیسا کہ افک عائیشہ کے معاملہ مین آپ متردد تھے۔ و شگون بد پر اعتقاد رکھنے والا یا عبدالنبی وغیرہ نام رکھنے والا مشرک فی العادت یا مشرک فی الادب سمجھا جاویگا۔

شفاعت کی تین قسمین ہین ایک شفاعت وجاہت کہ رتبہ کا لحاظ کرکے جرم بخشدیا جاوے اور عدل نہ کیا جاوے۔ دوسری شفاعت محبت کہ صرف بوجہ محبت کے بخشدیا جاوے اور انصاف نہ کیا جاوے تیسری شفاعت قانون یا باذن ہے کہ حاکم کی مرضی جانکر اور انصاف سمجھکر شفاعت کیجاوے شفاعت محبت و شفاعت وجاہت کی نسبت کل مسلمانون کا اتفاق ہے کہ خدا کی سرکار مین نہونگی۔

شرک کیون مانع نجات ہے

فرمایا اللہ تعالی نے (ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک و من یشرک باللہ فقد افتری اثما مبینا۔ (۴۸ ات سبا) اور فرمایا من یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خلدین فیہا۔ پس معلوم ہوا کہ مشرک کے لئے مغفرت نہین اور مومن کے قتل کرنیوالے کے لئے عدم مغفرت نہین بلکہ خلود جہنم ہے اس لئے مشرک فی ذات اللہ و صفات اللہ کبھی نجات نہین پاسکیگا

یہ آیت مشرک کی مغفرت ہونیکے لئے کافی ہے لیکن عقلی دلیل کا بہی بیان مناسب ہے اور وہ چند مقدمات کے سمجھنے سے جلد ذہن مین آویگی اور وہ یہ ہین۔

(۱)۔ منجملہ بیشمار مخلوقات کے جنکے کام و فرایض اور قوتین باہم جدا ہین اور جنکا علم صرف اونکے خالق ہی کو ہے انسان ہی ایک ایسا مخلوق معلوم ہوا ہے جسکو سمجھہ کا مادہ عطا کیا گیا ہے اسی وجہ سے وہ مکلف ہے۔

(۲)۔ پس زیبا و شایان یون تہا کہ ہر شخص کو بتفاوت اوسکے اعمال کے ثواب یا عذاب دیا جاتا ورنہ اپنے فرایض کا نہ ادا کرنیوالا اور فرایض ادا کرنے پر جان دینے والا اور سخت مصیبت سہنے والا سب برابر ہوجاتے اور دنیا برباد ہوجاتی اسلیئے حکمت الٰہی مقتضی اسبات کی ہوئی کہ بتفاوت اعمال مثوب یا معذب ہون۔

(۳)۔ انسان ایسی فطرت پر مخلوق ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص پر کلی فضیلت بہمہ وجوہ نہین رکہتا اور نسب وجوہ سے حیثیت متغایر ہونیکے باعث فضیلت ہوسکتی ہے۔

(۴)۔ کوئی انسان ہو نہین سکتا کہ پوری طور سے منکل الوجوہ اپنے فرایض ادا کرسکے اور اوس مین لغزش نہ کرے اور جو جو اعضا و نعمتین عطا ہوئی ہین اونکے استعمال و شکر پر ٹہیک ٹہیک قادر ہو جیسا کہ حالت انسانی کے استقرا سے معلوم ہو سکتا ہے پس جبکہ یہ صورت تہی تو اگر فرایض و اعمال ہی معیار مغفرت و عدم مغفرت کے قرار دیئے جاتے تو کوئی بہی نجات نہ پاتا یا یون کہو معدودے چند کے سوا سب مغفرت نہ پاتے اور رحمت خدا کی غضب سے کم ہوجاتی حالانکہ رحمت غضب پر سبقت رکہتی ہے۔

(۵)۔ انسان ایسی فطرت پر مخلوق ہے کہ جبتک توحید اوسپر غالب نہو اور ایسے برتر وجود سے خوف و رجا و محبت نہ کرے جیسے خدا ے وحدہ لا شریک لہ جامع جمیع صفات کمالیہ ہے تب تک ناممکن ہے کہ اپنے فرایض کو مناسب طور سے ادا کرسکے۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ کوئی شریک بھی مانے اور اونکو باہم ہم غرض بھی مانے اور اعمال اوسکی غرض سے ادا کرے، تو اول تو وہ عین خدا ے واحد ہوگا اور صرف خلط مبحث ونزاع لفظی ہوگی دوم جسکو اتنی بھی عقل نہوگی وہ کیسے ادا کرسکیگا۔ وحدانیت خدا کی دلیل تو ایسی بدیہی ہے کہ ہر شخص احمق جاہل عاقل سب کو اوسکے سمجھنے کا مادہ عطا ہوا ہے کما ثبت فی محلہ۔

(۶)۔ یہ بات اپنے مقام پر ثابت ہے کہ جو اکتساب روح کرتی ہے وہی اوسکے لئے سبب عذاب یا ثواب کا ہوگا اور یہ بھی ایک قسم کا عذاب و ثواب اوسکے لئے ہے کیونکہ روح جو اکتساب کرتی ہے اوسکا اوس سے جدا ہونے کی بابت کوئی دلیل صحیح نہیں ہے کما ثبت فی محلہ اور اگر یہ صورت ہوتی تو دنیا کا اکتساب چند روزہ بیفائدہ ہوتا اور روح جیسی چیز کی تخلیق بیکار۔ اور عذاب ثواب نہوتا۔

(۷)۔ ہر برے کام کے لئے ایک عذاب متمثل ہوتا ہے شرک کے لئے بھی لازم ہے اس لئے وہ بجز عدم مغفرت کے اور کیا ہوسکتا ہے کیونکہ شریک باری ہونا ناممکن ہے۔ مشرک سے زیادہ کوئی احسان فراموش نہیں کیونکہ حقیقتاً سب سے بڑا احسان خدا کا ہے اور جب وہ اوسکو نہیں مانتا تو سب سے بڑا احسان فراموش ہوا اور احسان فراموشی سب سے بدتر گناہ ہے۔ پس ان وجوہ

سے شرک باری معیار عدم مغفرت و مغفرت کی قرار پائی اور انسان بتفاوت دیگر اعمال کے بھی معذب و مثوب ہوا - اگر اعمال کے عذاب و ثواب کا خوف نہوتا تو دنیا خراب جاتی اور اگر شرک ایسا گناہ نہ قرار دیا جاتا تو مخلوق گمراہ و دنیا برباد و تباہ ہوتی -

مسئلہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد غلط ہے

تمام محالات عقلی دراصل محسوسات سے اخذ کئے گئے ہین مثلاً ہم ایک چیز کو موجود دیکھتے ہین اور اوسکا موجود نہونا اوسکے برخلاف سمجھتے ہین اور اس مسئلہ عقلی کو اوس سے اخذ کرتے ہین کہ یہ بات نہین ہوسکتی کہ کوئی چیز آن واحد مین اور حیثیت واحد مین موجود بھی ہو اور معدوم بھی ہو -

یا مثلاً ہم نے ایک چیز کو دیکھا اور دو چیزونکو بھی دیکھا اونکو مغائر پایا اون سے یہ عقلی مسئلہ اخذ کیا کہ ایک دو نہین ہوسکتا اور دو ایک نہین ہوسکتے -

اب ایک مفہوم وحدت اور تعدد کا ہمارے خیال مین آیا اور ہم اسطرف گئے کہ وہ شے واحد جسکو ہم نے صورتاً ایک مانا تھا اپنے وجود مین بھی ایک ہے یا متعدد یعنی مرکب اور اس امر نے ہمارے دل مین ایک خیال بسیط و مرکب ہونیکا پیدا کیا اور اسی کے ساتھ ہمارے خیال وحدت کو ترقی ہوئی کہ جس شے کو ہم نے واحد فی الوجود قرار دیا تھا آیا وہ واحد فی الماہیت یا واحد فی الانائیت بھی ہے یا نہین -

ہم نے بہت سے واحد فی الصورت کو آن واحد مین متعدد کام کرتے ہوئے دیکھا مثلاً ایک آدمی ہے کہ آن واحد مین چلتا بھی ہے بولتا بھی ہے سنتا بھی ہے

مگر ہم نے دیکھا کہ اوسمین متعدد اجزا ہین جلنسے وہ یہ سب کام کرتا ہے تو ہم سنے یہ مسئلہ عقلی اخذ کیا کہ جسکے وجود انانیت مین ترکیب ہے اوس سے آن واحد مین متعدد کاموںکا ہونا ممکن ہے ۔

ہم نے واجب الوجود کو ایک ایسی ذات یا انانیت مانا ہے جو جامع جمیع صفات ہے نہ وہ اپنی انانیت مین کسیکا محتاج ہے اور نہ اپنے ہونے مین نہ اپنے صفات مین اوسکی ذات غیر محدود ازلی و ابدی ہے نہ اُسکی انانیت کے لئے مادہ ہے نہ صورت نہ حیز نہ سمت نہ مکان نہ زمان نہ وہ محسوس ہے پھر ہمارے پوشیدہ خیالون سے بذات خود بلا واسطہ واقف ہے پس ایسی ذات کو بجز اسکے کہ ہے کیونکہ اوسکا واجب الوجود ہونا تسلیم کیا گیا ہے کسی ایسے حکم کا محکوم جو محسوسات سے بمرتبہ اولی یا بواسطہ مراتب متعددہ اخذ کیا گیا ہے قرار نہین دیا جا سکتا کیونکہ یہ قیاس مع الفارق ہوگا پس یہ ضرور نہین ہے کہ اگر خدا تعالی کے وجود انانیت مین ترکیب نہو تو آن واحد مین اوس سے متعدد کام نہو سکین کیونکہ جب ہم نہین جانتے کہ وہ متعدد کام کسطرح کرتا ہے تو ہم صرف قیاس و تعقل اوسکے وجود کا اور اس بات کا کہ وہ خالق ہے کر سکتے ہین اور یہ نہین کہہ سکتے کہ ایک ہی کام اوس سے ہو سکتا ہے یا بے مادہ کے اوس سے کوئی کام نہین ہو سکتا

ایک مادہ پرست نے کسی سے بہت خوب پوچھا تھا کہ اگر تمہارا صحیح یہ قول ہے کہ بغیر مادہ کے کوئی چیز نہین پیدا ہوئی اور خدا بغیر مادہ کے پیدا کرنیوالا نہین ہے تو یہ بتاؤ کہ نطفہ حیوان سے پہلے تھا یا حیوان نطفہ سے پہلے مرغی سے انڈا پہلے تھا یا انڈے سے مرغی پہلے تھی ۔

صفات باری کی بحث

صفت کا اطلاق کبھی تو اوسپر ہوتا ہے جو موصوف کی ذات پر محدود ہوتی ہے جیسے جسم کا متحیز ہونا یا اوسمین ابعاد ثلاثہ کا ہونا اس قسم کے صفات تو علت العلل یا واجب الوجود کیطرف منسوب نہین ہوسکتین کیونکہ ہم مطابق قانون فطرت کے اوسکے وجود کی حقیقت نہین جانسکتے اور اس لئے کوئی ایسی صفت جسکا قرار دینا وجود کی حقیقت کے جاننے پر منحصر ہو اوسکی نسبت منسوب نہین کرسکتے۔

کبھی صفت کا اطلاق اسپر ہوتا ہے جو موصوف سے ظہور مین آتی ہے اور وہ اوس سے موصوف ہوتا ہے اور جبکہ علت العلل یا واجب الوجود سے تمام معلولات کا ظہور ہوا ہے تو اوسکو بہی صفات متعددہ کی طرف موصوف کرسکتے ہین مگر صفت کے لفظ سے دو خیال پیدا ہوتے ہین ایک یہ کہ وہ صفت ذات مین تو نہو مگر اوسمین پیدا ہوگئی ہو اور زاید علی الذات ہو جیسے رنگ ہونا کسی بیرنگ مین دوسرے یہ کہ وہ اوسی کی ذات مین ہو جیسے پانی مین رقت یا مقناطیس مین جذب۔ اگرچہ یہ تمثیلین بالکل ٹھیک نہین ہین لیکن اون سے صفت و ذات کی حالت خیال مین آسکتی ہے علت العلل مین کسی ایسی صفت کا جو زاید علی الذات ہو ہونا محال ہے اسلئے کہ وہ ازلی و ابدی ہے اور معلول کسی علت کی نہین ہے پس اوسمین کسی ایسی صفت کا جو اوسکی عین ذات نہو ہونا محال ہے مطلب یہ ہے کہ ہم نہین جانسکتے کہ عین ذات اوسکی صفات ہین یا غیر ذات بلکہ نہ ہم عین کہتے ہین نہ غیر لیکن چونکہ اوس صفت کو جو زاید علی الذات نہو عین صفت کے سوا اور کوئی چیز متعارف طور سے ہم نہین کہہ سکتے اور کوئی ایسی نظیر ہمکو نہین ملی جو زاید علی الذات نہو اور عین ہی نہو

اس لئے اسی اعتبار پر ہم یقین کرتے اور کہتے ہین کہ واجب الوجود کی صفات ایسی نہین ہوسکتین جو اوسکی عین ذات نہون -

مثلاً حیّ یعنی زندہ ہونا جو ایک صفت ہے اوس سے علت العلل یا واجب الوجود کو موصوف کرتے ہین اور اوس کے نقیض سے جو موت ہے اوسکو بری کرتے ہین اور کہتے ہین ہُو حیّ لا یموت مگر حیّ ہونیکی حقیقت ہم نے اسقدر جانی ہے جو ذیحیات مین دیکھی ہے لیکن وہ تو بہت سی علتون کی معلول ہے اور اس لئے علت العلل یا واجب الوجود سے منسوب نہین ہوسکتی مگر اون ذیحیات سے حیات کے سب افعال صادر ہوتے ہین اور اسی سبب سے ہم اونکو حی کہتے ہین اور ظہور کائنات و ما مضیٰ علیہا و مایمضی اوسیمضی علیہا افعال - اوسی واجب الوجود کے ہین جو علت العلل اونکے ظہور کا ہے اسلئے اوسکو بھی حیّ ہونیکی صفت سے موصوف کرتے ہین اور کہتے ہین ہو حیّ لاکحیاتنا جل لانعلم حقیقت حیاتہ اور موت سے جو حیات کی نقیض ہے اوسکو ازلاً وابداً بری کرتے ہین کیونکہ موت امر سلبی ہے اور کوئی امر سلبی ذات واجب الوجود مین موجود نہین ہوسکتا اور اس لئے کہتے ہین ہو حیّ لا یموت -

یا مثلاً مرید یعنی اپنے ارادہ سے کام کرنیوالا اس صفت سے بھی علت العلل یا واجب الوجود کو موصوف کرتے ہین مگر ہم نے اس صفت کی حقیقت کو اسیقدر جانا ہے جسقدر کہ ہم نے انسان یا دیگر حیوانات مین دیکھا ہے اور یہ سمجھا ہے کہ وہ ایک کیفیت ہے جو ہم مین اپنے خیالات سے اپنی خواہشون کے پورا کرنے یا کسی قسم کے جلب منفعت اور دفع مضرت کے لئے پیدا ہوتی ہے اور ہماری ذات کو عارض ہوتی ہے یعنی زائد علی الذات ہے اور اس لئے ویسی صفت جسکو ہم جانتے ہین علت العلل یا واجب الوجود

سے مختص نہین ہوسکتی مگر اوس علت العلل سے جوظہور رہوا ہے وہ صفت ارادہ کے نتائج ہین پس جب ہم تمام کامون کو جو اوس علت العلل سے ظہور مین آئے ہین کامل انتظام سے منتظم اور سلسلہ علت ومعلول مین بالترتیب مسلسل اور لا آفات نیچر کے مطیع دیکھتے ہین تو فطرت انسانی اسپر شہادت دیتی ہے کہ یہ سب کام بالارادہ ظہور مین آئے ہین اور اس لئے کہتے ہین ہو فعال لما یرید ولا نعلم حقیقت ارادتہ لان ارادتہ لیس کارادتنا۔

یا مثلاً خالق ہونا یہ بھی ایک صفت ہے کہ جس سے علت العلل یا واجب الوجود کو موصوف کرتے ہین یہ خیال انسان مین ایک چیز سے دوسری چیز کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھکر پیدا ہوا ہے اور درحقیقت وہ اس صفت کی حقیقت حقیقی یا مجازی سے مطلق واقف نہین ہے اور نہ اوس نے اپنی کسی خواہش سے محسوس کیا ہے اور نہ کرسکتا ہے اس لئے کہ اوسکی حقیقت کا جاننا مافوق فطرت انسانی ہے بلکہ اوس نے صرف اسوجہ سے کہ تمام کائنات کا ظہور اوس علت العلل یا واجب الوجود سے ہوا ہے اوسکو خالق اور اوس ظہور کو مخلوق قرار دیکر صفت خالقیت کو بلا علم اوسکی حقیقت کے علت العلل یا واجب الوجود کی طرف منسوب کیا ہے ولہذا نقول ہو خالق کل شئے لکنہ لانعلم حقیقتہ واما الذین قالوا انہ واحد ولا یصدر من واحد الا واحد فصدر منہ اولا العقل الاول وکذا ومنہ صدر کذا وکذا ومنہا صدر کذا وکذا وکذا ومنہم قالوا کان اللہ وکان معہ شئے ویسمونہا مادہ فخلق منہا اشیاء وشبہ بہ الخلق فکلہا ظنون ظنوا بہا بغیر علم والحق کان اللہ ولم یکن معہ شئی فخلق الخلق ولا نعلم کیف خلق لان فطرت الانسان قاصر ان یعلمہ۔

یا مثلاً علیم ہونا ایک صفت ہے جس سے علت العلل یا واجب الوجود کو موصوف کرتے
ہین مگر اوسکی حقیقت کو بجز اسکے جو ہم نے بذریعہ اپنے حواس کے موجودات سے اخذ کی ہین نہین
جانتے ہین اور وہ ایک کیفیت ہے جس سے ہمکو موجودات خارجی اور ذہنی کا انکشاف
ہوتا ہے اس لئے ہمارے علم کے لئے قبل از علم موجودات خارجی یا ذہنی کا موجود
ہونا ضرور ہے یعنی ہمارا علم اونکے موجود ہونیکا فی الخارج یا فی الذہن محتاج ہے اور
زاید علی الذات ہے اور زمانہ سے متعلق ہے جسکو ہم ماضی و حال و استقبال سے
تعبیر کرتے ہین مگر باینہمہ ہم اپنے علم سے کسی خاص شئے کے موجد کے علم کو بہ نسبت
اوس شئے کے زیادہ وسیع پاتے ہین وہ قبل وجود اوس شئے کے اوسکے کل و جزو
کا اپنے ذہن مین علم رکھتا ہے اور اوسکے وجود مین آنے پر اور اونکے خاص
حالات کے ہونے پر جو آیندہ اوسکے ہونگے زیادتی اوسکے علم مین نہین ہوتی
اور اوس شئے خاص کی نسبت اوسکے علم مین زمانہ کا امتیاز بھی نہین ہوتا بلکہ ماضی
و حال و استقبال اوسکے علم کی نسبت مساوی ہوتے ہین بہر حال جس علم کو ہم
جانتے ہین اور جو محتاج وجود معلومات ہے اور جو زاید علی الذات ہے اوسکو
علت العلل یا واجب الوجود کی نسبت منسوب نہین کر سکتے مگر جبکہ ہم نے بر بنائے
قانون قدرت تسلیم کیا ہے کہ جو کچھ اوس علت العلل یا واجب الوجود سے ظہور
مین آتا ہے اوسکے ارادہ سے آتا ہے اور وہ خالق جمیع مخلوقات ہے تو فطرت
انسانی اس بات پر شہادت دیتی ہے کہ صفت علم بھی اوسکو لازمی ہے جو نہ مقید
بوجود معلومات ہو اور نہ جسمین زمانہ کا امتیاز ہو اور اس لئے اوسکو کہتے ہین
عالم الغیب و الشہادہ و ہو بکل خلق علیم ۔ و ہذا العلم عندنا ہو المسمی بالتقدیر

واللوح والکتاب وغیر ذالک ۔

قلم نہ نرسل کا ہے نہ لوح کاٹہ کی تختی ہے بلکہ قلم سے وہ چیز تعبیر کی گئی ہے جس سے وہ نتیجہ حاصل ہو جو قلم سے حاصل ہوتا ہے یعنی ظہور صور معلومات اور لوح سے وہ چیز تعبیر کی گئی ہے جسمین صور معلومات جسکو قلم نے ظاہر کیا ہے قایم اور موجود رہین پس منجملہ صفات باری کے ارادہ وعلم دو صفتین ہین جنکو لوح وقلم سے تعبیر کیا ہے ارادہ کو قلم سے اور علم کو لوح محفوظ سے کیونکہ اوسکے ارادہ نے تمام صور موجودات کو پیدا کیا ہے اور اوسکے علم مین تمام ما کان و مایکون یعنی جو کچھ ہوا اور ہوتا ہے اور ہوگا سب موجود ہے علم کو لوح محفوظ سے تعبیر کرتے مین ایک اور نکتہ ہے کہ انسانون کا علم ماضی وحال واستقبال سے علاقہ رکھتا ہے مگر خدا تعالی کا علم بالکلیہ حالیہ ہے اور لوح مین جو چیز ثبت ہو ماضی کی یا حال کی یا استقبال کی اوسکا علم بہی فی الحال موجود ہوتا ہے پس علم باری کا لوح محفوظ سے تعبیر کرنا انسانون کے سمجہانے کے لئے نہایت پر لطف تہا اور ارادہ کا قلم سے تعبیر کرنا ایسا لطیف استعارہ ہے کہ خدا کے سوا کسیکو نہین سوجہ سکتا تہا ۔

علم کی صفت مین سمیع وبصیر یعنی سننے والا دیکہنے والا بہی داخل ہے کیونکہ وہ بہی انسان کے لئے ذریعے علم کے ہین لیکن جب اوس علت العلل یا واجب الوجود کی نسبت ہم نے کہا ہے عالم الغیب والشہادہ تو ہمکو علم کے ذرائع سے جو انسان کے خیال مین بہی بطور ذرایع جزئیات علم کے ہین بحث کرنی ضرور نتہی مگر جو کہ انسان کے ذہن مین سننا اور دیکہنا بہی منجملہ خاص ذرایع علم کے ہین اور اونسے

علم کے کامل ہونیکا خیال پیدا ہوتا ہے اس لئے اونکو بطور جداگانہ دو صفتو نکے علت العلل یا واجب الوجود کی نسبت منسوب کیا ہے جسکو سننے اور دیکھنے سے تعبیر کرتے ہین مگر غور کرنا چاہئے کہ ہم اون صفتون کی حقیقت کیا جانتے ہین سننے کی حقیقت ہم یہ جانتے ہین کہ ہمارے کان مین ایک نہایت باریک پردہ ہے اور جب کوئی صدمہ ہوائے محیط کو پہونچتا ہے تو اوسمین چکردار لہر پیدا ہوتی ہے وہ لہر ہمارے کان کے پردہ پر پہونچتی ہے اور وہ ذریعہ ہمارے سننے کا ہوتی ہے مگر اس طرح سے سننا معلول ہے متعدد علتونکا اور وہ حقیقت سمع کی علت العلل یا واجب الوجود سے متعلق نہین ہوسکتی پس جس سننے کی حقیقت کو ہم جانتے ہین وہ حقیقت علت العلل یا واجب الوجود کے سننے کی نہین ہے ۔

دیکھنے کی حقیقت ہم یہ جانتے ہین کہ ہماری آنکھ کے شفاف پردہ اور اوس رطوبت پر جو تقبہ چشم مین ہے روشنی کے سبب اوس شے کا جو ہمارے سامنے ہے عکس آتا ہے جیسے کہ فوٹوگراف کی تصویر کھینچنے مین اور اس سبب سے ہم اوس چیز کو جو ہمارے سامنے ہے دیکھتے ہین یہ حقیقت دیکھنے کی تو متعدد چیزون کے وجود ماقبل کی محتاج ہے اور بہت سی علتون کی معلول ہے وہ علت العلل یا واجب الوجود سے منسوب نہین ہوسکتی مگر جسطرح از روئے قانون فطرت کے ہم اوس علت العلل یا واجب الوجود کا علیم ہونا تسلیم کرتے ہین جو نہ مقید وجود معلومات پر ہوا اور نہ جسمین زمانہ کا امتیاز ہو اسی طرح ہمکو قانون فطرت کے مطابق سمیع و بصیر ہونا بھی جو درحقیقت صفت علم مین داخل ہے بلا موجود ہونے

آوازکے اور بلا موجود ہونے مبصرات کے تسلیم کرنا لازم آتا ہے اور اس لئے کہتے ہین وہو السمیع العلیم وانہ بصیر بالعباد ۔ انہ علیم بذات الصدور ۔ لکن ادراک ماہیت سمعہ وبصرہ خارج عن فطرت الانسان ۔

یا مثلاً قادر یعنی مقدرت والا ہونا یہ بہی ایک صفت ہے جس سے علت العلل یا واجب الوجود موصوف کیا جاتا ہے قادر ہونیکا مفہوم عام یہ ہے کہ جسپر وہ قدرت رکہتا ہے اوسکو اپنی مرضی کے تابع رکہتا اور جسطرح چاہے اوسمین تصرف کرتا ہے اس مفہوم کو جب انسان اور علت العلل سے منسوب کرین تو مختلف امور کا تسلیم کرنا لازم آتا ہے انسان جمیع موجودات پر قدرت نہین رکہتا اور علت العلل یا واجب الوجود جوکہ مخرج ہے یا موجد ہے یا خالق ہے تمام اون چیزونکا جو موجود ہین یا آیندہ موجود ہون اسلئے ضرور ہے کہ اون تمام پر قادر ہو انسان کی قدرت موقوف اوسکے جوارح اور قواے ظاہری و باطنی پر ہے علت العلل یا واجب الوجود کی قدرت اسپر موقوف نہین ہے اور انسان کی قدرت محدود ہے اور بعض دفعہ ناکامیاب ہوئی ہے یعنی جو وہ کرنا چاہتا ہے نہین کرسکتا مگر علت العلل یا واجب الوجود جو خالق جمیع موجودات موجودہ اور آیندہ کا ہے اوسکی قدرت نہ جوارح سے متعلق ہے اور نہ محدود ہے اور نہ کبہی ناکام ہوسکتی ہے اور وہ اون صفتون پر قادر ہے جو اوسکے کمال کی منافی نہین ہین ممکن ہے کہ جب صفت کی ضرورت نہو اوسکو وہ نہ کرتا ہو لیکن ضرور ہے کہ اوسپر وہ قدرت رکہتا ہو کیونکہ جمیع صفات کمالیہ کا اوسکو جامع سمجہا ہے پس مختصر لفظون مین کہا جاسکتا ہے کہ اوسکی قدرت ہماری ایسی قدرت نہین ہے اور اس لئے اوسکی قدرت کی ماہیت یا حقیقت کا سمجہنا انسان کی فطرت سے خارج ہے اور اسلئے

کہا جاتا ہے انہ علی کل شئے قدیر۔ لکنہ لا نعلم حقیقت قدرتہ۔
یہ چند صفتین مین نے بطور تمثیل کے بیان کی ہین یہی حال اون تمام صفتون کا ہے جو علت العلل یا واجب الوجود کی نسبت منسوب کیجا سکتی ہین پس از روے لا آف نیچر و مطابق فطرت انسانی کے انسان کے ذہن مین خدا کا یا علت العلل کا یا واجب الوجود کا مفہوم یا جو نام اسکا قرار دو وہ قرار پایا ہے بلاشک وہ موجود ہے کیونکہ اوسکا موجود ہونا اور واجب الوجود ہونا عقلاً و فطرتاً اوسی طرح ثابت ہے جسطرح ایک کے ایک مین ضرب دینے سے ایک ہی کا ہونا یا دو اور دو کا چار ہونا یا مساوی کے مساوی کا مساوی ہونا اوسکے وجود کی حقیقت کا نہ جاننا بھی فطرت انسانی کے مطابق ہے اسلئے یقین کیا جاتا ہے کہ وہ موجود ہے نہ مجسم ہوکر وہ موجود ہے نہ متحیز ہو کر یعنی کسی مکان کا نہ مکین ہوکر پھر وہی لا آف نیچر اور فطرت انسانی اسبات کو ثابت کرتی ہے کہ اوس علت العلل یا واجب الوجود مین صفات کا ہونا بھی ضرور ہے مگر جو حقیقت صفات کی ہم جانتے ہین اوس طرح پر نہین۔ وجود کا اور تمام صفات کا یہانتک کہ وحدت و کثرت کا بھی مفہوم ہمنے ممکنات یعنی موجودات مادی اور مخلوقات اور مصنوعات سے اخذ کیا ہے پس جو مفہوم کہ اس طرح انتزاع کیا گیا ہو کسطرح بدون کسی ثبوت و برہان کے علیٰ ما ہو علیہ اوسپر صادق آسکتا ہے البتہ اوسکے صفات ثبوتیہ و سلبیہ کو بقدر اپنی طاقت کے اوسکی طرف منسوب کرتے ہین لیکن حق یہ ہے کہ ہم نہین جان سکتے کہ کیونکر اور کس طرح ہے وہ ہستی جسکو ہم خدا یا علت العلل کہتے ہین نہ ہمارے دیکھنے مین آتی ہے نہ چھونے مین نہ خیال مین تو ہم بجز اتنی بات جاننے کے کہ ہے اور زیادہ اوسکی حقیقت نہین جان سکتے تمام صفات جنکو ہم خیال کر سکتے ہین وہ سب مفہومات ہین

اونکو ہم نے بہ لحاظ اون چیزون کی حالتون کے جنکو ہم دیکھتے اور سمجھتے ہین اخذ کیے
ہین مگر جب کہ وہ ہستی ہمارے سب حواسون سے بالاتر ہے تو ہم کیونکر جان سکتے
ہین کہ وہ صفات اوسمین ہین یا وہ اون صفات کا محل ہے یا ہو سکتی
ہے اس لئے تمام صفات جو اوسکی طرف نسبت کئے جاتے ہین کہا جاتا ہے کہ صفات
تو اوسمین ہین مگر ایسی نہین ہین جیسے کہ ہم جانتے ہین یعنی جو حقیقت اون صفات
کی ہمنے موجودات عالم سے اخذ کر کے سمجھی ہے وہ حقیقت اون صفات کی نہین ہے
جو اوسمین ہین خدا کو ہاتھہ پاؤن والا بولتا چلتا پھرتا سنتا دیکھتا کرتا کراتا جیتا جاگتا
خوش ہونیوالا خفا ہونیوالا سب کچھ کہتے ہین مگر اوسکے ساتھہ یہ بھی کہتے ہین کہ ہمارے سے
ہاتھہ پاؤن ہمارا سا منہہ ہمارا سا بولتا ہمارا سا چلتا سنتا بیٹھتا ہمارا سا کرتا کراتا ہمارا سا
جیتا جاگتا ہمارا سا خوش اور خفا ہوتا غرضکہ کچھ بھی ہمارا سا نہین ہے جب پوچھو کہ
اگر ایسا نہین ہے تو پھر کیسا ہے تو جواب یہی ہوگا کہ ہم نہین جانتے بات کا تو بہت اونچی
ہوا مگر نتیجہ یہی نکلا کہ حقیقت نہین جانتے اون صفتونکا جنکو ہم جانتے ہین اون قدر
پر قادر ہونا ~~ایساہی کچھ~~ علت العلل کی ذات کو لازم ہے اور اسی لئے اوسکے لوازم
ذاتی ہونے پر یقین ہے ہم تمام صفات کو بطور ایجاب یا بطور سلب ذات باری کی
طرف نسبت کرتے ہین اور جو منافی اوسکے وجود کے یا منافی کسی اوسکی صفت کے
کی ہین اوسکو اوس سے بری کرتے ہین کیونکہ اجتماع نقیضین محال ہے اور جو منافی ہے اوسکو
صفات سلبیہ اور اوسکے خلاف کو صفات ثبوتیہ سے تعبیر کرتے ہین اور اوسمین اون
صفات کے ہونے یا ہونیکا بھی یقین کرتے ہین مگر نہ اسوجہ سے کہ وہ اونکا محل ہے
بلکہ اس وجہ سے کہ ہمکو اون مفہومات کے من حیث الاطلاق لوازم ذاتی علت العلل

کے ہونے پر یقین کلی ہے یا اینہمہ جسطرح ہم اوسکی ذات کی حقیقت کو نہین جانتے اسی طرح اوسکے صفات کی حقیقت کو بہی نہین جانتے بانی اسلام نے بہی اوسکی حقیقت کا جاننا ہمارے ایمان کا جزو نہین تبلایا۔ خود اوس نے بہی اوسکی حقیقت کو کچہ نہین تبلایا غفور رحیم قادر حی لایموت وغیرہم تبلایا لیکن اس سے اوسکی ذات کا اون صفات کا محل ہونا لازم نہین آتا۔

پس خدا مین جن صفتون کو ہم تبلاتے ہین گو اونکے مفہومات تو موجودات کے حالات سے اخذ کئے ہوئے ہین مگر خدا کی طرف اونکو من حیث الاطلاق نسبت کرتے ہین بلکہ اطلاق کی قید سے بہی مطلق رکہتے ہین تاکہ صرف مفہوم ہی مفہوم باقی رہ جاوے اور اسی سے جب کسی صفت کو کہتے ہین کہ ہے تو یہ بہی کہتے ہین کہ ہماری سی نہین ہے پس ہم نہین تسلیم کرتے کہ واحد سے واحد ہی صادر ہو سکتا ہی اور نہ ہم وجودیہ اور شہودیہ وغیرہ کے بحث مین ڈراتے ہین۔

انسان کے دل مین ایک شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم نے یہ تسلیم کر لیا کہ علت العلل یا واجب الوجود سے تمام موجودات کا ظہور ہوا ہے اور سلسلہ علت العلل مین مربوط ہے اور نیچر کا مطیع ہے اور جو کچہ ظہور مین آتا ہے وہ اوسی سلسلہ سے آتا جاتا ہے تو اب وہ علت العلل یا واجب الوجود بیکار محض ہے اور اس طرح سلسلہ علت و معلول کو تسلیم کرنا اوسکی صفت قدرت کو معدوم کرنا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچہ اوسکو کرنا تہا کر چکا نہ اوسمین کچہ صفت قدرت باقی ہے اور نہ اوس سلسلہ کے برخلاف کسی کام کے کرنیکی اوسمین قدرت ہے مگر یہ شبہہ متعدد غلطیون کے سبب سے پیدا ہوتا ہے اول یہ کہ جس طرح انسان کے کام محدود ہین

اوسی طرح اوسنے اوس علت العلل یا واجب الوجود کے کامون کوبہی محدود خیال کرلیا ہے اور سمجہا ہے کہ اوسکے کام صرف اسی بقدہ نما دنیا مین محدود ہین اور اس بقدہ نما کے سوا اور کچہ نہین ہے۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ جب انسان کوئی کام کرچکتا ہے تو اوسکا تعلق اوس کام سے منقطع ہوجاتا ہے اسی طرح وہ سمجہا ہے کہ علت العلل یا واجب الوجود نے جو کام کیا اوسکا تعلق بہی اوس کام سے قطع ہوگیا حالانکہ علت العلل یا واجب الوجود مین جو علاقہ علیت اور معلولیت کا ہے وہ کبہی قطع نہین ہوتا اور وہی سبب معلول کے وجود کا ہے اگر ایک آن بہی علاقہ علیت کا علت ومعلول مین منقطع ہوجاوے تو معلول کا وجود بہی باطل ہوجاوے جیسے کہ الکٹرسٹی سے جو لیمپ روشن ہوا ہے روشن ہونیکے بعد بہی اوسکا تعلق الکٹرسٹی سے قایم ہے اگر منقطع ہو تو روشنی کا وجود بہی نہ رہے اور اس لئے علت العلل یا ذات باری سے اوسکے صفات کا ظہور ہر وقت رہتا ہے اور کبہی منقطع نہین ہوتا۔

تیسری غلطی یہ ہے کہ جو قانون قدرت وآئین فطرت خود اوس علت العلل یا واجب الوجود نے اپنی قدرت اور ارادہ سے پیدا کئے ہین مقتضاے قدرت اور کمال فطرت یہی ہے کہ وہ بجنسہا اوسی طرح پر جاری رہین جسطرح اوسنے بنایا ہے اور جسمین اوسکی قدرت کا کامل طور پر ظہور رہے اوسکے بدستور جاری رہنے کو اوسکی عدم قدرت کی دلیل سمجہنا کیسی عجیب بات ہے خصوصًا جبکہ کوئی امر اس بات کا مانع نہین ہے کہ وہ اوس لا آف نیچر اور قانون قدرت کو بالکل تبدیل کردے اور کوئی نیا لا آف نیچر یا قانون قدرت پیدا کرے اور سلسلہ موجودات

اور کائنات کا اوسکے مطابق جاری کرے اور کیا معلوم ہے کہ اوسنے موجودہ
قانون قدرت کبتک کے لیئے بنایا ہے اور کب وہ زمانہ ختم ہوگا مگر جولا آف نیچر
بنا دیگا وہ تبدیل نہین ہونیکا خدا کا قادر ہونا اسی بات مین سمجھنا کہ کبھی آگ
جلا دیا کرے اور کبھی نہ جلایا کرے کبھی پانی بھاری چیز کو ڈبو دیا کرے اور
کبھی ترا دیا کرے کبھی سو رہے اور کبھی چلتا رہے اور کبھی ٹھر جایا کرے
کبھی گیہون بو وین اور جو پیدا ہو اور کبھی جو بوئین اور گیہون پیدا ہو کبھی
ان ہونی بات بھی کسی کے کہنے سے ہو جاوے اور ہونیوالی بھی ٹلجاوے
ایسا خیال کرنا تو عقلاً اور شرعاً اوس علت العلل اور واجب الوجود کی قدرت
کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا اور بے ادبی کرنا اور لاتبدیل لخلق اللہ سے انکار کرنا ہے
یہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی کہے کہ جب اوس علت العلل یا واجب الوجود کو اپنا سا
دوسرا پیدا کرنیکی طاقت نہین ہے تو وہ قادر مطلق کیا ہوا ایسے سوالات خود
غلط ہین کیونکہ اوسکا ایک جزو خود اوس سوال کے دوسرے جزو کو باطل
کرتا ہے جن لوگون نے خیال کیا کہ کمال خالق کا اسی مین ہے کہ وہ سب کرنیکے
کام خود اپنے ہاتھہ مین رکھے اور اپنے ہی ہاتھہ سے کرے وہ اسکے قائل ہوئے
کہ خالق افعال خیر و شر کا خدا ہی ہے یعنی جو افعال جسوقت جس سے اور جسطرح
صادر ہوتے ہین اون کو خدا اوسیوقت پیدا کر دیتا ہے اور بعض نے خیر کی نسبت
اللہ کی طرف اور شر کی نسبت بندہ کی طرف کی اور جن لوگون نے یہ سمجھا کہ اوس
بے نیاز کو ایسی نیاز کی ضرورت ہی کیا ہے اوسکا کمال اسی کا مقتضی ہے کہ
اپنے غلامان غلام اور اپنے پیدا ہوئون کے پیدا کردہ در پیدا کردہ کو دے اونہون

نے کہا ہے کہ بوساطت اس عالم مین کام ہوتے ہین اور کاسب و مکتسب خود بندہ ہے
وہ کہتے ہین کہ معطل کہنا اوسکی نسبت بے ادبی کرنا ہے جبکہ وہ بے نیاز ہے تو اوسکے
نزدیک اختیار و تعطل سب مساوی ہین انسان کی طرح اختیار رکھنا اور کام کا
کرنا تو نفسانیت و جسمانیت کا نتیجہ ہین اور احتیاج کے سبب سے وہ محمود سمجھا جاتا
ہے حاشا جناب عن ذلک کسی کام کو کوئی خود کرتا ہو اور کوئی اپنے پیدا کئے ہوئے
سے اوس کام کو کرا سکتا ہو تو اوسکو پہلے سے کامل سمجھا جاویگا جن لوگون
نے یہ خیال کیا ہے کہ جزوی افعال کی تخلیق سے نسبت شر و نقصان کی اوسکی
جناب مین لازم آویگی اور اسطرح مکلف کرنا اور جزا و سزا کا دینا ایک قسم کا ظلم
و جبر ہوگا اونہون نے افعال جزوی کے خلق سے انکار کیا ہے یا خیر کا خالق
مانا ہے اور جن لوگون نے یہ خیال کیا ہے کہ اوس سے تعطل لازم آتا ہے
اونہون نے خیر و شر دونون کا خالق مانا ہے لیکن حق وہی ہے جو گذرا -
کسی فعل کو فعل اسطرح ہم جانتے ہین کہ اوسکی وجہ سے جب کوئی دوسرا
فعل پیدا ہوتا ہے تو ہم سمجھتے ہین کہ فعل اول اوسکی علت ہے اور اس لئے وہ
ایک فعل ہے یا جب چند مادون سے کوئی عمل کرتے ہین تو بلا لحاظ اس بات
کے کہ وہ کسی نتیجہ کا سبب ہو یا نہو اوسکو فعل کہتے ہین حالانکہ حقیقتاً وہ کوئی موجود
چیز نہین ہوتا کیونکہ جب تک وہ محسوس یا اوسکے اسباب محسوس نہوجاوین تب تک
اوسکا خیال صرف انتزاعی اور فرضی ہوگا اس وجہ سے جو فعل کہ انسان کرتا
ہے یعنی جن مادون کی ترکیب سے وہ کچھ نتیجہ نکالتا ہے اوسکو حقیقتاً فعل نہ کہنا چاہئے
کیونکہ کوئی نیا وجود نہ پیدا ہوا بلکہ ایک ترکیب مادون کی ہوئی عذاب یا ثواب اسلئے

اوس سے متعلق ہوتا ہے کہ وہ ترکیب خلاف رضاے الٰہی ہوئی نہ اس لئے کہ حقیقتاً
انسان خالق افعال ہوا۔ مثلاً انسان زنا کرتا ہے تو وہ اس وجہ سے کہ خدا نے
ایسی ترکیب کو منع کیا ہے ممنوع ہے نہ اسوجہ سے کہ وہ ایک فعل ہے پس خلق فعل
اسکو کہنا ہی نہ چاہیئے۔ اس لئے یہ اعتراض رفع ہوگیا کہ ایسے افعال کو جو کسی
مخلوق کے ذریعہ سے ہوتے ہین خدا پیدا کرتا ہے یا مخلوق۔

ایک زاہد کا یہ عقیدہ تہا کہ اندہیری کہو مین آنکہین بند کئے خدا کو ڈہونڈنا اور
تسبیح وتہلیل مین مصروف رہنا اور نماز و مراقبہ کے سوا دنیا مافیہا سے کچہ خبر نہ لینا چاہئے
اور ایک فلاسفر کا یہ مذہب تہا کہ خدا کی صنعتون کو دیکہکر اوس وحدہ لاشریک لہ
کی ذات وصفات اور اوسکی حکمت پر ایسا یقین لانا چاہیئے کہ لوکشف الغطا رما ازددت
یقیناً۔

اتفاقاً دونون ایک ملک مین پہونچے جہان ایک ذی اقتدار بادشاہ تہا اوسکے
مصاحبون مین بعض لوگ ایسے تہے کہ جو چاہتے تہے بادشاہ سے حکم لے آتے اور جس
حکم کو بادشاہ سے چاہتے تہے تبدیل کرا دیتے تہے ہونی کو ہونی اور رہونی کو ہونی
کرا دیتے تہے جو مقرب تہے وہ خوش تہے کہ سلطنت کی کنجی گویا اونہین کے ہاتہہ
مین ہے جو اونکے متوسل تہے وہ خوشامد مین رہتے تہے اور سمجہتے کہ اونکی حاجتین
سفارشون سے نکل جاوینگی بادشاہ کی بادشاہت مین کوئی قانون نہین تہا جس
حکم کو چاہتا دیتا اور جسکو چاہتا بدل دیتا۔ گاہے بسلامے میرنجند و گاہے بدشنامے
خلعت می بخشند۔ تمام رعیت خوف ورجا امید وبیم مین بسر کرتی تہی نہ خدمت
کرنیوالونکو توقع تہی کہ ضرور بادشاہ ہماری خدمت کی قدر کریگا اور نہ شریر و شورہ پشت

فساد یون کو یہ رعب کہ ضرور بادشاہ ہمکو سزا دیگا کیا عجب ہے کہ خدمتیون کی خدمت قبول نہ کرے اور اون سے خفا ہوجاوے اور کیا عجب ہے کہ ہماری شرارت سے درگذرے بلکہ ہمکو انعام بخشے بادشاہ کے وعدون کے پورا ہونے پر کسیکو یقین نہ تھا نہ کوئی وعدون کی وقعت کرتا تھا زاہد نے کہا کہ بادشاہ ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ ہمارا خدا بھی ایسا ہی ہے ۔

پھر وہ اوس ملک سے دوسرے ملک مین پہونچے وہان کا بادشاہ باوجود مہذب ہونیکے نہایت شاندار ۔ تمام عہدہ دار اپنے درجہ اور قرینے سے کھڑے ہرایک کے لئے وزیر امیر سے غریب تک قانون مقرر سب کو قانون مقررہ پر اطاعت کرنے اور طمانیت سے زندگی بسر کرنیکا حکم تھا اوسکا قانون گویا خدائی قانون تھا جو کبھی تبدیل ہونیوالا نہ تھا اوسکے وعدے ایسے مستحکم تھے کہ کبھی اون مین تخلف نہین ہوتا تھا ہرایک یہ سمجھتا تھا کہ ہمارا یہ فرض ہے اور فرض کے ادا کرنے پر جو انعام کا وعدہ بادشاہ نے کیا ہے وہ ضرور ہمکو دیگا اگر ہم قانون مقررہ کے خلاف کرینگے اور شرارت و فتنہ و فساد برتینگے تو اپنے قانون اور وعدہ کے موافق ضرور ہمکو سزا دیگا اور اگر باوجود کوشش کے ہم سے اوسکی پوری خدمت ادا ہونے مین قصور رہا تو اوسکی معافی کا اوس نے وعدہ کیا وہ ضرور ہمکو معاف کریگا کیونکہ تخلف وعدہ اوس سے ہونا محالات سے ہے جو ہم کما ئینگے اوسکا نتیجہ پائینگے ہان اگر ہم کوشش مین قصور کرین اور بقدر اپنی طاقت کے اوسکے حکم کو بجا نہ لائین تو قصوروار رہونگے وہان کوئی مصاحب نہ تھے جو بادشاہ کے حسن حکم کو چاہین بدلوادین یون سفارشین کرین

جو ہونی تہی وہ ضرور ہونی تہی اور جو نہونی تہی وہ کبھی نہونی تہی -

سب طمانیت سے رہتے تہے نہ کسی کی سفارش کی خواہش نہ چغلخوری کا ڈر سب کو بجز اس خیال کے کہ قانون کی اطاعت کرین اور کچہ خیال نہ تہا وہ سمجھتے تہے کہ بادشاہ قادر مطلق اور خود مختار ہے جو قانون کہ اوس نے اپنی مرضی اور اپنے اختیار کامل سے بنایا ہے اوسی کامل قدرت اور اختیار نے اوسکو قایم بہی رکہتا ہے یہی نشان اوسکی کمال قدرت اور پورے اختیار کا ہے اگر وہ اوس مین تغیر ڈالے تو اوسکے قانون کی قدر و منزلت باقی نہ رہے اور اوسکا متلون المزاج ہونا ثابت ہو اور پہر کسیکو اوسکے قانون اور اوسکے وعدون پر طمانیت نرہے -

زاہد نے کہا کہ اس بادشاہ نے تو اپنی تئین قانون مین جکڑ دیا ہے اور وعدون سے تخلف نہ کرنے سے اپنے اختیار کو اپنی قدرت کو ساقط کر دیا ہے کسی کی کاربراری کا بجز قانون کے کوئی راستہ ہی نہین رہا ایسا بادشاہ تو ایک کاٹہہ کی مورت ہے مین تو ایسے بادشاہ کو بادشاہ نہین مانتا اگر خدا بہی ایسا ہو تو مین اوسکو خدا بہی نہین مانتا - فلاسفر نے کہا کہ جو کچہ اوسنے کیا ہے اپنے اختیار اور قدرت سے کیا ہے اور ایسا کرنا ہی اوسکے بادشاہ ذی اقتدار اور حکیم علی الاطلاق ہونیکی دلیل ہے اپنی قدرت کاملہ ہی سے اوس قانون کو لازوال کر دیا ہے اگر تو اسے پسند نہین کرتا تو جا اپنے اوس متلون المزاج خدا کو اندہیری کہو مین آنکہین بند کر کے ڈہونڈہ مگر وہ نہ کبہی تجھکو ملا ہے نہ ملیگا -

اگرچہ قصہ کے پیرایہ مین مضمون ماخوذ ہے لیکن ٹہیک ٹہیک زاہد جس

وجہ سے عبادت کرتا ہے اور فلاسفر جس وجہ سے اوس سے ظاہر ہوتا ہے اور فلاسفر کے خیال کی خوبی اور زاہد کی رائے کی بداسلوبی اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے اور زاہد کو کبھی خدا کا نہ ملنا اور وہم ہی مین پڑا رہنا اور فلاسفر کا اپنے مقصد کے موافق کامیاب ہونا بیان ہوا ہے اور گویا یہ قول فیصل ہے کہ مگر وہ نہ کبھی تجھکو ملا ہے نہ ملیگا"

قوانین نیچر کا غیر متبدل ہونا ہی دلیل وحدت باری کی ہے کیونکہ بالفرض اگر متغیر ہوتا تو خیال ہو سکتا تھا کہ ایک خالق نے اسکو کیا اور دوسرے نے اوس کو بدل دیا۔

اس زمانہ کے فلسفہ و سائنس نے اس مسئلہ کو طے کر دیا ہے کہ لا آف نیچر مین تغیر و تبدل نہین اور نیچر جس خدا کے وجود کو ثابت کرتا ہے وہ اوس خدا کا وجود ہے جو اپنے قانون قدرت کو نہین توڑتا چنانچہ ایک یوروپ کا فلسفی لکھتا ہے کہ "خدا کا اعتقاد دو قسم کا ہے ایک ایسا ہے جو علمی تحقیقات کے سبب سے زیادہ عام حقایق اور محققہ نتائج کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے اور دوسرا جو مطابقت نہین رکھتا ایسے خدا کا اعتقاد ہے جو دنیا پر تغیر پذیر ارادہ اور غیر مستحکم قانون سے حکومت کرتا ہے مگر جو مطابقت رکھتا ہے وہ ایک ایسے خدا کا اعتقاد ہے جسکی رو سے وہ عالم پر غیر متغیر قوانین کے ذریعہ سے اپنی حکومت چلاتا ہے"۔

جو مطابقت نہین رکھتا اوسمین یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ کسی کام کے لئے اپنا ارادہ قائم نہین کرتا جب تک کہ اوسکا وقت نہ آوے یا کم سے کم وہ اپنے

ارادہ کو لیسے استقلال اور ایسی مضبوطی سے قایم نہین کرتا ہے کہ اپنے بندونکی دعا اورگریہ وزاری سے نہ بدلے - ہم بغیر بیان کرنے اس بات کے کہ خداکے علم اور حکمت کے کمال کے ساتھہ خدائی حکومت کے اس اعتقاد کو جسمین اوسکی ناعاقبت بینی ثابت ہوتی ہے مشکل سے مطابق کرسکتے ہین یہان صرف اسقدر کہنا چاہیے کہ یہ اعتقاد کائنات کے اوس سلسلہ کے متناقض ہے جسکے مطابق ہم بلا استثنائے ماحدے عام نیچر کا وقوع ونظام دیکھتے ہین -

جب کہ ہر واقعہ پچھلے واقعات کا نتیجہ ہوا کرتا ہے تو اس اعتقاد کے ساتھہ کہ ان واقعات کی ابتدا (اس عالم کی ایجاد اور ابداع) ایک ارادہ یعنی ایک خداسے ہے اس بات کا ماننا بھی لازم اور ضروری ہے کہ اوس ارادہ نے عام اور نہ بدلنے والے قوانین قایم اور پچھلے واقعات پیدا کئے ہین اگر کوئی خالق ہے تو بالضرور اوسکا یہ ارادہ ہوگا - سائنس اس بات کے ماننے کو نہین روکتا کہ ہر واقعہ جو وقوع مین آتا ہے خدا کی ایک مرضی خاص سے پیدا ہوتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ خدا اپنی ایسی مرضی مین اون قوانین کا پابند رہے جو خود اوس نے قایم کئے ہین پس صحیح اور نہایت صحیح اور حق اور بالکل حق یہی ہے کہ قوانین نیچر مین تغیر وتبدل نہین جو از روے عمل کے بھی صحیح ہے -

اس بات مین کہ ضرورت تخلیق کی کیا ہوئی اور ان افعال کا ظہور بمجبوری ہوا ہے یا باختیار بحث کرنا محض لغو ومہمل ہے جو امر کہ بمقتضاے ذات ہوا ہوا وس سے یہ بحث متعلق نہین ہوسکتی -

شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات مین لکھا ہے کہ ان نزاع الفلاسفۃ والمتکلمین

فی ان اللہ تعالیٰ خالق بالاختیار اور بالایجاب لیس فی معارک المعانی فی شئے
لما کان الارادۃ عند الفلاسفیہ عین الذات کان الابداع ایجاباً۔ پس خدا کا
تعلق اپنے معلول کے ساتھ ایجابی ہے نہ اضطراری۔

اوسکی حکمت بالغہ و قدرت کاملہ کا مقتضا یہی تھا کہ اوسکے پرتوِ قدم سے
اس قسم کا ظہور ہو۔

اس بات مین کہ کسطرح اور کس چیز سے عالم پیدا ہوا وہی جواب ہے
کہ اسکا سمجھنا ہی فطرت انسانی سے بالاتر ہے جون جون علوم و تجربات مین
انسان ترقی کرتا ہے اوسکو معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ علت و معلول کا باہم
ایسا مربوط و مضبوط ہے کہ ایک سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا پیدا
ہوتا ہے اور سب کی علت العلل وہ ذات پاک ہے لیکن یہ کسطرح نہین
معلوم ہوتا کہ کسطرح اوس نے پیدا کیا ہے کسی نے بیج و درخت کی اور
کسی نے اصل و فرع کی اور کسی نے پرتو و نور کی اور کسی نے مادہ و صورت
کی مثال دی ہے کسی نے مخرج اور کسی نے موجد اور کسی نے خالق بتایا
ہے لیکن حق یہ ہے کہ اوسکے سمجھنے کے لئے انسان مکلف ہی نہین ہے اور وہ
کسی طرح نہین جان سکتا ہے کہ کسطرح ظہور ہوا ہے سوا ذات کے وہ دوسری
شئے ہے۔

انسان یہ جان سکتا ہے کہ ایک وجود ایسا ہے جسنے بغیر مادہ کے خود انسان
کو اور تمام عالم کو پیدا کیا لیکن یہ نہین جان سکتا کہ اوسکی صفت کی حقیقت کیا
ہے اور کسطرح اوسکی صفت خالقیت کا عمل ہوا ہے کیونکہ اوسکے جاننے

کیونکہ اوسوقت کی واقفیت کے لئے نہ کوئی سبیل ہے اور نہ کوئی دلیل اسلئے اوسکا سمجھنا انسان کی فطرت سے بڑھکر ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمت نے یہ تہیری قایم کی ہے کہ خالق کی طرف سے اس عالم اسباب مین اسبابات وعلل خفیہ پیدا ہوتے رہتے ہین جو کسی سبب موجودہ سے کچھ واسطہ نہین رکھتے بلکہ بلاسبب اور براہ راست پیدا ہوتے ہین لیکن یہ خیال کرنا غلطی ہے اس لئے کہ اگر یہ مانا جائے تو یہ لازم آوے کہ شیر موجود ہے انسان نہین دیکھتا آگ موجود ہے اور وہ سمجھ نہین سکتا اور اس طرح سب کام درہم برہم ہوجا دین اور کوئی اپنے فائدہ کے حاصل کرنے یا آیندہ جزا و سزا پانیکا مستحق نہ رہے یہ وہم اس سبب سے پیدا ہوتا ہے کہ اوس عالم مطلق کی نسبت یہ خیال کرتے ہین کہ انتظامات کی درستی کے لئے وہ ایسے اسباب پیدا کرتا ہے کہ اختیار سے باگ نہ چھوٹ جاوے اور بے انتظامی نہ واقع ہوجاوے حالانکہ صرف اوسکی علم و حکمت پر و تجربات و مشاہدہ جات محققہ روزانہ پر خیال کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اوس نے اس عالم اسباب کا انتظام جو کچھ ہوتا ہے یا ہوا یا ہوگا سب پہلے ہی سے جانکر مطیع الآت کے نیچر بنا دیا ہے اور اس طرح اوسکو مرتب کیا ہے کہ خفیہ اسباب وعلل کی ضرورت ہی نہین ہوتی جو واقعات کہ دفعتًا ہوجاتے ہین وہ اسباب موجودہ کے نیتجہ ہوتے ہین نہ کسی خفیہ اور غیر موجودہ اسباب کے۔ جیسا کہ علوم سے محققہ درجہ پر ثابت ہے۔

جو خدا کو جامع جمیع صفات کمالیہ اعتقاد کرتا ہے اوسکو لازم ہے کہ اوسکی مرضی پر چلے اور جس طریق سے اوسکی رضامندی حاصل کرسکتا ہو حاصل کرے

اور خدا تعالیٰ کا حق ماننے۔

جو اعضا و جوارح و جو قوے جس لئے پیدا ہوئے ہین اونکو اوسی کیواسطے استعمال کرنا خدا کی مرضی پر چلنا اور اوسکا حق ماننا اور شکر کرنا ہے اور اس طرح انعام مزید حاصل ہوتا ہے۔ شکر نعمت خیرات کرنا اور جمع نکرنا وغیرہ اور شکر صحت بیمار کی عبادت اور مظلوم پر رحم وغیرہ اسطرحپر قیاس کرسکتے ہین فرمایا اللہ تعالیٰ نے لئن شکرتم لازیدنکم یعنی اگر شکر کروگے تو مین زیادہ کرونگا تمہارے لئے پس کچھ شک نہین کہ جو قوے عطا ہوئے ہین اگر اونکا استعمال ٹھیک طور سے ہوگا تو اون کو ترقی ہوگی اور فایدہ پہونچیگا اور اس طرح ازدیاد نعمت ورحمت ہو جاویگی۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا ایہا الذین آمنوا لاتحلوا شعائر اللہ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب یعنی لے ایمان والو شعائر اللہ کی بیشک حرمت کرو اور جو شخص تعظیم کرے شعائر اللہ کی پھر وہ تعظیم دلون کی پرہیزگاری کے جہت سے ہے۔ شعائر کے معنی علامت کے ہین جو کسی خاص چیز کو اور چیزون سے ممیز کرے خواہ وہ علامت ایسی ہو کہ آنکھہ سے دکھائی دیتی ہو خواہ الفاظ ہون جو خاص کسی امر کے لئے مقرر کئے گئے ہون شعائر اللہ سے مراد وہ چیزین ہین جو خاص خدا کی عبادت کے لئے عملاً خواہ لفظاً خواہ اور کسی طرح خدا ہی کیلئے مقرر کی گئی ہون۔

حجت اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ صاحب نے نماز قرآن کعبہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شعائر قرار دیا ہے شعائر اللہ کی حرمت نہ کرنے سے ادب وتعظیم کو انسان بھلا دیتے ہین اس وجہ سے شایان پارسائی یہ ہے کہ اوسکے ساتھہ بے ادبی نہ کرین۔

حقیقت رویت باری جل جلالہ

رویت خدا کی نسبت علماے ظاہر مسئلہ کی حقیقت نہین سمجھتے صرف لفظون پر بحث کرتے ہین ہان علماے ربانی جنھون نے اپنے نفس پر اور انسان کے نیچر پر غور کی ہے اون کی راے اس مسئلہ کی نسبت علماے ظاہری کے راے سے زیادہ اعتبار کے قابل ہے اور اون مین سے بالتخصیص اون کی جو باوجود علم باطنی کے علم ظاہری مین بھی بڑا درجہ کمال کا رکھتے تھے بہت سے عابد و زاہد دعوی کرتے ہین کہ ہم نے ان آنکھون سے دنیا مین اوس بیچون وبیچگون وبیمثل وبیمنون کو دیکھا ہے بہت سے کہتے ہین کہ ان آنکھون سے نہین بلکہ دل کی آنکھون سے دیکھا ہے اونھون نے دیکھا وکھا یا کچھ نہین بلکہ خود اونہین کا خیال یا ایقان ہے جسکو اونھون نے دیکھا ہوگا عقبےٰ مین بھی اگر دیکھنا تسلیم کیا جاوے تو بھی اونہین کا ایقان اونہی کو دیکھائی دیگا ورنہ تحدید لازم آتی ہے اور اللہ تعالی اوس سے پاک ہے

عالم ربانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی مجدد الف ثانی نے جلد سوم مکتوب نودم مین جو بنام فقیر ہاشم کشمی لکھا ہے وہ یہ ہے پرسیدہ بودند کہ بعض از محققان صوفیہ اثبات رویت ومشاہدہ او تعالی بدیدہ دل در دنیا می فرمایند کما قال الشیخ العارف فی کتابہ العوارف موضع المشاہدہ ببصر القلب الخ وشیخ ابو الحسن کلابادی قدس سرہ کہ از قدماے این طایفہ علیاست واز روساے ایشان درکتاب تعرف می آرد اجمعوا علی انہ تعالی لا یری فی الدنیا بالابصار ولا بالقلوب الامن جہۃ الایقان

توفیق میان این دو تحقیق چیست و رای تو بر کدام دایما با وجود اختلاف بچه معنی است
بدان ارشدک الله تعالی که مختار این فقیر درین مسئله قول صاحب تعرف است قدس
سره و می داند که قلوب را درین نشاء از آن حضرت جل سلطانه غیر از ایقان نصیبی
نیست آنرا رویت انگارند یا مشاهده و چون قلب را رویت نبود ابصار را چه بود
که او درین نشاء درین معامله بیکار و معطل است غایت ما فی الباب یعنی ایقان که
قلب را حاصل شده است در عالم مثال بصورت رویت ظاهر میشود و موقن به
بصورت مرئی چه در عالم مثال هر معنی را صورتیست مناسب و چون در عالم
شهادت کمال یقین در رویت است آن ایقان نیز بصورت رویت در مثال ظاهر
میگردد و چون ایقان بصورت رویت ظاهر شود متعلق آن موقن به است ناچار
بصورت مرئی آنجا ظاهر گردد و چون سالک آنرا در مرآت مثال مشاهده می نماید
بالتوسط مرآت ظاهر گشته و صورت را حقیقت دانسته می انگارد که حقیقت رویت
او را حاصل گشته است و مرئی پیدا آمده نمی داند که آن رویت صورت ایقان اوست
و آن مرئی صورت موقن به او این از اغلاط صوفیه است و از تلبسات صور
بحقایق و بهی دیده چون غالب می آید و از باطن بظاهر می تراود سالک را در توهم
می اندازد که رویت بصری نیز حاصل گشت و مطلوب از گوش با غوش آمد نمی دانـ
که حصول اینمعنی چون در اصل که بصیرت است نیز مبنی بر توهم تلبس است به بصر که درین
نشاء فرع اوست چه رسد در رویت او را از کجا حاصل شود در رویت قلبی جم غفیر
از صوفیه در توهم افتاده اند و حکم بوقوع آن کرده و در رویت بصری مگر ناقصی
ازین طایفه در توهم وقوع آن افتاده باشد که مخالف اجماع اهل سنت و جماعت است

شکر الله وسعیهم۔

سوال موقن به راچون صحبت در مثال پیدا شد لازم آمد که حق را سبحانه آنجا صورت بود و جواب تجویز نموده اند که حق را سبحانه هر چند مثال نیست اما مثل است و روا داشته اند که در مثل بصورتے ظهور فرماید و چنانچه صاحب فصوص قدس سره رویت اخروی را نیز بصورت جامع لطیفه مثالیه مقرر ساخته است و تحقیق این جواب آنست که آن صورت موقن به صورت حق نیست سبحانه در مثل بلکه در صورت مکشوف صاحب ایقان است که ایقان او بآن تعلق گرفته است و آن مکشوف بعض وجوه و اعتبارات ذات حق است سبحانه ذات حق و علا لهذا چون معامله عارف بذات میرسد جل سلطانه این قسم تخیلات پیدا نمیشود و هیچ رویت و مرئی متخیل نمیگردد و چه ذات اقدس سبحانه را در مثل صورتے کاین نیست تا آنرا بصورت مرئی وانماید و ایقان آن را بصورت وانماید با آنکه گویم در عالم مثل صور معانی است نه صورت ذات و چون عالم بتمامه مظاهر اسما و صفات است و از ذاتیت بهره ندارد چنانچه تحقیق آن را که در مواضع متعدده نموده ایم پس ناچار بتمامه از قسم معانی باشد و در مثل آنرا صورتے کاین بود و در کمالات وجوبی هر جا صفت و شان است که قیام بذات دارد از قبیل معانی است که اگر آنرا در مثال صورتے بود روا و بالیقین گنجایش دارد اما ذات او را سبحانه حاشا که در مرتبه از مراتب صورت بود و چه صورت مستلزم تحدید و تقیید است و در هر مرتبه که باشد مجوز نیست مراتب همه که مخلوق او یند سبحانه کجا گنجایش دارند که خالق را محدود و مقید سازند هر که تجویز مثال در آنحضرت جل شانه نموده است باعتبار وجوب و اعتبارات است نه باعتبار عین ذات تعالی و هر چند

تجویز مثل در وجود و اعتبارات حضرت ذات تعالی ہم برین فقیر گرانست مگر آنکہ
در ظلے از اظلال بعیدہ آن تجویز نمودہ اند ازین بیان واضح گشت کہ در عالم
مثال ارتسام صور معانی وصفات را کاین است نہ ذات تعالی را لیس کمثلہ
صاحب فصوص تجویز رویت اخروی بصورت مثالیہ نمودہ است چنانچہ گذشت
آن رویت حق نیست تعالی بلکہ رویت صورت حق ہم نیست سبحانہ چہ او را
سبحانہ صورتے نیست تا رویت بآن تعلق پیدا کند و اگر در مثل صورتے ہست
ظلے از اظلال بعیدہ او را کاین است پس رویت آن رویت حق چرا باشد پس
شیخ قدس سرہ در نفی رویت حق جل و علا از معتزلہ و فلاسفہ ہیچ کم تحاشی نمیکند
بلکہ اثبات رویت برنہجی مینماید کہ مستلزم نفی رویت است و آن ابلغ در
نفی است از صریح نفی لان الکنایۃ ابلغ من الصریح قضیہ مقررہ است اینقدر
فرق است کہ مقتدائے آن جماعت عقل شان است و مقتدائے شیخ کشف
بعید از صحت فاما کہ ادلہ غیر تامہ مخالفان کہ در متخیلہ شیخ نشستہ بود کشف او را
نیز درین مسئلہ از صواب منحرف گردانیدہ است و مائل بمذہب شان ختم
چون از اہل سنت بود صورت اثبات نمودہ است و بآن اکتفا کردہ و آن را
رویت انگاشتہ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا و تحقیق این مسئلہ دقیقہ کہ در
حل بعض از مواضع کتاب عوارف نوشتہ است نیز تحریر یافتہ است و آنچہ از اجماع
برسیدہ بودند تواند بود کہ تا آن وقت خلافے کہ شایان اعتداد باشد بظہور
نیامدہ باشد یا اجماع مشایخ اثر خود خواستہ باشد واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال
انتہی ۔

باب الاحادیث قال رسول اللہ بغیر صحت لکھنا چاہئے

زمانہ انسان پر سب سے بڑا اثر ڈالنے والا ہے وہ انسان کے خیالات اعتقادات رسم و رواج کو اپنے پوشیدہ اثرون سے جو معلوم نہین ہوتے بدلتا جاتا ہے دن وہی رہتا ہے رات وہی رہتی ہے سورج ایک ہی طرح نکلتا ڈوبتا ہے چاند ایک ہی طرح پر گہٹتا بڑہتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن چیزون سے زمانہ گنا جاتا ہے اون مین توکچہہ تغیر نہین ہوتا مگر خود انسان کے خیالات اور اوسکے معلومات مین ترقی ہوتی جاتی ہے نئے نئے علوم و فنون جو نکلتے آتے ہین اور انسان پر موثر ہوتے ہین ہی تغیر و تبدل کا باعث ہوجاتے ہین اور جو کہ وہ سب کسی نہ کسی زمانہ مین پیدا ہوتے ہین اسلیئے مجازاً زمانہ کے اثر سے اوسکو تعبیر کرتے ہین۔ ایک زمانہ یقین کا زمانہ کہلاتا ہے کہ جو بات کہی جاتی ہے گو وہ کیسی ہی عجیب ہو اوسپر سب کو یقین ہوتا ہے مگر حال کا زمانہ وہ زمانہ نہین ہے بلکہ شک کا زمانہ ہے کوئی بات ہو جبتک اوسکے ٹہیک ہونے کا ثبوت نہ پیش کیا جاوے اور اوسپر یقین نہ آوے سچی نہین مانی جاتی یہی سبب ہے کہ انسانون کی مذہب پر یا یون کہو کہ اونکے اعتقادات پر زمانہ نے سب سے بڑا اثر کیا ہے۔ اگلے زمانہ کے واعظان مذہب اسلام جو خبر یاتے تہے گو وہ کیسی ہی عجیب ہو اور گو کہ مذہب کے رو سے بہی اوسکی تصدیق نہ ہوتی ہو بمقتضاے زمانہ خود بہی اوس پر یقین کرتے تہے اور اورونکو بہی یقین دلاتے تہے بلکہ جو بات بہت زیادہ عجیب ہوتی وہ زیادہ موثر ہوتی تہی یہ خاصیت اوس زمانہ کی تہی جس کو یقین کا زمانہ کہنا چاہیئے مگر اب شک کا زمانہ ہے۔

ایسی باتین واعظان مذہب اسلام کی جنپر اگلے زمانہ مین یقین ہوتا تہا اون پر اب یقین

نہین آتا جو روائتین کتابون مین مندرج ہین یا روائتا سینہ بسینہ ہم تک ہونچی ہین اور جنکی نسبت نہین معلوم ہوسکتا کہ فی الواقع کیا بات ہوئی تہی اور کہان تک تغیر و تبدل کے ساتہہ راوی تک پہونچی ہے اون پر یقین اب نہین کیا جا سکتا ہمارے پیشوایان مذہب اس خرابی سے جو ضرور ہونیوالی تہی بے خبر نہ تہے یہودیون کا مذہب عیسائیون کا مذہب اونکے سامنے موجود تہا وہ دیکہتے تہے اور سمجہتے تہے کہ نقل حکایات و واقعات و اقوال مین کیسا کچہہ تغیر و تبدل ہوگیا ہے جسکے نسبت بجاے اسکے کہ اونپر مذہب کا اطلاق ہوسکے مذہب باطل کا اطلاق ہوتا ہے اونکو اندیشہ تہا کہ ایسا نہو کہ مذہب اسلام مین بہی یہی آفت نازل ہوا سلئے اونہون نے کوشش کی کہ نقل حکایات و واقعات اور اقوال کا طریقہ درست کیا جاوے کیونکہ وہ یقین کرتے تہے کہ ہمیشہ بغیر کسی کمی و بیشی کے اونکا نقل کرنا محالات سے ہے اور جو کیفیت و حالت اوس وقت کی تہی جبکہ وہ بات ہوئی یا کہی گئی تہی جو اوس بات سمجہنے مین نہایت موثر ہے اوسکا نقشہ سامعین کے سامنے کہینچنا ناممکن ہے پہر اوس قول کے مطلب سمجہنے مین بمقتضاے فطرت بشری کے جو غلطی ہوسکتی ہے جیسے کہ حضرت موسیٰ اشعری کو لبکاء علی المیت کا مطلب سمجہنے مین ہوئی اوسکا دور کرنا اور اختلاف آرا کا مٹانا محال علی المحال تہا اسلئے حضرت ابوبکر صدیق نے لوگون کو جمع کرکے کہا کہ تم رسول خدا صلعم کی بہت حدیثین بیان کرتے ہو اور اونین اختلاف کرتے ہو اور تمہارے بعد کے لوگ بہت زیادہ اختلاف کرینگے پس تم رسول خدا صلعم سے کوئی حدیث نہ بیان کیا کرو جو کوئی تمسے کچہہ پوچہے تو کہدو کہ ہم مین اور تمہارے درمیان مین اللہ کی کتاب یعنی قران مجید ہے ۔ ان الصدیق جمع الناس بعد وفات نبیہم فقال انکم تحدثون عن رسول اللہ صلعم تختلفون فیہا والناس بعدکم اشد اختلافاً فلا تحدثوا عن رسول اللہ شیاً فمن سئلکم فقولوا بیننا و بینکم کتاب اللہ (جلد اول تذکرۃ الحفاظ ذہبی صفحہ ۳)؛

حضرت عمر کا بہی یہی قول تہا کہ حسبنا کتاب اللہ جو نکتہ سنجیان آپ نے اس باب مین کین وہ
آگے آئینگی - یہان تک کہ یک دفع اونہون نے بڑے عالم اور فقیہہ تین صحابیون کو یعنی
ابن مسعود ابو درداؤ اور ابو مسعود انصاری کو اسلئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت
سی حدیثین روایت کیا کرتے تہے قید کر دیا ان عمر حبس ثلثہ ابن مسعود و ابا درداؤ ابا مسعود الانصاری
فقال اکثرتم الحدیث عن رسول اللہ علیہ وسلم (جلد اول تذکرۃ الحفاظ ذہبی صفحہ ۷) حضرت
ابو بکر اور حضرت عمر کے بعد جو زمانہ آیا اور جسمین مشاجرات صحابہ واقع ہوئین وہ روایات
پر بڑا بد اثر ڈالنے والا تہا پہر زہاد و شایقین فی الخیرات پیدا ہوئے اور اونکو بہی زہد
و ریاضت و عبادت پر ترغیب دلانیکو اور قیامت کے عذاب کا ڈر جتلانیکو روایات
ضعیف اور موضوع کے رواج پر مائل ہو گئے - اور چہوٹے چہوٹے اعمال سے جنت
و فردوس کے ملنے اور ادنی ادنی معصیت پر جہنم و دوزخ مین داخل ہونیکا وعظ کرنے لگے
یہ سب رطب و یابس کتابون مین جمع ہو گیا ہے اور اس زمانہ مین جو شک کا زمانہ ہے ہم تک
پہونچا ہے جو کچہہ ہونا تہا وہ ہو چکا اب افسوس سے مٹتا نہین مگر اب یہ نکرنا چاہئے کہ اوس رطب
و یابس کو جو بلا تمیز نیک و بد کے موجود ہے مذہب اسلام اور اوسکی ہدایت سمجھکر مدار
اسلام اور عین مذہب اسلام قرار دین بلکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ جو حدیثین روایتاً و درایتاً
صحیح ہون اونکو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرین اور روایات ضعیف و موضوع
اور اقوال شایقین فی الخیرات کو مذہب کا جزو نہ قرار دین اور قال رسول اللہ جب کہین تو
پہلے غور کر لین کہ ہم کسکی طرف منسوب کرتے ہین اور اوس سے کیا اثر و نتیجہ ہوگا جو روایتین
عالمون اور زاہدون نے کتابون مین لکہی ہین اونکو جب تک جانچ نہ لین انحضرت کی طرف
منسوب نہ کرین کیونکہ اس تقلید سے اوس وعید سے محفوظ نہین رہ سکتے جو غلط روایتون کے

منسوب کرنے کے باب مین ہین
مثل قرآن شریف کے انحضرت حدیثون کو نہین لکہاتے تہے یہ بڑی دلیل اس بات کی ہے کہ انحضرت ضرورت حدیثون کے قلمبند کرنیکی نہین سمجہتے تہے صحیح مسلم مین روایت ہے کہ فرمایا انحضرت سنے لاتکتبوا عنی شیئا الا القران ومن کتب عنی شیئا غیر القران فلیمحوہ ۔ اس ممانعت سے یہ مقصود تہی انحضرت کا معلوم ہوتا ہے کہ قران کے لکہے ہوئے پرچون اور حدیث کے لکہے ہوئے پرچون مین اختلاط نہو جاوے ۔ اصحاب کو جب ضرورت ہوتی تہی خود انحضرت سے دریافت کر لیتے تہے پس اونکو حدیثون کے لکہہ لینے کی ضرورت بہی نہ تہی ۔ یہی وجوہ تہے کہ اصحاب حدیثون کے لکہنے کے مخالف تہے پس انحضرت و اصحاب و تابعین کے زمانہ مین حدیثین قلمبند نہین ہوئین ۔ البتہ انحضرت نے زبانی حدیثون کی روایت کرنیکی ممانعت نہین کی تہی بلکہ اس شرط کے ساتہہ ہدایت کی تہی کہ صحیح صحیح روایت کیجاوے جیسا کہ ابن مسعود کہتے ہین کہ مین نے انحضرت سے سنا آپنے فرمایا کہ خدا اوس شخص کو سیراب کرے جس نے مجہہ سے کوئی بات سنی اور اوسکو اوسیطرح دوسرون کو پہونچایا جیسے کہ مجہہ سے سنا تہا الحدیث اور اوس زمانہ مین فن تصنیف عرب مین محض ابتدائی حالت مین تہا اسلئے ہی حافظہ بہترین مخزن خیال کیا گیا تہا حدیثین تین قسم کی ہو سکتی ہین اول مطابق قران دوسری مفسر قران تیسری متعلق اون امور کے جنکا قران مین ذکر ہو ۔ جو مطابق قران کے ہین محض عمل کرنیکے لئے اونکے محفوظ رکہنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ بہ نسبت اونکے قران پر عمل کرنا اولی و ضرور ہے لیکن ایسی حدیثونکا جمع کرنا انحضرت کی محبت و دیگر ضروریات وغیرہ کے لئے ہے ۔

اور جو مفسر قران ہون اونکی دو صورت ہو سکتی ہین یعنی یا تو ایسی مفسر ہون کہ بغیر اونکے قرانکے

معنی سمجھہ مین آنا غیر ممکن یا عسیر ہو تو اسطرح تو ہونا محال ہے ورنہ معاذ اللہ قران کے
طرز بیان مین نقص تسلیم کرنا پڑیگا اور یا اس قسم کی مفسر ہون کہ اونکے معلوم ہونے سے
قرآن کے مطلب کی تائید ہوتی ہو اس قسم کی حدیثونکو محفوظ رکھنا بہی واجب نہین ہو سکتا
البتہ اولی ہوگا لیکن یہ بات قابل خیال ہوگی کہ آنحضرت نے ایسی تفسیر کی ہے یا نہین اور
اگر کی ہے تو کسقدر اور قران کی تفسیر مین جب اصحاب مین اختلاف آرا ہوتا تہا اور ایک ہی
آیت کے دو معنی نکل سکتے تہے تو اوسوقت آپکا کیا طریقہ تہا - حدیثون کے مفسر قران
ہونیکی تیسری قسم یہی ہے بشرطیکہ اوسکو مفسر قران کہہ سکین یعنی اونسے ارکان اون اعمال
کے معلوم ہون جنکے کرنیکے بابت قران مین حکم تو ہین مگر یہ کہ کسطرح اور کس ارکان سے
وہ ادا ہون اونکا ذکر نہین جیسے ارکان صلوۃ وغیرہ اوسکی نسبت بہی میری رائے مین
حدیثون کو قلمبند کرنا ضرور نہین تہا بلکہ حق تو یہ ہے کہ وہ اون متواتر اعمال و زبانی روایتون سے
بخوبی معلوم ہو سکتے ہین جو ہر زمانہ مین ہوتا چلا آیا ہو اور اسوجہ سے بہی اونکو قران مین مقرر نہین
کیا اور حدیثون مین حکما قلمبند نہین کرایا گیا تاکہ وسعت باقی رہے - تیسری قسم کی حدیثین
متعلق اون امور کے ہین جنکا ذکر قران مین نہین ان حدیثون کی نسبت سب سے زیادہ
یہ امر غور طلب ہے کہ اگر اونپر کسی اعتقاد کی بنیاد قایم کرنیکا مقصد شارع کا تہا تو وہ قلمبند
کیون نہین کرا دی گئین جیسا کہ قرآن لکہا جاتا تہا اور اگر زبانی روایتون کو اوسکے لئے
شارع نے کافی سمجہا تو آیا اونمین صحیح کو غلط سے کسطرح تمیز کرنا چاہئے - اور جبکہ آنحضرت
خود ہی حدیثون کے نہ لکہانے مین بہتری سمجہتے تہے تو ہمارے خیال مین جو معقول
اثر اوسکے قیاس پر حدیثون پر پڑے اوسکو خوشی سے ہر مسلمان کو قبول کرنا چاہئے آنحضرت کے
جملہ اقوال و افعال کو لکہنا فی الحقیقت مالایطاق تہا لیکن اگر فی الحقیقت کسیقدر کی ضرورت

نہی تو وہ لکہا جا سکتا تہا اگر مختلف اشخاص کو اجازت ندیجاتی تو خاص شخصون کو ہدایت کیجا سکتی تہی۔

محض دلیل نقلی مفید یقین نہین

دلیل سے وہ مقدمات مراد ہوتے ہین جو اخذ نتیجہ کے لئے خاص طریق پر ترکیب دیجاتے ہین اور اوس ترکیب سے بمقتضاے مقدمات نتایج منتج ہوتے ہین۔ متکلمین نے دلیل کی تین قسمین کی ہین اول دلیل عقلی جو محض عقل پر منحصر ہو اور نقل کو اوسمین کچہہ دخل نہو دوسری دلیل نقلی جو محض نقل پر منحصر ہو مگر اوس کا ثبوت بہی عقل سے ہوتا ہے کیونکہ قایل یعنی نبی کے صادق القول ہونے پر جو چیز دلالت کرتی ہے اوسکا امتحان بہی عقل سے کیا جاتا ہے ورنہ اگر دلیل نقلی کا ثبوت بہی نقل پر موقوف ہو تو دور یا تسلسل ناجایز لازم آتا ہے۔ دلیل کی تیسری قسم دلیل مرکب ہے جو عقل اور نقل دونون پر موقوف ہو اور متکلمین اپنی اصطلاح مین اوسی کو دلیل نقلی کہتے ہین متکلمین کے نزدیک دلایل کے مقدمات جن مطالب پر مشتمل ہوتے ہین اونکی بہی تین قسمین ہین اول وہ مطالب جنکا عقلاً نہ ثابت ہونا اور نہ رد کرنا ممتنع ہے مثلاً کوئی شخص کسی جگہہ بیٹہا ہو اوسکا ثبوت محض نقل پر موقوف ہے جبکہ ہماری عقل اور ہماری حواس سے یہ واقعہ معلوم نہین ہوسکتا اور اوسکی صحت قایل کی راستی پر موقوف ہے متکلمین نے جنت و نار عذاب و صواب کے حالات کو اس قسم مین داخل کیا ہے کہ اونکی صحت محض پیغمبرون کے اقوال پر موقوف ہے دوسرے وہ مطالب ہین جنپر نقل کی صحت کا مدار ہے جیسے خدا کا وجود ان مطالب کا ثبوت عقل سے ہوتا ہے ورنہ نقل سے دور ناجایز لازم آتا ہے۔

تیسرے وہ مطالب ہین جنپر نقل کی صحت کا مدار نہین ہے جیسے کائنات کا حدوث کیونکہ نقل کی صحت کا مدار کائنات کے حدوث پر نہین ہے اسلئے کہ خدا کا وجود حدوث کے سوا اور دلایل سے بہی ثابت ہوسکتا ہے پہر اوسکا عالم و قادر اور مختار ہونا ثابت ہوسکتا ہے پہر ثابت

کیا جاسکتا ہے کہ خدا اپنے بندون کی ہدایت کے لئے رسولون کو بہیجتا ہے اسکے بعد رسالت
کی امارات اور اونسے رسولون کے صادق القول ہونے پر استدلال ہوسکتا ہے پہر اونکے
اقوال سے کائنات کا حادث ہونا ثابت ہوسکتا ہے پس یہ مطالب ایسے ہین جنکا ثبوت عقل
سے ممکن ہے کیونکہ کوئی دلیل عقلی اونکے برخلاف نہین ہے اور اونکا ثابت کرنا عقل سے
بہی ممکن ہے کیونکہ نقل کا مدار ان مطالب پر نہین ہے ۔

دلیل نقلی سے جس مطالب کو ثابت کرنا منظور ہو اوسکا یقینی اور قطعی ثبوت دلیل نقلی سے
ہوجاتا ہے یا نہین ۔ اس مین علماے متکلمین کی رائین مختلف ہین علماے معتزلہ اور اشاعرہ
تو کہتے ہین کہ دلیل نقلی مفید یقین نہین ہے کیونکہ دلیل نقلی کا مفید یقین ہونا اول اس بات
کے جاننے پر موقوف ہے کہ آنحضرت سے جو الفاظ منقول ہوئے ہین وہ اون معانی اور
مطالب کے مقابل حقیقتاً یا مجازاً وضع ہوئے ہین جو ہم مراد لیتے ہین + دوسرے اس
بات کا جاننا بہی ضروری ہے کہ آنحضرت نے اون الفاظ سے وہی معنی مراد لئے ہین جو اونکے
مقابل وضع ہوئے ہین پہلی بات کا جاننا تو علم لغت پر جس سے الفاظ کے مادے اور اونکے
معین اور مخصوص معانی معلوم ہوتے ہین اور علم نحو پر جس سے مرکب صورتون کے معنی سمجہے
جاتے ہین اور علم صرف پر جس سے مفرد الفاظ کے معنی سمجہ مین آتے ہین موقوف ہے ۔ اور
ان ہرسہ علوم کے اصول کی بنا روایت احاد پر ہے اسلئے کہ اہل عرب کے اشعار و امثال
اور اقوال سے ان ہرسہ علوم مین سند دیجاتی ہے ۔ اور اہل عرب کے اشعار و امثال اور
اقوال کے راوی چند اشخاص ہین جیسے اصمعی ۔ سیبویہ ۔ خلیل ۔ فرا ۔ وغیرہ جنکی روایتین روایات
احاد سے زیادہ رتبہ نہین رکہتین ۔ اور اگر یہ تسلیم بہی کیا جائے کہ یہ روایتین صحیح ہین تاہم اہل عرب
سے خطا ہونا ناممکن نہین ہے مثلاً شعراے جاہلیت مین سے امرء القیس کے کلام پر جو بڑے

رتبہ کا شاعر سمجھا گیا ہے اور سبعہ معلقہ کا ایک قصیدہ اوسی کا ہے جو نہایت درجہ کا فصیح و بلیغ خیال کیا جاتا ہے امام باقلانی نے اپنی کتاب اعجاز القران مین نکتہ چینی کی ہے اور اونکے بعض اعتراضات بالکل صحیح ہین اسیطرح اوسکے کلام مین کئی مقامات پر اعتراض ہوسکتے ہین پس ہر سہ علوم مذکورہ بالا کے اصول روایت احاد پر مبنی ہین اور اونکے فروع اور جزئیات کی بنا قیاس اور روایت احاد دونون ظنی ہین -

دوسری بات کا جاننا یعنی اس بات کا جاننا کہ ان الفاظ سے کونسے معنی موضوع لہ مراد لئے گئے ہین اول اس بات کے جاننے پر موقوف ہے کہ ان الفاظ کے وہ معانی جو آنحضرت کے زمانہ مین اون الفاظ سے سمجھے جاتے تھے ہمارے زمانہ مین بدل نہین گئے ہین بلکہ جو معانی اون الفاظ سے ہم سمجھتے ہین وہ بعینہ وہی معنی ہین جو آنحضرت کے زمانہ مین سمجھہ مین آتے تھے دوسرے اس بات کے سمجھنے کے لئے کہ آنحضرت نے اون الفاظ سے ٹہیک وہی معنی مراد لئے تھے جو اوسکے لئے موضوع ہین اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ وہ الفاظ مشترک المعنی نہین ہین یعنی ایسے الفاظ نہین ہین جنکے متعدد معنی ہین - کیونکہ اس صورت مین ممکن ہے کہ جو معنی ہمنے سمجھے ہین وہ آنحضرت نے مراد نہ لئے ہون -

تیسرے اس بات کا جاننا بھی نہایت ضروری ہے کہ اون الفاظ سے کوئی مجازی معنی مراد نہین ہین کیونکہ اگر ایسا ہے تو ممکن ہے کہ ہم نے اون الفاظ کے معنی حقیقی مراد لئے ہون اور آنحضرت کی مراد اون الفاظ سے معنی مجازی ہون یا اسکے برعکس ہماری سمجھہ مین اون الفاظ کے معنی مجازی آئے ہون اور آنحضرت نے معنی حقیقی مراد لئے ہون -

چوتھے اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ اس کلام مین جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ آنحضرت سے منقول ہے کچھہ مضمر نہین ہے کیونکہ اگر کچھہ مضمر ہے تو ممکن ہے کہ آنحضرت نے وہ معنی مراد

نہ لئے ہون جو ہماری سمجھ مین آئے ہین جیسے" اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا"
یعنی اپنی لکڑی پتہر پر مار موسی نے پتہر پر اپنی لکڑی ماری اور اوس سے بارہ چشمے جاری ہوگئے
اس آیت مین فانفجرت سے پہلے فضرب موسی بعصاہ الحجر یعنی موسی نے پتہر پر اپنی لکڑی
ماری مضمر ہے - پانچوین آنحضرت کی مراد سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ ان الفاظ
سے خاص معنی مراد نہین ہین کیونکہ اگر انمین تخصیص پائی جاتی ہے تو ممکن ہے کہ آنحضرت کی
مراد ان الفاظ سے وہ عام معنی نہ ہون جو ہم سمجھے ہین بلکہ اس معنی کا ایک جزو مخصوص مراد ہو
چھٹے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ ان الفاظ مین تقدیم و تاخیر نہین ہے کیونکہ مقدم و
موخر ہوجانیکی حالت مین یہ ممکن ہے کہ جو معنی ہمنے مراد لئے وہ آنحضرت کو مقصود نہ ہون اور
چونکہ یہ چہہ احتمال اکثر کلام مین نکل سکتے ہین اوس کلام کی نسبت جو آنحضرت کی طرف منسوب
کیا جاتا ہے یقین نہین کرسکتے کہ اوس مین یہ پہلو موجود نہین ہین غایت مافی الباب یہ گمان
کرسکتے ہین کہ شاید اوسمین موجود نہ ہون -

امور مذکورہ بالا کے سطے ہوجانے کے بعد اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ دلیل نقلی
جس مطلب پر دلالت کرتی ہے اوسکے برخلاف کوئی دلیل عقلی متناقض نہین ہے کیونکہ
اگر کوئی دلیل عقلی قطعی دلیل نقلی کے برخلاف پائی جاوے تو دلیل نقلی پر دلیل عقلی کو ترجیح
دیجائیگی - اور اس دلیل نقلی کے معنی مین تاویل کیجائیگی - جیسے الرحمن علی العرش استوی
یعنی خدا تخت پر بیٹھا اس آیت مین لفظ استوی سے اگر بیٹھنا مراد لیجاوے تو دلیل عقلی سے
جو اسکے برخلاف ہے یہ ثابت ہے کہ خدا کے لئے بیٹھنا محالات سے ہے پس استوی
سے غلبہ یا استوی علی العرش سے حکومت مراد لی جائیگی اور دلیل عقلی کو دلیل نقلی پر جب کہ
دونون مین تعارض ہو اسلئے ترجیح دیتے ہین کہ نہ ان دونون پر عمل کرنا ممکن ہے نہ دونون کی

نقیضوں پر کیونکہ جسطرح اجتماع نقیضین محال ہے اسیطرح ارتفاع نقیضین بھی محالات سے ہے اور اگر نقل کو عقل پر ترجیح دیجاوے تو گویا ہم اصل کو فرع سے باطل کرتے ہین کیونکہ نقل کا ثبوت خود عقل سے کیا جاتا ہے یہ ظاہر ہے کہ خدا کا وجود انبیا کی نبوت اور تمام وہ چیزین جنپر نقل کی صحت کا مدار ہے بغیر عقل کی مدد کے ثابت نہین ہو سکتین پس عقل اصل ہے اور نقل اوسکی فرع اگر ہم نقل کو عقل پر ترجیح دینگے تو گویا اصل کو فرع سے باطل قرار دینگے اور جب فرع سے اصل کو باطل کردیا تو خود فرع بھی باطل ہوجائیگی کیونکہ اس صورت مین نقل کی صحت اوس عقل پر موقوف ہوگی جسکا فاسد اور باطل ہوجانا جایز ہے پس نقل کی صحت بھی یقینی نہ ہوگی اور نقل کے صحیح ثابت کرنے سے جبکہ ہم نے نقل کو عقل پر مقدم کیا اوسکا غلط ہونا لازم آئیگا اور جب کسی شے کا ثبوت اوسکے ابطال کا باعث ہو تو وہ شے اپنی ہی متناقض ہوتی ہے اور اسی لئے باطل اور محال ہوتی ہے کیونکہ اگر ایسا ہونا ممکن ہو تو اجتماع نقیضین بھی ممکن ہوگا اور جب اون دونون دلیلون پر اور اونکے نقیضون پر عمل کرنا اور دلیل نقلی کو دلیل عقلی پر ترجیح دینا ناممکن ہے تو ضرور ہے کہ دلیل عقلی کو دلیل نقلی پر مقدم سمجھا جاسے اور یہی ثابت کرنا مطلوب تھا۔

جب دلیل عقلی اور دلیل نقلی مین تعارض ہو تو یہ شبہہ دلین پیدا ہو سکتا ہے کہ اس صورت مین کیون نہ دونون مین سے کسی پر بعینہ عمل کرنے مین توقف کیا جاوے تا کہ یہ محالات لازم نہ آئین لیکن یہ شبہہ غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کوئی عقلی اور قطعی دلیل نقلی دلیل کے مخالف موجود نہین ہے دلیل نقلی مفید یقین نہین ہو سکتی نیز اوس صورت مین توقف کرنا گویا اس بات کو تسلیم کرنا ہے کہ عقلی اور قطعی دلیل مین خطا کا احتمال ہے اور اسوقت دلیل نقلی دلایل عقلیہ مین ہی حجت قطعی نہین ہو سکتی پس دلیل نقلی کے مفید یقین ہونیکے

لئے اس بات کا جاننا نہایت ضروری ہے کہ کوئی قطعی دلیل عقلی اسکے برخلاف نہین ہے لیکن ایسی قطعی اور عقلی دلیل کا نہ پایا جانا یقینی نہین ہے غایت مافی الباب یہ ہے کہ ہمکو دلیل عقلی کے بدرجہ غایت تفتیش کرنے سے کوئی قطعی اور عقلی دلیل اسوقت تک ایسی نہین ملی ہے جو کسی دلیل نقلی مانحن فیہ کے مخالف اور متناقض نہین ہے مگر اس سے یقین نہین ہو سکتا کہ حقیقت مین اوس دلیل نقلی کے برخلاف کوئی عقلی اور قطعی دلیل موجود نہین ہے ممکن ہے کہ ہو اور ہمکو اوسپر اطلاع نہ ہو۔

پس اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دلایل نقلی کا اپنے معانی پر دلالت کرنا امور مذکورہ بالا پر جو سراسر ظنی ہین موقوف ہے اسی لئے کوئی دلیل نقلی جب تک کہ مراتب مذکورہ بالا اوسکی نسبت طے نہ ہو جاوین ہرگز مفید یقین نہین ہو سکتی۔

اشاعرہ اور معتزلہ کے سوا بعض متکلمین کا یہ مذہب ہے کہ دلیل نقلی مفید یقین ہے مگر اون کے دلایل اسقدر کمزور ہین کہ اونپر کسیطرح اعتماد نہین ہو سکتا بعد بیان اس امر کے کہ محض دلیل نقلی مفید یقین نہین ہم کہتے ہین کہ عقل اور نقل مین مخالفت نہین ہو سکتی اس مقام پر نقل سے مراد وہ امور ہین جو قرآن مجید اور قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسکی پوری طور پر صحت ہو گئی ہو پائے جاتے ہون اور عقل سے وہ امور مراد ہین جو مباحث عقلی اور امور محققہ سے بخوبی بقدر طاقت بشری صحیح ثابت ہو گئے ہون۔ کیونکہ خدا کا کلام اور خدا کے کام مین کبھی مخالفت نہین ہو سکتی۔ اسباب مین اور عالمون کے اقوال نقل ہوتے ہین تاکہ اونکی رایونکا نتیجہ معلوم ہو جاوے۔ سو اگر کوئی کہے کہ جب یقینی دلیل عقلی سمعی دلیل کے خلاف ہو تو دونون مین سے ایک کو مقدم کرنا ناگزیر ہوگا پس اگر سمعی دلیل مقدم کیجاوے تو اصل کے خلاف ہوگا اور عقلی دلیل مقدم کیجاوے تو رسول کو جھٹلانا لازم آویگا ایسی بات مین جسکی نسبت اضطرار علم ہے کہ رسول نے

فرمایا ہے اور یہ کھلا ہوا کفر ہے پس اسبات کا اونکو جواب دینا چاہئے اور جواب یہ ہے کہ یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی یقینی عقلی دلیل سمعی دلیل کے خلاف ہو پس ظاہر ہو گیا کہ جس بات پر یقینی سمعی دلیل قایم ہو محال ہے کہ یقینی عقلی دلیل اوسکے خلاف ہو۔

فلو قال قایل اذا قام الدلیل العقلی القطعی علی مناقضته ہذا (السمعی) فلا بد من تقدیم احدہما فلو قدم ہذا السمعی قادح فی اصلہ وان قدم العقلی لزم تکذیب الرسول فیما علم بالاضطرار انہ جاء بہ وہذا ہو الکفر الصریح فلا بد لہم من جواب عن ہذا و الجواب عنہ انہ یمتنع ان تقوم عقلی قطعی ینا قض ہذا فتبین ان کلما قام علیہ دلیل قطعی سمعی یمتنع ان یعارضہ قطعی عقلی (کتاب العقل والنقل لابن تیمیہ صفحہ ۱۹ نسخہ قلمی)

اور ہمکو پورا یقین ہے کہ جس بات پر دلیل ہو اور ظاہر شرع اوسکے خلاف ہو تو وہ ظاہر عربی کے قانون تاویل کے موافق قابل تاویل ہوگا اور یہ قصہ ہے جسمین کسی مسلم اور مومن کو شک نہین ہو سکتا اور اوس شخص کو اس فقہ کا یقین کتنا بڑھ جاتا ہے جسنے اوسکی مشق اور تجربہ کیا ہو اور معقول اور منقول مین جمع کرنا چاہا ہو۔ بلکہ ہمتو کہتے ہین کہ جب کوئی ظاہر شرع اسبات کے خلاف ہو جسپر دلیل قایم ہو چکی ہے تو ایسا نہین ہے کہ جب شرع کا لحاظ کیا جاوے اور اوسکے تمام حصو نمین تلاش ہو تو شرع کے لفظو نمین ایسا ظاہر نہ ملے کہ اوس تاویل کے موافق ہو جو ظاہر شرع کی تاویل کی ہے اگر بعینہ ایسا نہو گا تو اوسکے قریب ہوگا۔

ونحن نقطع قطعًا ان کل ما ادی الیہ البرہان وخالفہ ظاہر الشرع ان ذلک الظاہر یقبل التاویل علی قانون التاویل العربی وہذہ القضیہ لا یشک فیہا مسلم ولا یرتاب بہا مومن وما اعظم ازدیاد الیقین بہا عند من زاول ہذا المعنی وجربہ وقصد ہذا المقصد من الجمع بین المعقول والمنقول بل نقول انہ ما من منطوق بہ فی الشرع مخالف بظاہرہ لما ادی الیہ البرہان الا

اذا اعتبر الشرع وتصفحت سایر اجزایه وجد فی الفاظ الشرع ما یشهد بظاهر لذلک التاویل او یقارب ان تشہد (کتاب فصل المقال وتقریر ما بین الشریعة والحکمة من الاتصال لابن الرشد)

اور شریف مرتضی علم الہدی کہتے ہین کہ اعتقادات مین بس ادعی باتو نپر اعتماد کرنا چاہئے جو دلیلون سے اثباتاً یا نفیاً ثابت ہون پس جبکہ دلیلین کسی بات پر دلالت کرین پس واجب ہے کہ جو خبرین ظاہر مین اوس بات کے خلاف ہون اون خبرون کو ہم اوس بات کی طرف کھینچ لاوین اور اوس سے مطابق کردین اور اون خبرون کے ظاہر کو چھوڑ دین او مطلق ہون تو شرط لگا دین اور عام ہون تو خاص کردین اور مجمل ہو تو تفصیل کردین اور جس راہ سے ہو اون خبرون مین اور دلیلو نمین مطابقت کردین۔ اور جب ہم قران کے ظواہر کی نسبت جنکی صحت یقینی ہے اور جسکا نازل ہونا قطعی ہے ایسا کرتے ہین تو اخبار احاد کی بات جو علم اور یقین کا موجب نہین ہوتین ایسا کرنے مین کیون رکین گے پس جب تجھپر خبرین وارد ہون تو اونکو دلیلون سے مقابلہ کر اور جو مقتضا دلیلونکا ہو اون خبرون کی نسبت وہی برتاو کر اور اگر اونکی تاویل اور نکالنا اور راہ پر لانا نہ ہو سکے تو سواے گرا دینے خبرون اور اونکی تصریح چھوڑ دینے کے کیا چارہ ہے اور اگر ہم ان باتو نپر اقتصار کرین تو اون لوگو نکو جو تامل اور فکر کرتے ہین کافی ہوگا۔ اعلم ان المعول فیما یعتقد علی ما تدل الادلة علیه من نفی واثبات فاذا دلت الادلة علی امر من الامور وجب ان نبنی کل وارد من الاخبار اذا کان ظاہره بخلافه علیه ونسوقه الیه ونطابق بینه وبینه ونخلی ظاہرا ان کان له ونشرط ان کان مطلقا ونخصه ان کان عاما ونفصله ان کان مجملا ونوفق بینه وبین الادلة من کل طریق۔ اقتضی الموافقة وال الی المطابقة واذا کنا نفعل ذلک ولا نحتشم فی ظواہر القران المقطوع علی صحته المعلوم وروده

فکیف نتوقف عن ذلک فی اخبار احاد لاتوجب علماً لا تثمر یقیناً فمتی وردت علیک اخبار فاعرضها علی ہذہ الجملۃ وابنہا علیہا وافعل فیہا ما حکمت بہ الادلۃ واوجبتہ الحجج العقلیۃ وان تعارض فیہا بناء وتاویل وتخریج وتنزیل فلیس غیر الاطراح لہا وترک التصریح علیہا ولو اقتصرنا علی ہذہ الجملۃ لاکتفینا فیمن یتدبر ویتفکر (درر غرر شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ)

اور حق یہی ہے جو شریف نے لکہا کیونکہ دلایل نقلی کو بہی جو معارض ہونگے عقلی سے بچاینگے اور بجز تحقیق وتدقیق کے کوئی دوسری راہ حق پر پہونچنے کی نہین ہے۔ اور عقل کو نقل مین بہی رہنمائی نہ کرین تو دونون مشتبہ ہونگے پس مخالف عقل کے ہونا ہی دلیل غلط ہونے اوس نقل کی ہے۔

مسایل واحکام شرعیہ کے متعلق اسلام مین دو فریق ہین ایک کا خیال یہ ہے کہ شرعی احکام کی مصلحت واقتضاے عقل پر مبنی نہین ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حسن وقبح اشیا عقلی نہین ہے دوسرے فریق کی یہ راے ہے کہ تمام احکام مصالح پر مبنی ہین جنمین سے بعض کی مصلحتین خود شارع کے کلام سے پائی جاتی ہین بعض ایسے ہین جو ادنیٰ دقت نظر سے شارع کے کلام سے معلوم ہوسکتے ہین اور بعض ہمکو عقلاً معلوم ہوسکتے ہین اور جنکی مصلحت ہمکو معلوم نہین وہ بہی مصالح سے خالی نہین ہے اس اختلاف نے حدیثونکی روایت پر مختلف اثر پیدا کئے بعض لوگ جب کسی حدیث کو سنتے تہے تو صرف اسقدر دیکہہ لیتے تہے کہ اوسکے روات ثقہ ہین یا نہین اگر اونکے خیال کے مطابق روات قابل صحت ہوئے تو بس اونکو کوئی بحث نہ ہوتی تہی دوسرا فریق جو حسن وقبح عقلی کا قایل تہا یہ بہی دیکہتا تہا کہ جو مسئلہ خواہ عقیدہ حدیث سے مستنبط ہوتا ہے وہ عقل ومصالح کے موافق ہے یا نہین اگر نہین ہوتا تہا تو وہ حدیث کی زیادہ تنقید وتحقیق اور تدقیق کی طرف مایل ہوتے تہے اور دیکہتے تہے کہ روایت فہم ودرایت کے لحاظ سے کس پایہ

رکہتی ہے روایت باللفظ ہے یا بالمعنی بموقع حدیث کا کیا تہا کون لوگ مخالف تہے
کیا حالت تہی غرض کہ اس قسم کے اسباب و وجوہ پر غور کرتے تہے پیچہے سے نہین بلکہ بطرز
تحقیق خود صحابہ کے وقت سے قایم ہوچکا تہا ابن ماجہ و ترمذی مین ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے
آنحضرت سے روایت کی الوضوء مما تغیرت النار یعنی جس چیز کو آگ نے متغیر کردیا ہو اوسکے استعمال
سے وضو ٹوٹ جاتا ہے عبد اللہ ابن عباس موجود تہے اسپر بولے تو گرم پانی کے استعمال سے
بہی وضو لازم آتا ہے ابوہریرہ نے کہا کہ اے برادر زادہ جب رسول اللہ سے کوئی روایت
ہو تو اوسپر مثالین نکہو لیکن عبد اللہ ابن عباس اپنی رائے پر قایم رہے اسیطرح اور بہی وہ تہین
ہین امام غزالی عضد الدین ابن سلام وغیرہ امام ابوحنیفہ کی طرح حسن و قبح شرعی کو عقلی جانتے
تہے اور اونکی کتابین اس بحث کے لئے عمدہ کتابین ہین۔ معتزلین اور اشاعرہ کا بہی یہی سبب ہے

دنیاوی احکام کا نیچر دینی احکام سے مختلف ہے لہٰذا

تشریعی اور غیر تشریعی احکام مین فرق چاہئے

لوگون کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ امور معاشرت کو جو عمدہ معلوم ہون بطور مذہبی مسائل کے مذہب
مین شامل کرلینا اونکے دوامی استحکام اور دوامی عملدرآمد کا باعث ہوتا ہے مگر وہ نہین سمجہتے
کہ دینی احکام کا نیچر دنیوی احکام کے نیچر سے بالکل مختلف ہوتا ہے دینی احکام جو روحانی تمدن
سے علاقہ رکہتے ہین دوامی اور ناقابل تبدیل ہوتے ہین کیونکہ انسان کی روح جس نیچر پر مخلوق
ہوئی ہے اوس نیچر مین تغیر و تبدل نہین ہوسکتا برخلاف امور معاشرت و تمدن کے جو روز بروز
تبدیل ہوتے جاتے ہین پس وہ شامل احکام مذہبی کے نہین ہوسکتے جو ناقابل تبدیل ہین اونکو
مذہبی احکام مین داخل کرنا ہی اونکی بربادی کا باعث ہے دنیا آگے بڑہی چلی جاتی ہے اور

خدا کی صنایع وبدایع روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہین اسلیئے معاشرت مین بھی تغیر ہوناچاہئے
پس پُرانی لکیر کے پیٹنے سے جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے یہ اصول ایسے ہین جنسے کوئی انکار نہین کرسکتا
اور نہ انکار کی وجہ کافی ہے جو اوسکے خلاف کرتے ہین وہ خود برباد ہوتے ہین اور اونکو مستحکم
نہین کرسکتے ہمارے اس قول کی دلیل دنیا کے تمام قومونکی تاریخ مین پائی جاتی ہے عیسائی
تومین جواب دنیا مین نہایت اعلیٰ درجہ کی خیال کیجاتی ہین جب تک اس خیال مین مبتلا
رہین روز بروز ذلیل وخوار ہوتی گئین ہندو جو ایک زمانہ مین دنیا کے سربرآوردہ قومون مین
تھے اسی آفت سے تباہ وبرباد ہوگئے مسلمان بھی ایک زمانہ مین اچھے تھے اسی بدبختی مین
مبتلا ہوگئے خدا کی کبھی یہ مرضی نہین ہوسکتی کہ علم وصنایع جو انسان پر روز بروز ظاہر ہوتے جاتے
ہین اونسے انسان فائدہ نہ اُٹھاوے اور دنیاوی امور کا الہامی کتب خصوصًا قرآن مین
بیان ہونا اس بات کی دلیل نہین ہوسکتی کہ دنیاوی معاملات بھی مذہب مین داخل ہین بلکہ
جب حقیقت وحی کی سمجھ لی جاوے تو صاف ذہن مین آجاتا ہے پس دنیاوی مسائل
کو مذہب مین شامل کرنا اونکی بربادی کا سبب ہے اور ایسے اصول ہین جنسے کسی کا دل
انکار نہین کرسکتا گو زبان انکار کرے اور جو اوسکے خلاف ہین وہ اوسکو برباد نہین کرسکتے
بلکہ اگر اوسکی مخالفت کو جزو مذہب قرار دیتے اور تہذیب وشایستگی برتنے والیکو کافر
بناتے ہین تو خود اپنے مذہب کو برباد کرتے ہین جسکا وبال اونہی پر ہے۔

یہ ایک قدرتی بات ہے کہ جو شخص درجہ اعلیٰ رکھتا ہے اور اوسکی نیکی ودیانت وعقل وذہانت
مسلم ہوتی ہے تو ضرور اوسکے پیرو ہر ایک بات اوسکے سامنے لاتے اور ہدایت اور مشورہ
چاہتے ہین انبیا علیہ السلام کا مقصود روحانی اخلاق کی تکمیل اور اون دینوی باتون کے
امرونہی کی ہدایت بھی تھی جنکا اثر روحانی واخلاقی ترغیب پر پہونچتا تھا لیکن لوگون کو دنیاوی

امور مین بہی اونکی ہدایت کی رغبت ہوتی تہی اسلئے جب اونکے سامنے وہ باتین جو اونکے منصب کا جزو نہ تہین لائی جاتی تہین تو اونکو اوسمین بہی مجبوراً مشورہ دینا پڑتا تہا اور ربانی مذاہب پیغمبر جسکو درحقیقت روحانی اصلاح مقصود تہی اپنے منصب سے فروتر درجہ اختیار کرکے دنیاوی امور مین بہی مشورہ دیتا تہا اور بمقتضاے مصلحت وقت کے دنیاوی احکام مین بہی جنسے روحانی احکام کو علاقہ بہی نہ تہا راے دیتا تہا موجودہ توریت کے پڑہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے تمام ڈینوی احکام مثل ایک انسان کے احکام کے ہین جو بصلاح بعض دانشمندون کے اور بطور انتظام مناسب وقت وحالات قوم کے دئے گئے ہین حضرت موسیٰ کے حال پر خیال کرو کہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کثیر کو جنکے اخلاق وعاوات مدت دراز تک غلامی کی حالت مین رہنے سے خراب ہوگئے تہے مصر سے نکال کر ایک ایسے جنگل مین لیگئے جہان پرمثل نہ پاے رفتن ونہ جاے ماندن صادق آتی تہی اس انبوہ کثیر مین ہر قسم کی دنیاوی باتین پیش آتی تہین اور حضرت موسیٰ کو ناچار اونکا فیصلہ کرنا پڑتا تہا۔

جبکہ آنحضرت نے عرب مین خداے واحد کی عبادت کا غلغلہ ڈالا تو آپ کو اون لوگون کو ہدایت کرنا پڑا جو بدمی بداخلاقی تعصب عداوت جہالت چوری تضاقی وخونریزی مین بنی اسرائیل سے بہی بڑہے ہوئے تہے اور عرب کی تمام قومون کا یہ طریقہ تہا کہ جسکو شیخ یا سردار قوم قرار دیتے تمام دنیاوی ودینی امور مین اوسکی اطاعت کرتے اور اوسیکے حکم پر چلتے تہے اور وہی ہر قسم کا تصفیہ کرتا تہا لیکن جب مختلف فرقے وقومین ایمان لاکر شیر وشکر ہوگئین تو وہ سلسلہ شکست ہوگیا اور قدرتی طور پر ضرور ہوا کہ تمام قوم عرب آنحضرت کو اپنا دینی ودنیوی سردار قرار دے جسکو آنحضرت کے منصب نبوت سے تعلق نہ تہا تب آنحضرت نے

بہی ضرورت و مصلحت وقت کے لحاظ سے مشورہ دیا اور کہول کہول کر کہدیا کہ جو کچہہ امور دینی مین سے مین کہون اوسکو لے لو اور باقی امور مین مثل تمہارے ایک آدمی ہون تم اپنے امور دنیا مین مجہسے اعلم ہو۔

خود آنحضرت نے ہمکو ہدایت کی ہے کہ سوائے قران کے آپ کا تمام کلام وحی نہین ہے بلکہ وحی وہی ہے جو تبلیغ رسالت سے علاقہ رکہتی ہے اور جسکی نسبت آپ نے اونکا وحی سے ہونا بیان کر دیا ہے یا وہ نہین ایسے امور بیان ہین جو عقاید مذہبی اخلاق عالم عقبی اور روح کی حالت سے علاقہ رکہتے ہین جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ بغیر وحی کے معلوم نہین ہو سکتے مذکورہ بالا اقسام کے سوا باقی کلام آنحضرت کا وہ ہے جو تبلیغ رسالت سے علاقہ نہین رکہتا اور جسکی نسبت خود آپنے فرمایا ہے کہ اسکے سوا کچہہ نہین کہ مین ایک انسان ہون جب مین تمکو تمہارے دین کے کسی امر مین حکم کرون تو اوسکو پکڑ لو اور جب مین کچہہ اپنی راے سے کسی چیز مین حکم کرون تو مین بہی انسان ہون اور حدیث تعبیر النخل مین ہے کہ فرمایا مین نے ایک طرحکا گمان کیا تہا اور گمان کرنے مین تم مجہسے کچہہ جہگڑا مت کرو مگر جب مین تمکو خدا کی طرف سے کوئی بات کہون تو اوسکو پکڑ لو کیونکہ مین خدا پر جہوٹ نہین کہتا۔

شاہ ولی اللہ صاحب حجت اللہ البالغہ مین لکہتے ہین کہ آنحضرت نے جو بیماریون کا علاج تبلایا یا کسی رنگ کے گہوڑے کو پسند یا ناپسند کیا یا کوئی کام آنحضرت نے بطریق عادت نہ بطور عبادت کے کیا یا اتفاقیہ کوئی کام بغیر قصد کے ہوگیا یا آنحضرت کی ایسی باتین جیسی کہ لوگ آپسمین کیا کرتے ہین اور نیز ایسے کام جو سردار کو لشکرون کے تعین کرنے اور اونکے لئے نشانیون کے قرار دینے اور متخاصمین کے درمیان فیصلہ کرنیکے ہین یہ سب اسی دوسری قسم مین داخل ہین۔ زید ابن ثابت نے کہا کہ مین آنحضرت کے

ہمسایہ مین رہنا تہا پہر جب وحی آتی تہی تو مجہکو یاد فرماتے تہے اور مین اوسکو لکہہ دیتا تہا
پہر ہم جب دنیا کا ذکر کرتے تہے تو آنحضرت بہی ہمارے ساتہہ اوسیکا ذکر کرنے لگتے تہے اور
جب ہم کہانیکا ذکر کرتے تہے تو کہانے ہی کا ذکر فرماتے تہے پس سب یہ باتین تبلیغ رسالت سے
کچہہ علاقہ نہین رکہتین باانہمہ ہم آنحضرت کے تمام افعال واقوال کا نہایت ادب کرتے ہین
اور اونکو مقدس اور نہایت نیک اور پاک اقوال وافعال سمجہتے ہین اسلئے کہ چار قسم کے
اقوال آنحضرت کے ایسے ہین جنپر ہمکو غور کرنا چاہئے ایک وہ جو ہمارے دین سے علاقہ
رکہتے ہین دوسرے جو آنحضرت کے مخصوص حالات سے علاقہ رکہتے ہین تیسرے
ایسے اقوال جو تمام لوگون کے حالات پر موثر ہین چوتہے وہ احکام جو سیاست ملکی اور
انتظام مدنی سے متعلق ہین انمین سے پہلی قسم تو کچہہ غور طلب نہین ہے مگر صرف پچہلی
تین قسمین اس قابل ہین کہ اونکی نسبت اس قسم کی تحقیق وتدقیق کیجاوے کہ کونسے اونمین
کے ازروے وحی کے ہین اور کونسے اونمین ازروے وحی کے نہین ہین اور ہمکو لازم ہے
کہ صرف اونہی کو وحی سمجہین جنکی نسبت ہمکو ایسا سمجہنے کے لئے کافی دلیل اور ثبوت ہو اگرچہ
آنحضرت نے ہمکو قدم بقدم چلنے بلکہ صحابہ وتابعین کی پیروی کرنیکا حکم دیا ہے مگر یہ محض
متعلق معاملات دین سمجہا گیا ہے اور تمام مسلمانون نے حتی الامکان امور مذکورہ بالا مین اونکی
پیروی کی کوشش کی ہے مگر آخر کے تین امرون کی پیروی کرنے مین اتنا فرق ہے کہ
پہلی صورت مین یعنی اگر اونکا وحی سے ہونا ثابت ہو تو اوسکی اطاعت وپیروی ہمپر
فرض ہے اور دوسری صورت مین ہم اپنی خوشی سے عالم عقبی مین ثواب حاصل کرنے اور
اپنے پیغمبر کی محبت اور اونکی تعظیم وعقیدت کی وجہہ سے ایسا کرتے ہین اور اگر ہم چاہین یا
حالات زمانہ اوسکے ترک کرنے پر ہمکو مجبور کرین تو بغیر اسکے کہ مذہب مین کچہہ نقصان عاید ہو

یا کسی گناہ کے مرتکب ہوں او سکو ترک کر سکتے ہیں اسی قسم کے خیالات نے ہمکو آنحضرت
کے جملہ احادیث کے جمع کرنے اور اونکی تحقیق کرنے پر مجبور کیا۔ امام ابو حنیفہ نے بہی تشریعی
اور غیر تشریعی احکام مین فرق قرار دیا ہے مثلاً غسل جمعہ و خروج النسار علی العیدین نکاح
و طلاق و تعین جزیہ و تشخیص خراج و تقسیم غنایم وغیرہ مین جو حدیثین ہین اونکو اُنہون نے
غیر تشریعی مین داخل کیا ہے شارع کے اقوال و افعال جو سلسلہ روایت سے منضبط کیے گئے
اونمین بہت سے ایسے امور تہے جنکو منصب رسالت سے کچہہ تعلق نہ تہا لیکن بطور ایک
اصطلاح کے ان سب پر حدیث کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے اصحاب رسول اللہ سے
بڑہکر کون اسرار شریعت کا نکتہ شناس ہو سکتا ہے فیض صحبت سے نکتہ شناس ہو گئے
تہے اسلئے تشریعی غیر تشریعی احکام مین فرق جانتے تہے اونہون نے کیا کیا حضرت عمر نے فرمایا تہا کہ
اب رمل کرنے کی کیا ضرورت ہے جس قوم کے دکہانیکے لئے ہم اوسکو کرتے تہے
اوسکو خدا نے ہلاک کیا حضرت عمر کے آغاز خلافت تک وہ لونڈیان جنسے اولاد ہو چکی ہون
عموماً خریدی اور بیچی جاتی تہین اونہون نے اس رواج کو بالکل بند کر دیا آنحضرت نے
غیر مذہب والون پر ایک دینار جزیہ مقرر کیا تہا حضرت عمر نے ایران مین ۴۸ و ۱۲۔ اوقیہ
کے حساب سے شرحین مقرر کین آنحضرت کے زمانہ مین بلکہ حضرت ابوبکر کے عہد تک تین
طلاقین ایک سمجہی جاتی تہین حضرت عمر نے اپنی خلافت مین منادی کرادی کہ تین طلاقین
باین سمجہی جائینگی آنحضرت کے زمانہ مین مے نوشی پر حد مقرر نہ تہی حضرت ابوبکر نے ۴۰ حضرت
عمر نے ۸۰ درہ مقرر کیا طلاق کے مسئلہ مین قاضی شوکانی نے حضرت عمر کا قول نقل کیا
اور لکہا ہے کہ آنحضرت کے مقابلہ مین بیچارے عمر کی کیا حقیقت ہے لیکن وہ یہ نہ سمجہے
کہ حضرت عمر قاضی صاحب سے زیادہ محتاط اور آنحضرت سے محبت رکہنے والے تہے جناب

منافق پر نماز پڑھنے اور قیدیان بدر کے معاملہ و صلح حدیبیہ کے باب مین حضرت عمر کے آنحضرت سے خلاف راے ظاہر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تشریعی و غیر تشریعی احکام کا نیچر جدا ہے ورنہ حضرت عمر اختلاف نہ کرتے اور اس امتیاز کی جرأت اسوجہ سے حضرت عمر کو ہوئی کہ آنحضرت نے متعدد معاملات مین اونکے اختلاف کو اختیار کیا اور بعض مواقع پر وحی الہی سے اوسکی تائید ہوئی اور یہہ نکتہ اسرار دین کا ہے جسکا سمجھنا ضرور ہے اور بے شمار اقوال و افعال مین اس ہدایت سے روشنی حاصل ہو سکتی ہے اور اس قسم کے معاملات کا لحاظ فقہ حنفی مین بہت ہے۔

حدیث کے لکھے جانے کی مختصر تاریخ

تاریخ اسلام کی ابتدا سے آجتک قران مجید شرع محمدی کا لازوال منبع رہا ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ ہر مسلمان کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت خود اوسکے موافق کاربند ہوئے ہین اور کل مسلمانون کو اوسکے پابندی کی ہدایت فرمائی ہے اور ہر قرن مین یہ اصول ملحوظ رہا ہے کہ کوئی حدیث اور کوئی قول قران کے خلاف تسلیم نہین کیا جاویگا حضرت عایشہ نے سماع موتی کی حدیث کو اسی بنیاد پر قبول نہین کیا۔

محب طبرانی نے ریاض النظرہ مین ملا علی متقی سے اور کنز العمہ مین حافظ عماد الدین نے مسند صدیق مین بروایت حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری کے حضرت عایشہ سے جو روایت کی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر حدیثون کے قلمبند کرنے کے مخالف تھے حضرت عایشہ کہتی ہین کہ میرے والد یعنی ابوبکر صدیق نے پانچسو حدیثین جمع کی تہین ایک رات کو نہایت بے چین اور حد سے زیادہ مغموم ہوئے مین نے سبب پوچھا تب

کہا کہ وہ حدیثین جو مین نے جمع کی ہین لے آؤ جب مین لے گئی تو آگ منگا کر آپنے اونکو جلادیا
سبب پوچہا تو کہا کہ مجہے اندیشہ تہا کہ شاید مین مرجاؤن اور یہہ حدیثین میرے پاس رہ جاوین
اور شاید مین نے اعتبار اون آدمیون کا روایت مین کیا ہو جو درحقیقت لایق اعتبار
نہون اور وثوق اون باتون کا کرلیا ہو جو دراصل صحیح نہون خیال کرنا چاہئیے کہ جب
حضرت ابوبکر کو اسقدر احتیاط تہی اور صرف پانچسو حدیثین باوجود کثرت صحبت کے جمع
کرسکے تہے تو یہ باتین قابل غور ہین اور ابن عباس جب ایک کتاب حدیث کی حضرت
ابوبکر کے پاس اصلاح کے لئے لائے تو آپنے اوسکو دہو ڈالا۔
علامہ ذہبی نے طبقات الحفاظ مین لکہا ہے کہ حضرت عمر اس خوف سے کہ حدیث بیان
کرنے والا رسول اللہ کی طرف غلط روایت منسوب نہ کردے صحابہ کو سخت تاکید
کرتے تہے کہ حدیثین کم بیان کرین۔ ایکبار انصار کی گروہ کو کوفہ بہیجا اور چلتے وقت اونسے
فرمایا کہ تم لوگ کوفہ جارہے ہو وہان قوم سے ملوگے جو بڑی رقت سے قرآن تلاوت کرتی
ہے وہ تمہاری آمد سنکر مشتاق ہوگی کہ رسول اللہ کے اصحاب آئے ہین لیکن جب وہ
تمہارے پاس آوین اور حدیثین سننی چاہین تو زیادہ حدیثین نہ بیان کرنا (مسند دارمی)
اسیطرح عراق کو جب صحابہ جانے لگے تو حضرت عمر نے جو اوسوقت خلیفہ تہے خود اونکی
مشایعت کی اور اونسے پوچہا کہ جانتے ہو مین تمہارے ساتہہ کیون آرہا ہون لوگون
نے کہا تکرمنا علینا یعنی ہماری عزت افزائی کے لئے آپنے فرمایا کہ ہان لیکن اور مقصد بہی ہے
اور وہ یہ ہے کہ جہان جارہے ہو وہان اکثر لوگ قران کی تلاوت کیا کرتے ہین اونکو حدیثون
مین نہ پہنسا دینا اور رسول اللہ سے کم روایت کرنا چنانچہ وہ لوگ جب قرظہ پہونچے
اور لوگ اونکی زیارت کو آئے اور حدیثون کے سننے کی خواہش ظاہر کی تو اونہون نے

اس بنا پر انکار کیا کہ حضرت عمر نے منع کیا ہے (طبقات الحفاظ) حضرت ابوہریرہ سے
ابوسلمہ نے پوچھا کہ آپ حضرت عمر کے زمانہ مین بہی اسیطرح حدیثین بیان کرتے تہے
بولے کہ نہین ورنہ عمر درہ مارتے (طبقات الحفاظ) بلاذری نے انساب الاشراف مین
بسند متصل روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر مجہے ڈر نہوتا کہ حدیث کی روایت
کرنے مین مجہہ سے کچہہ کمی بیشی ہوجائیگی تو مین حدیث بیان کرتا حضرت عمر کو جو اندیشہ اپنی
نسبت تہا وہی اورون کی نسبت ہونا چاہیئے تہا یہی وجہ تہی کہ عبد اللہ ابن مسعود
جو مقامات علمی مین حضرت عمر کے تربیت یافتہ تہے اونکی نسبت محدثین نے لکہا ہے
کہ وہ روایت مین سختی کرتے تہے اور اپنے شاگردون کو ڈانٹتے رہتے تہے کہ الفاظ حدیث
محفوظ رکہنے مین بے پروائی نکرین اور کم حدیثین روایت کرتے تہے یہان تک سال
بہر قال رسول اللہ نہین کہتے تہے اور روایت کے وقت اونکے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تہا
امام شعبی کا بیان ہے کہ مین عبد اللہ بن عمر کے ساتہہ سال بہر رہا اس مدت مین صرف
ایک حدیث سنی ثابت بن قطیبۃ الانصاری کی روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر مہینہ
مین صرف دو تین حدیثین روایت کرتے تہے اور سایب کا قول ہے کہ مین سعد وقاص
کے ساتہہ مکہ سے مدینہ گیا اور آیا لیکن اونہون نے اس مدت مین ایک حدیث بہی
روایت نہین کی یہ تمام روایتین صحیح دارمی مین بسند متصل از صفحہ ۴۵ تا ۴۹ مطبوعہ
نظامی منقول ہین کیا اسمین شک ہے کہ حدیثون کے قلمبند ہوجانے سے دروازہ
اختلاف کا مابین مسلمانون کے مفتوح نہین ہوگیا اور مبتدعہ فرق کا استدلال ضعیف
اور موضوع روایتون پر نہین ہے اگرچہ موضوعات کا دروازہ قلمبند ہونے سے بالکل بند ہوگیا ہے
لیکن حق یہی ہے کہ جسطرح حضرت عمر و دیگر اصحاب احتیاط کرتے تہے اوسیطرح بلحاظ

مرعی رکھے جاوین حضرت عثمان وحضرت علی کی خلافت مین اسوجہ سے حدیث کی زیادہ اشاعت ہوئی کہ ضرورتین بڑہتی جاتی تہین اور نئے نئے مسایل پیش آتے تھے صحابہ دور دور پہونچ گئے تھے لیکن ایسا مجموعہ حدیث کا لکہا نہین گیا جو بے ترتیب اشاعت کو روک کر ایک صورت انتظام مین کر دیتا اور مثل قانون کے سمجہا جاتا -

موافق قول خطیب بغدادی کے اول تالیف حدیث کی امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریح بصری نے جو سنہ ۱۵۰ ہجری مین فوت ہوئے کی اور بعض کہتے ہین کہ اول مولف ابو نصر سعید بن ابی عروبہ ہین جو سنہ ۱۵۶ ہجری مین فوت ہوئے اور بقول ابو محمد رامہرمزی کے ربیع نے اول تالیف کی اور پہر بعد اوسکے سفیان بن عینیہ اور مالک بن انس نے مدینہ مین اور عبداللہ بن واحد نے مصر مین اور معمر نے اور عبدالرزاق نے یمن مین اور سفیان ثوری و محمد بن فضیل نے کوفہ مین اور حماد بن سلمہ اور روح بن عبادہ نے بصرہ مین اور ہشیم نے واسط مین اور عبداللہ بن مبارک نے خراسان مین کتابین لکہین اور جو حدیثین اونکو ملین اونہین جمع کیا اور جب تالیف کا قاعدہ جاری ہوا تب بہت سے لوگ اسطرف جہکے اور مختلف طور سے مختلف غرضون کیواسطے کتابین لکہی گئین بعض لوگون کا قول ہے کہ سنہ ۱۲۳ ہجری مین ایک کتاب لکہی گئی تہی غرضکہ سنہ ۱۲۳ ہجری کے قبل کسیکا قول نہین ہے کہ حدیثین لکہی گئین -

بعض کتابین حدیث کی وہ ہین جنکو مسانید وجوامع ومصنفات کہتے ہین جو کہ بخاری ومسلم کے زمانہ مین یا اوس سے پہلے یا بعد لکہی گئین وہ صحیح اور حسن اور ضعیف اور معروف اور غریب اور شاذ ومنکر وخطا وثواب اور ثابت ومقلوب وغیرہ کی مجموعہ ہین اور جنکی بعد تالیف کی کچہہ شہرت بہی نہین ہوئی اور جنکی کسی نے کچہہ خبر بہی نہ لی یعنی

نہ کسی نے اونکی شرحین لکھین نہ رجال کی تحقیق کی مثل مسند ابو علی اور مصنف عبد الرزاق اور مسند ابو بکر بن ابی شیبہ اور مسند عبید بن حمید و طیالسی و کتب بیہقی و طحاوی اور طبرانی کے جیسا کہ حجت اللہ البالغہ مین لکھا ہے - ایک اور قسم کی کتابین ہین جنمین قصداً سب بے سند روایتین منقول ہین مثل کتب خطیب و ابی نعیم و جرقانی و ابن عساکر و ابن بخار و دیلمی وغیرہ کے کہ اونکی صحت کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ حدیث ضعیف ہو اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ موضوع ہو

صحاح مین یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ تا امکان معتبر حدیثین ہون اور غیر صحاح مین اس امر پر چندان اعتنا نہین پس جسطرح غیر صحیح حدیثون کی صحاح مین ہونے سے انکار نہین ہو سکتا اسیطرح غیر صحاح مین حدیثون کے ہونیکا بھی امکان ہے صحاح کو جب ہی غیر معتبر کہہ سکتے ہین جب اوسکو غیر معتبر کہنے کی کوئی وجہ ہو اور غیر صحاح مین جب شہادت صحت کی ملے تب اوسکو صحیح کہنا چاہیے -

صدر اول نے بہت زیادہ جرح و تعدیل نہین کی اسلیے کہ علم تحقیق کے مسلم قواعد اوس وقت تک مرتب ہی نہین ہوئے تھے اول ابن سعد نے ایک کتاب اسماء الرجال مین لکھا جسکا نام طبقات ابی سعد ہے اور اسمعیل بخاری اور ابن ابی حافظ نے اپنی اپنی تاریخون مین اور ابن ابی حاتم نے کتاب جرح و تعدیل مین کچھ کچھ حالات راویونکے لکھے یہانتک کہ ابن حبان و ابن شاہین نے ثقات کو اور ابن عدی اور ابن حبان نے ضعفا کو علیحدہ علیحدہ کتابونمین جمع کیا اور بعد اسکے بعضون نے خاص خاص کتابونکی رجال کی تحقیق مین علیحدہ علیحدہ کتابین لکھین جیسا کہ ابو نصر کلا بادی ابو بکر بن منجویہ اور ابو الفضل بن طاہر نے صحیح بخاری کے رجال کی نسبت اور ابو علی نے ابو داود کے راویونکی نسبت اور عبد الغنی مقدسی نے صحاح ستہ کی رواۃ کی نسبت کتاب لکھی جسکا نام کتاب الکمال

رکہا اور آخرکار تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب مین ان سب دفترونکا خلاصہ جمع کیا گیا
جسطرح فن اسماء الرجال کی تالیف ایک زمانہ دراز کے بعد ہوئی اسیطرح فن درایت مین
بہی اول کوئی کتاب نہین لکہی گئی مگرجب حدیث کی نقل اور روایت کی کثرت ہوئی اور صحیح
وغلط کا التباس ہوگیا توسب سے اول قاضی ابومحمد حسن بن عبدالرحمن رامہرمزی نے
ایک چہوٹی سی کتاب لکہی اوسکے بعد حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری نے اوسکے بعد ابونعیم
اصبہانی نے کچہہ اور مسائل اسپر بڑہائے بعد اسکے خطیب ابوبکر بغدادی نے ایک
کتاب لکہی جسکا نام کفایہ ہے پہر ایک دوسری کتاب جامع لکہا آخرکو قاضی عیاض نے
کتاب الماع لکہی اسیطرح ابوحفص اور حافظ ابوعمر اور عثمان بن صلاح نے رسالے لکہے-
پس اس بات پر نہایت غور چاہیئے کہ یہ کتابین کب لکہی گئین اور یہ اصول کب مرتب
ہوا اسپر بہی جوکتابین مشہور نہین ہوئین اونکی وجہ سے ہم بہت فواید سے محروم ہوگئے اور نہ مشہور
ہونیکا سبب یاتو اون کتابون کا نقص تہا یا لوگونکی نفرت وناپسندی -

اس بات کے ظاہر کرنے کو کہ حدیث ایک شخص سے دوسرے تک کسطرح روایتًا
پہونچی محدثین نے چند کلمات جیسے حدثنا واخبرنا وغیرہ بطور اصطلاح کے مقرر کئے ہین
اور اسلیئے حدیث کے ہر ایک راوی پر واجب تہا کہ اونہی کلمات مخصوص سے جواس حدیث
کے واسطے موضوع ہون حدیث کو شروع کرے اور یہ اسلئے کیا گیا تہا کہ ہرحدیث پر بلحاظ
بیان وروایت کے اوسیقدر اعتبار کیا جاوے جس درجہ اعتبار کے وہ سزاوار ہو اگرچہ ان
اصطلاحون سے کامیابی بہت ہوئی لیکن کبہی کبہی اصطلاح متفق نہونے سے غلطی بہی ہوئی
ہے تاہم بہت زیادہ مفید ثابت ہوا ہے -

حدیثون کے اعتبار کا اندازہ کرنیکو محدثین نے چند قواعد ذیل مین جو بیان ہوتے ہین قرار دئے

ہین اول حدیث کے ہر ایک راوی کو جملہ راویون کے نام جنکے ذریعہ سے اوسکو حدیث پہونچی ہو سلسلہ وار پیغمبر خدا تک یا جہانتک وہ جانتا ہو تبلا دینا لازمی تہا دوم یہ امر ضروری قرار دیا کہ خود راوی ونیز وہ سب لوگ جنکے ذریعہ سے سلسلہ وار وہ حدیث اوس تک پہونچی ہو راست گو اور معتبر ہون اگر اس سلسلہ راویون مین سے ایک راوی بہی ایسا نہ خیال کیا جاوے تو وہ حدیث معتبر نہین سمجہی جاتی تہی ۔

سوم حدیثون کے لکہنے کے وقت اسبات کو بہی لازمی کیا تہا کہ جملہ راویونکے نام جن تک اس حدیث کا سلسلہ پہونچتا ہے حدیث کے ساتھ لکہدیجاوین تاکہ اگر اون راویون کے عام چال چلن کے بابت اور لوگون کو کسی قسم کی آگاہی ہو تو اوس سے مطلع کردین اور یہ بہی معلوم ہو جاوے کہ وہ راوی کس درجہ تک اعتبار کے لایق ہے ۔

چہارم مذکورہ بالا قواعد کے سوا بعض محدثین نے اپنی تصنیفات مین حدیثونکے درجہ اعتبار کے قلمبند کرنیکی رسم اختیار کی تہی ۔

بہت سی کتب انہین اصولون پر لکہی گئین تہین رفتہ رفتہ بہت کثرت ہوگئی منجملہ بیشمار کتب احادیث کے مندرجہ ذیل بمقابلہ اورونکے زیادہ مستند ہین صحیح بخاری جسکے مصنف محمد اسمعیل بخاری ۱۹۴ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۲۵۶ سنہ ہجری مین انتقال فرمایا ۔ ترمذی جسکے مصنف ابو عیسی ترمذی ۲۰۹ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۲۷۹ سنہ ہجری مین انتقال فرمایا ۔ ابوداود جسکے مصنف ۲۰۲ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۲۷۵ سنہ ہجری مین انتقال فرمایا ۔ نسائی جسکے مصنف ابو عبد الرحمن احمد نسائی نے ۳۰۳ سنہ ہجری مین انتقال فرمایا ۔
صحیح مسلم جسکے مصنف ۲۰۴ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۲۶۱ سنہ ہجری مین انتقال فرمایا ۔
موطا جسکے مصنف امام مالک ۹۵ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے ۱۷۹ سنہ ہجری مین انتقال فرمایا

ان کتب کی اور کتابون پر ترجیح کی یہ وجہ ہے کہ اونمین وہی حدیثین حتی الامکان روایت کی گئی ہین جو معتبر اشخاص کی روایت سمجھی گئین ہے ابوزرعہ رازی جو رئیس المحدثین کہلاتے ہین فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کے طلاق پر سوگند کہائے کہ جو کچہہ موطا امام مالک مین ہے بلاشک وشبہہ صحیح ہے وہ حانث نہین ہوتا شاہ عبدالعزیز صاحب عجالہ نافعہ مین لکہتے ہین کہ درانیجا نقل عبارت حضرت والد ماجد قدس سرہ نمایم تا مراتب کتب احادیث بترتیب واضح گردد ایشان میفرمایند باید دانست کہ کتب احادیث باعتبار صحت وشہرت وقبول بر چند طبقہ میشوند مراد ما صحت آنست کہ مصنف التزام کند کہ ایراد حدیث صحیح یا حسنہ بغیر آن درینجا وارد نکند مگر مقرون بہ بیان حال از ضعیف وغرایب وعلیل وشذوذ زیراکہ ایراد ضعیف وغریب معلول با بیان حال ایشان قدح نمیکند ومراد ما از شہرت آنست کہ اہل حدیث طبقتا بعد طبقہ بآن کتاب مشغول شوند بطریق روایت وضبط مشکل وتخریج احادیث آن تا بہ ہیچ چیز از ان غیر مبین نماند ومراد ما از قبول آنست کہ نقادہ حدیث ان کتاب را اثبات کنند وبران اعتراض نکنند وحکم صاحب کتاب را از بیان حال احادیث آن کتاب تصریح وتقریر عالم وفقہا بآن احادیث تمسک نمایند بے اختلال ان پس طبقہ اولی از کتب حدیث سہ کتاب اند موطا صحیح بخاری صحیح مسلم وقاضی عیاض کتاب مشارق الانوار را برائے شرح این ہر سہ کتاب مخصوص نوشتہ واین مشارق الانوار غیر مشارق الانوار صغانی ست کہ احادیث صحیحین دران بحذف اسناد وقصہ جمع نمودہ بالجملہ برائے ضبط وشرح این ہر سہ کتاب کتاب مشارق الانوار قاضی عیاض کافی وشافی ست ونسبت درین ہر سہ کتاب آنست کہ موطا گو اصل وام الصحیحین است ودر کمال شہرت رسیدہ ہزار کس از علماء عصر موطا امام مالک را روایت کردہ اند مثل شافعی وامام محمد ویحیی بن یحیی المصمودی ویحیی بن یحیی التمیمی ویحیی بن یحیی بکیر وابومصعب وقعبی وعلامت وضبط رجال این

کتاب مجمع علیه است و در دور مدینه و مکه و عراق و شام و یمن و مصر و مغرب مشهور شده و بنای
فقهاے امصار بر آنست و در زمان امام مالک و بعد از زمان ایشان نیز علما در تخریج بر موطا
و ذکر متابعت شواهد احادیث ان سعی بلیغ نمودند و در شرح غریب و ضبط مشکلات و بیان
قصه و سائر وجوه بیان انقدر اهتمام نمودند که زیاده بران متصور نیست صحیح بخاری و صحیح مسلم
هر چند در بسط و کثرت احادیث ده چند موطا باشند لیکن طریق روایت احادیث و تمیز
رجال و راه اعتبار و استنباط از موطا اموخته اند معهذا این هر دو کتاب نیز مخدوم طوائف انام
و جمیع علماے اسلام اند فرقه مستخرجات براے اینها نوشته اند مثل اسمعیلی و البوعوانیه
و طایفه متصدی شرح غریب و ضبط مشکل و بیان قصه و احوال روات اینها شده اند و
در شهرت و ترقی بالقول بدرجه علیا رسیده اند صاحب جامع الاصول از عزیزی نقل کرده
است که صحیح بخاری را از بخاری بلا واسطه نود هزار کس سمع دارند خلص کلام انکه احادیث
این هر سه کتاب اصح الاحادیث اند اگر بعض احادیث این هر سه کتاب صحیح تر از بعض باشد و اگر
بنظر تفحص دیده شود احادیث مرفوعه موطا غالباً در صحیح بخاری موجود اند پس صحیح بخاری مشتمل
است بر موطا باعتبار احادیث مرفوعه آرے آثار صحابه و تابعین در موطا زیاده است پس
این هر سه کتاب را در طبقه اولی باید داشت طبقه ثانیه احادیثی که درین هر سه صفت بدرجه
احادیث صحیحین نرسیده اند لیکن قریب صحیحین اند در این صفات و ان حدیث جامع ترمذی
و سنن ابو داود و سنن نسائی ست که مصنفان این کتب مشهور و معروف اند به وثوق و
عدالت و حفظ و ضبط و تبحر در قبول حدیث و در این کتابها بتساهل و بتسامح راضی نه شده اند و حال
حدیث و علت ان را بقدر امکان بیان نموده اند لهذا فی ما بین علماے اسلام شهرت یافته اند پس
این شش کتاب را صحاح سته نام اند و ابن الاثیر در جامع الاصول احادیث این شش کتاب ابرا

جمع نموده و شرح غریب و ضبط مشکلات و اسماے رجال و دیگر متعلقات انہا را بیان کرده
پس کتاب جامع الاصول گویا شرح این شش کتاب است چنانچہ مشارق الانوار
شرح آن سہ کتاب است و صاحب جامع الاصول ابن ماجہ را در صحاح عدد نکرده
بلکہ موطا را ششم قرار داده والحق معہ لیکن حضرت والد ماجد قدس سره میفرمایند کہ مسند امام
حنبل نزد فقیر ازین طبقہ ثانیہ است و وے اصل است در معرفت صحیح و سقیم و بوے
شناختہ میشود حدیثے کہ انرا اصل است از انچہ اورا اصل نیست مگر انکہ در مسند احمد احادیث
ضعاف بسیار اند کہ حال انہا را بیان نکرده اما ضعفے کہ در واست از ان احادیث کہ متاخرین
بصحیح انہا میکنند معتبر نمیباید و علماے حدیث و فقہا انرا پیشواے خود ساختہ اند و بتحقیق رکن
اعظم است در فن حدیث ہمچنین سنن ابن ماجہ را نیز درین طبقہ میتوان شمرد ہر چند بعض احادیث
ان در غایت ضعف اند و طبقہ ثالثہ احادیثے کہ جماعہ از علماے متقدمین بزمان بخاری و
مسلم و معاصرین انہا یا لاحقین انہا در تصانیف خود روایت کرده اند و التزام صحت نموده
و کتب انہا در شہرت و قبول در مرتبہ طبقہ اولی و ثانیہ نرسیده ہر چند مصنفین ان کتب
موصوف بودند بتبحر در علوم حدیث و بوثوق و عدالت و ضبط و احادیث صحیح و حسن و ضعیف
بلکہ متہم بالوضع نیز در ان کتب یافتہ میشود و رجال ان کتب بعض موصوف بعدالت اند و
بعضے مستور و بعضے مجہول و اکثر ان احادیث معمول بہ نزد فقہا نشده اند ازینکہ اجماع برخلاف
انہا منعقد گشتہ در این کتب ہم تفاضل و تفاوت است بعضہا اقوی من بعض اسامی
ان کتب اینست - مسند امام شافعی سنن ابن ماجہ - مسند دارمی - مسند ابو یعلی
موصلی - مصنف عبد الرزاق - مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ - مسند عبید بن حمید -
مسند ابی داؤد طیالسی - سنن دارقطنی - صحیح ابن حبان - مستدرک حاکم -

کتب بیہقی کتب طحاوی تصانیف طبرانی۔ وطبقہ رابعہ احادیثے کہ نام ونشان انہا در قرون سابقہ
معلوم نبود ومتاخرین آنرا روایت کردہ اند پس حال انہا از دو شق خالی نیست یا سلف
تفحص کردند وانہا را اصلے نیافتہ اند تا مشغول بروایت انہا میشدند یا یافتند ودر آن قدحے
وعلتے دیدند کہ باعث شد ہمہ انہا را بر طرق روایت انہا علی کل تقدیر این احادیث اعتماد
نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملی با نہا تمسک کردہ شود ونعم ما قال بعض الشیوخ فی امثال ہذا شعر
فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ ﷺ وان کنت تدری فالمصیبۃ عقیم ﷺ درین قسم احادیث
راہ بسیارے از محدثین زدہ است کثرت طرق این احادیث کہ در قسم کتب مع جود اند
مغرور شدہ حکم بتواتر انہا نمودہ ودر مقام قطعہ یقین بدان تمسک جستہ برخلاف احادیث
طبقات اولی وثانیہ وثالثہ مذہبی برآوردہ اند درین قسم احادیث کتب بسیار مصنفہ شدہ اند برخے
را بشماریم کتاب الضعفا ابن حبان وتصانیف الحاکم کتاب الضعفا للبیہقی کتاب الکامل
لابن ابی عدی تصانیف ابن مرویہ تصانیف خطیب تصانیف ابن شاہین تفسیر
ابن جریر فردوس دیلمی بلکہ سایر تصانیف او تصانیف ابی نعیم تصانیف جرقانی۔ تصانیف
ابن عساکر تصانیف ابو شیخ تصانیف ابن نجار وبیشتر مباحث وضع احادیث در باب
مناقب ومثالب ودر تفسیر بیان اسباب نزول ودر باب تاریخ وذکر احوال بنی اسرائیل
وقصص انبیاے سابقین وذکر بلدان واطعمہ واشربہ وحیوانات واقع شدہ ودر طب رقی
وعزایم ودعوات وثواب نوافل نیز این حادثہ روداد ابن جوزی در موضوعات خود غالب
این احادیث را مجروح ومطعون ساختہ دلایل وضع وکذب انہا را مبرہن نمودہ کتاب
تنزیہ الشریعہ در دفعہ غایلہ این احادیث کافی ست واکثر مسایل نادرہ مثل اسلام ابوین آنحضرت
وروایات مسح الرجلین از ابن عباس امثال این نوادر خود ہمین کتابہا است واشتغال

به احادیث این کتاب و استنباط احکام از آنها لا طایل مینماید و معهذا اگر کسے را رغبت تحقیق این کتب باشد میزان الضعفا ذہبی ولسان المیزان ابن حجر عسقلانی برائے احوال رجال این کتب بکار رش مے اید و برائے شرح غریب و توجیہات آن کتاب مجمع البحار شیخ محمد طاہر بوہرہ گجراتی مغر است از جمیع مواد چون ترتیب کتب حدیث معلوم شد و طبقہ اعلیٰ دراین باب موطا و صحیحین قرار یافت لابد بیشتر اہتمام تحقیق این ہر سہ کتاب باید فرمود بعد ازان بہ بقیہ صحاح ستہ باید پرداخت و ظن غالب آنست کہ بعد از تحقیق موطا و صحیحین تحقیق بقیہ صحاح دو ثلث کار مفروق عنہ میشود و قدر قلیل باقی میماند لہذا بر فواید متعلقہ باین ہر سہ کتاب کلام را مختصر ساختہ شد انتہی۔

شاہ صاحب نے جن کتابونکو صحیح قرار دیا اونکی نسبت بہی فرمایا کہ تحقیق کرنا چاہئے مجد الدین فیروز ابادی نے جو ایک نہایت مشہور محدث اور بہت بڑے عالم ہین اپنی کتاب سفر السعادت مین ۹۳ مضمون شمار کئے ہین اور بیان کیا ہے کہ تمام حدیثین جو ان مضمونون مین سے کسی مضمون کے باب مین ہون سب غیر معتبر ہین اوسکا مطالعہ بہی نہایت مفید ہے صراط مستقیم مین لکہا ہے کہ ازوے (ابو عبد الرحمن نسائی) پرسیدند کہ کتاب سنن تو ہمہ صحیح ست گفت لا۔

شرح اصول بزدوی مین ہے کہ ابو عمر دمشقی نے لکہا ہے کہ بخاری نے ایسی جماعت سے استناد کیا ہے جنکی نسبت متقدمین نے جرحین کی ہین مثل محمد بن بشار العبدی و احمد بن صالح مصری و عکرمہ و اسمعیل اور آصم اور عمر بن مرزوق وغیرہم کے اور مسلم نے بہی سوید بن سعید وغیرہ سے اسناد کیا ہے جنپر اورون نے طعنہ کیا ہے اور ایسا بہی ہوا ہے کہ بخاری نے راویونکو لیا ہے اور مسلم نے نہین لیا اور مسلم نے لیا ہے اور بخاری نے نہین لیا کیونکہ شروط مین

مین باہم اختلاف ہین حالانکہ اوستاد شاگرد تھے۔صحاح مین بہت سی روایتین ایسی ہین جنکی عدم صحت بالبداہت ظاہر ہے اور شارحین ومحققین نے لکھہ بھی دیا ہے جامع الاصول مین لکھا ہے کہ حدیثین جو ہمارے امامون نے روایت کی ہین بعض اونین سے صحیح ہین بعض سقیم اور اونکا سبب اختلاف جرح وتعدیل رواۃ ہے۔

دار قطنی نے لکھا ہے کہ ۲۱۰ حدیثین صحیحین کی ضعیف ہین جنمین ۸۰ مخصوص بہ بخاری اور ۳۰ مخصوص بہ مسلم اور سو مشترک دونونمین ہین ظاہر ہے کہ جرح وتعدیل اصول روایت کے تنقید وتحقیق کے بعد بھی زیادہ بڑہتے گئے تو کسطرح کوئی غلطی نہ نکل سکے

علامہ سخاوی لکھتے ہین کہ ابن جوزی نے حسن وصحیح تک کو جو بخاری ومسلم مین موجود ہین موضوعات مین درج کر دیے ہین دوسرو نکا کیا ذکر ہے منجملہ اون احادیث کے جنکے نہ صحیح ہونیکا اقرار محدثین شارحین نے کیا ہے ایک حدیث یہ ہے جو صحیح مسلم مین ابن عباس سے منقول ہے کہ جو ابو سفیان نے ام حبیبہ کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا زاد المعاد فی ھدی خیر العباد مین لکھا ہے کہ فھذا الحدیث غلط لاخفی بہ اسکی غلطی اسطرح ظاہر ہے کہ حضرت ام حبیبہ عبد الرحمن بن جحش کی منکوحہ تھین اور ام حبیبہ اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کو گئین تھین جب وہ وہان جاکر عیسائی ہوگیا تو ام حبیبہ اپنے دین پر قایم رہین تب پیغمبر خدا نے نجاشی کی وکالت سے اونسے نکاح کیا اور یہ امر قبل فتح مکہ کے ہوا اور ابو سفیان فتح مکہ کے دن ایمان لایا اور آنحضرت کے سامنے آیا وقال ابو محمد بن حزم وھو موضوع بلاشک کذبہ عکرمہ بن عمار وقال ابن الجوزی فی ہذا الحدیث ہو وہم من بعض الرواۃ لاشک فیہ ولا تردد منجملہ اون احادیث کے جنکی عدم صحت کا اقرار محدثین اور شارحین نے کیا ہے ایک حدیث

یہ بہی ہے صحیح بخاری مین لکہا ہے عن عروۃ ان النبی خطب عائشۃ فقال لہ ابوبکر انما انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ فتح الباری مین اس حدیث کو غیر صحیح لکہا ہے کما قیل فی صحتہ ہذا الحدیث نظر لان الخلۃ لابی بکر انما کانت بالمدینۃ وخطبۃ عائشۃ کانت بمکۃ فکیف یستیج قولہ انما انا اخوک اس حدیث کی صحت مین صرف ایک تاریخی واقعہ کے مخالف ہونے سے کلام کیا گیا کیونکہ خلۃ ابوبکر صدیق مدینہ مین ہوئی اور خطبہ عائشہ صدیقہ مکہ مین قبل اوسکے توقبل از خلت واخوت ابوبکر صدیق کا کہنا انما انا اخوک صحیح نہین ہوسکتا۔ دوسرے صحیح بخاری مین لکہا ہے عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یلقی ابراہیم اباہ فیقول یارب انک وعدتنی الا تخزنی یوم یبعثون فیقول اللہ انی حرمت الجنۃ علی الکافرین اس حدیث کی عدم صحت کا اقرار بہی محققین نے کیا ہے کما قیل فقد استشکل اسمعیلی ہذا الحدیث من اصلہ وطعن فی صحتہ فقال ہذا حدیث فی صحتہ نظر اس حدیث کی صحت مین اسلئے کلام کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم کی شان سے خلاف ہے کہ خداے عزوجل نے اونکو شفاعت سے دنیا مین منع کردیا ہو پہر قیامت مین خلاف حکم خدا کے شفاعت کیونکر چاہینگے۔ چوتہی روایت نماز پڑہنے پیغمبر خدا کی جنازہ پر ابی سلول کی ہے جو بخاری مین ہے محققین نے کلام کیا ہے اور باقلانی نے انکار کیا ہے۔ پانچوین ملا علی قاری کتاب رجال مین لکہتے ہین کہ روایات مسلم کی جابر سے قصہ حجۃ الوداع مین ایسی مختلف مین کہ اونمین ایک ضرور جہوٹی ہے کیونکہ ایک مین لکہا ہے کہ آنحضرت نے طواف کرکے نماز ظہر کی مکہ مین پڑہی۔ دوسری مین لکہا ہے کہ نماز ظہر کی منا مین ادا کی ولہذا قال ابن حزم متفی ہاتین الروایتین احدہما کذب بلاشک اسیطرح حدیث اسری قبل الوحی اور حدیث خلق تربت یوم السبت اور حدیث اول ما نزل من القران اور حدیث صلوٰۃ الکسوف ثلث رکعت کے غلطی وضعف کا محققین نے اظہار کیا ہے اور حدیث فدک کی موضوعیت کا جو بخاری

ہین ہے اظہار ہوا ہے اور بہت سی روایتین باہم متہارین سے اور صحیحین سے مختلف ہین
پہر اونمین سے ایک صحیح ہوگی۔

اصل یہ ہے کہ اخبار کا تمام تردار مدار رجال پر رکہا گیا تہا اور راونکی تنقید اور توثیق ایسا
ظنی امر ہے جسکا قطعی فیصلہ نہایت مشکل ہے ایک ہی شخص کو بہت سے لوگ نہایت
ثقہ متدین اور نہایت راستباز سمجھتے ہین اوسی شخص کو دوسرے اشخاص ضعیف غیر ثقہ
ناقابل اعتبار خیال کرتے ہین اور یہ دونون خیال کرنے والے ایسے لوگ ہوتے ہین جنکی
عظمت و شان تسلیم ہوتی ہے تو اسصورت مین قبول کرنا دقت طلب امر ہے مثلا
علامہ نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم مین محدث حاکم کی کتاب المدخل سے نقل کیا ہے
کہ اون لوگونکی تعداد جنسے امام مسلم نے مسند صحیح مین احتجاج کیا ہے اور امام بخاری نے
جامع صحیح مین اونسے حجت نہین لی ۲۲۰ ہے میزان الاعتدال کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ سیکڑون بلکہ ہزارہا ان رواۃ ہین جنکی جرح و تعدیل مختلف فیہ ہے اور ایسا ہونا زیادہ
صداقت کا باعث ہے اور ضرور تہا اسلئے کہ کسی شخص کے اون تمام اوصاف و عادات
پر مطلع ہونا جسکا اثر راوی کے قوت اور ضعف پر پڑ سکتا ہے بہت دنونکی ملاقات
و تجربہ پر موقوف ہے جو لوگ جرح و تعدیل کے کام مین مصروف ہتے اگرچہ اونہون نے
بعد کوشش کی اور کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا لیکن اختلاف آرا ضروری تہا اور بالکل
صحیح واقفیت نہین حاصل ہو سکتی تہی اسی احتیاط سے محدثین نے جرح کو
تعدیل پر مقدم کیا ہے

دوسرے باوجود راویونکے متہم ہونیکے اونسے غلط فہمی ناممکن نہین بلکہ مقتضائے
فطرت انسانی واقع ہونا نہایت قریب الوقوع ہے جبکہ بجز روایت زبانی کے جو مجمع کثیر کو

مختلف زمانہ مین حفظ نہ تہین دوسرا ذریعہ اوسکی صحت کا نہو۔

جابر جعفی کوفی ایک مشہور راوی ہے جسکو دعوی تہا کہ مجہکو پچاس ہزار حدیثین یاد ہین اوسکی نسبت سفیان کا قول ہے کہ مین نے جابر سے زیادہ محتاط حدیث مین نہین دیکہا شعبہ کہتے ہین کہ جب جابر اخبرنا یا حدثنا کہین تو وہ اوثق الناس ہین امام سفیان ثوری نے شعبہ سے کہا اگر تم جابر جعفی مین گفتگو کروگے تو مین تم مین گفتگو کرونگا وکیع کا قول ہے کہ تملوگ اور کسی بات مین شک کرو توکرو لیکن اس بات مین شک نکرو کہ جابر جعفی ثقہ نہین اسکے مقابلہ مین اور ایمہ فن کی رائین ہین جنکے یہ الفاظ ہین کہ وہ متروک ہے کذاب ہے وضاع ہے چنانچہ متاخرین نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ قابل اعتبار نہین۔

ایک وجہ یہہی سبب ہے کہ ازروے تنقید کے مصنفین صحاح بہ نسبت ایمہ مجتہدین کے ناقص تہے بحیثیت صحت کے بہ نسبت ایمہ مجتہدین کے کم معتبر نہین کہے جاسکتے لیکن دوسری حیثیتون سے اور اصول درایت سے بہ ضرور سمجہنا پڑیگا کہ کمزور تہے۔ چنانچہ بخاری سے ایکدن پوچہا گیا کہ دو لڑکون نے ایک بکری یا گاے کا دودہ پیا تو اونکا کیا حکم ہے جواب دیا کہ حرمت رضاعت ثابت ہوگی اسپر امام حفص کبیر نے کہا کہ آپ قابل فتوی دینے کے نہین ہین اور انہی وجوہ سے بخارا سے نکالے گئے اور امام حفص کبیر سے جیسے شخص سے اونکو شکست ہوئی (حدائق الحنفیہ) ہمنے اسکو اسلیے بیان کیا ہے کہ جو اصح الکتاب بعد القران بخاری کی نسبت کہتے ہین اوسپر لوگ غور کرین۔ اور ایسی جرأت کے کلمہ کے کہنے سے باز رہین اور جب امام بخاری کی یہ کیفیت ہے تو دوسرے محدثون کی حالت پر خیال کرلیوین حاشا وکلا کہ طعن اونپر ہمکو منظور نہین ہے جنکے احسان سے مسلمان کسیطرح سبکدوش نہین ہوسکتے اور انکی تقلید اونکو لازم ہے۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ ابو مطیع کہتے ہیں کہ میں ایکدن جامع کوفہ میں امام ابو حنیفہ کے پاس بیٹھا تھا کہ سفیان ثوری اور مقاتل بن حبان اور معاذ بن سلیمان اور امام جعفر صادق وغیرہ انکے پاس آئے اور چاشت سے لیکر زوال آفتاب تک آپ سے قیاس کرنے اور نکرنے کی بابت مناظرہ کرتے رہے آپنے اپنا یہ مذہب ظاہر فرمایا کہ میں پہلے قرآن پر عمل کرتا ہوں پھر حدیث پر پھر متفق علیہ قضایاے صحابہ پر پھر مختلف فیہ قضایاے صحابہ پر اور اسکے بعد قیاس کرتا ہوں یہ سنکر فقہاے موصوف اوٹھے اور انکے ہاتھ اور کہنی چوم کر کہا کہ آپ سید العلما ہیں ہمسے غلطی ہیں جو اعتراض آپ پر ہوے ہیں اوسکو آپ بخشیں خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام ابو حنیفہ کو لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حدیث پر قیاس کو مقدم کرتے ہیں آپنے لکھا کہ امیر المومنین اسطرح نہیں ہے بلکہ ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں پھر سنت رسول اللہ پر پھر فقہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی پر پھر فقہ اور صحابہ پر اسکے بعد جب اختلاف وہ کریں تو ہم قیاس کرتے ہیں اور دینی امور میں کسی کے لئے کوئی رعایت نہیں ہے اور فرمایا امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ نے کہ جو شخص میری دلیل کو نہ پہچانے اوسکو میرے فقہ کے موافق فتوی دینا حرام ہے اور جب امام یوسف پر موت حاضر ہوئی تو اپنے مناجات کی کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ میں نے ہر واقعہ و حادثہ میں تیری کتاب پر نظر کی اگر اوسمیں جواب نہیں پایا تو تیرے پیغمبر کی حدیث پر غور کی اگر اوسمیں بھی نہیں پایا تو صحابہ کے اقوال و افعال کو دیکھا اگر اوسمیں بھی جواب نہیں ملا تو میں نے اپنے اور تیرے درمیان امام ابو حنیفہ کو وکیل گردانا اور تو جانتا ہے کہ کسی قوی یا ضعیف کا مخاصمہ میرے سامنے نہیں آیا جسمیں میں نے عدالت و انصاف نکیا ہو میرا دل قوی کی طرف مایل نہیں ہوا اگر ایسا ہوا ہو تو مجھے بخشدے

امام ابوحنیفہ جب کسی حکم کا استنباط فرماتے تو اپنے ہمعصر علما کو جمع کئے ہوئے بغیر قلمبند نکرتے
اور جب طے ہو جاتا تو امام یوسف کو لکھنے کا حکم دیتے قال الشیخ عبدالوہاب الشعرانی فی
الیواقیت کان ابوحنیفہ رحمتہ اللہ اذا افتا یقول ہذا راے النعمان ابن ثابت یعنی نفسہ
وہو احسن ماقدرنا علیہ فمن جاء باحسن منہ فہوا ولے بالصواب ۸۰؁ ہجری مین آپ
پیدا ہوے اور ۱۵۰؁ ہجری مین وفات پائی آپسے جن لوگون نے فقہ اور روایت
حاصل کی وہ بڑے بڑے لوگ تھے اور خاص خاص علم مین مشہور تہے اور امام
شافعی اور صحاح ستہ راوںن نے انکے شاگردون سے روایت کی۔
شریک بن عبداللہ کوفی ابوعبداللہ سے جو شاگرد امام ابوحنیفہ کے ہین ابن مبارک
ویحیی ابن سعید نے روایت کی اور مسلم وابوداود وترمذی ونسائی وابن ماجہ نے اپنے
اپنے سنن مین اونسے تخریج کی کوفہ کے قضا کے جب متولی ہوے تو حافظہ متغیر
ہو گیا تہا اور اکثر خطا کرنے لگے تہے شفیق بن ابراہیم بلخی اصحاب امام یوسف مین
سے تہے اصحاب صحاح ستہ نے اپنے اپنے صحاح مین اونسے تخریج کی امام ابوحنیفہ
سے بہی اونہون نے روایت کی ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ آخر مین اونکا حافظہ
بہی کچہہ تہوڑا سا متغیر ہو گیا تہا سعید بن ابی سعید الطبری اصحاب امام محمدؒ سے ہین امام محمدؒ سے
مسائل حکایت کرکے اون مسائل پر اعتراض کیا ہے۔ عمر بن ذر نے فقہ امام ابوحنیفہ
سے اخذ کی امام صاحب اونکے وعظ مین تشریف لیجاتے تہے ایکدن اونکی مناجات
پر آپنے خوش ہو کر فرمایا کہ آپ پر وعظ گوئی ختم ہے داود طائی کو صاحبین حکم مقرر
کرتے تہے لیکن اونکا دستور تہا کہ جب صاحبین تشریف لاتے تو امام محمدؒ کی طرف مُنہہ اور امام
ابی یوسف کی طرف پشت کرتے اور فرماتے کہ ہمارے اوستاد نے اپنے آپکو ہلاک

کرالیا پر قضا کو قبول نکیا اور امام یوسف نے قبول کر لیا اسوجہ سے وہ اونسے ناخوش ہوئے باوجود اسکے امام یوسف نے اونسے مخالفت نہین کی امام محمدؒ سے امام شافعی نے بہت علمی فائدہ اوٹھایا اور اونکی بہت تعریف کی ہے۔

جس زمانہ سے کہ خداے مجید کے سب سے بڑے مجاہد نے کلمہ توحید کا وعظ فرمایا اوسی زمانہ سے تمام مسلمان خداے پاک بیچون اور بے نمون پر دلی مضبوطی اور غیر متزلزل اعتقاد اور ایمان رکھنے مین ہمیشہ اور ہر جگہہ ممتاز و سرفراز رہے ہین اور کیا دینی اور کیا دنیوی ہر قسم کے علوم کی ترویج و تکمیل مین سبقت لیگئے تھے حال کے زمانہ کے نکتہ چینونکو بالخصوص اگلے زمانہ کے علماے دین کی تصانیف کے عیب و ہنر جانچتے مین اون تصانیف کے اصلی حالات پر خیال نہین رہتا اونکو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ تصنیفین اوس زمانہ کی ہین جبکہ علم تحقیق کے مسلم قواعد کا عرب مین وجود بھی نتھا اور اتفاقیہ انحراف کی کوئی چیز مانع و مزاحم نتھی کسی مصنف کے عیب ہنر کی نسبت کوئی صحیح راے قایم نہین ہوسکتی اور نہ کسی شخص کو اوسکے منشا کا ٹھیک علم ہوسکتا ہے جبتک مصنف کے زمانہ کے قواعد انشا پردازی کے حالات کے ڈھنگ سے یا اون امور سے جو کسی نہ کسی طرح پر اوس مضمون سے جسمین وہ کتاب تصنیف ہوئی ہے علاقہ رکھتے ہین پوری واقفیت اور کامل مہارت حاصل نہو۔ اسکے سوا اور امور بھی ایسے ہین جو کسی مصنف کی لیاقت کا صحیح صحیح اندازہ کرتے وقت دہوکے مین ڈالدیتے ہین مثلاً ایک ہی مصنف کے دو تصنیفون مین سے ایک تو بہت بڑا اعلی درجہ رکھتی ہے اور دوسری محض بے حقیقت ہوتی ہے اور اوسکا سبب دونون تصنیفون کے موضوع کا مختلف ہونا ہوتا ہے محمد اسمعیل بخاری مسلمانون مین بہت بڑے عالی مصنف ہین ایک کتاب اونکی صحیح بخاری ہے

جو بلحاظ اوس حیثیت کے جس حیثیت سے کہ وہ تصنیف ہوئی ہے نہایت معتبر اور مستند خیال کیجاتی ہے گو کہ دوسری حیثیت سے ویسی نہو دوسری کتاب اونکی تاریخ بخاری ہے جو کچہہ بہی قدر کے لایق نہین ہے اسکا سبب یہی ہے کہ اول دونون تصنیفون کا موضوع مختلف ہے وقس علی ہذا مسلمانان سلف ایسے تہے جنہون نے اپنے کو ہمہ تن خدا کی طرف کردیا تہا امر حق کو مانتے اور جہان فانی کو حقارت سے دیکہتے تہے اور ایماندار صادق و نیک نیت تہے علوم دینی کے لئے دور دراز سفر کرتے سخت مصیبتین اوٹہاتے تہے حکام کے ہاتہہ سے سخت تر تکلیفین واذیتین جو مشکل سے خیال مین آسکتی ہین اونہون نے پائین تاہم کہین پہلو تہی اپنے کام سے اور اخفاے حق سے نہین کیا سلطنت کو امور دینی سے واسطہ تہا بلکہ وہی لوگ جو دنیا کو ہیچ جانتے تہے اور جنسے دین ہی کو ٹری نسبت تہی اور جو دیندار پرہیزگار تہے اور جنہون نے دنیا سے دون ہرلات ماری تہی اور اپنی جان کو محض خدا کی راہ مین وقف کردیا تہا اونہون نے حدیث کے جمع کرنیکا بوجہہ اور امور دینی کی ترویج اپنے سر اوٹہایا تہا۔ اونہون نے کتابین تنقید کے لئے لکہی ہین کسی بات کو چہپایا نہین ہے کہا تحقیق و تدقیق کے لئے قواعد مرتب کئے ہین کیونکہ وضاعین کو خود آنحضرت نے دوزخی و گناہگار قرار دیا ہے اور مسلمانون نے گنہگار سمجہا ہے۔ حدیثین بعد کو بضرورت جمع کی گیئن اول خوف تہا کہ وضع کرنیوالون کے باعث سخت اختلاف پڑجائیگا اسلئے جسقدر حدیثین اوسوقت ملسکتی تہین اونکا قلمبند کرلینا ضرور تہا جسمین بعد کی وضع کی ہوئی حدیثین معلوم ہوجاوین دوسرے جب نئے مسائل پیش آئے تو آنحضرت کے افعال واقوال کی پیروی کرنی اور اوسپر قیاس کرنا مناسب تہا اور آنحضرت کی محبت کا جسمین مسلمان صدق دلی سے مشہور ہین ایک لازمی نتیجہ تہا اور رجوع ہونا ترک نہین ہوسکتا تہا جب لکہنا حدیث کا شروع ہوا تو یہ مشکل پیش آئی کہ مختلف سببون سے احادیث بضوعہ

احادیث صحیح مین مخلوط ہوگئی تہین اسقدر زمانہ کے بعد صحیح کا موضوع سے تمیز کرنا اہم کام تہا مگر باانہمہ بہت سے شخصون نے جنکی استعداد اور علم اور صداقت کے اعلیٰ درجہ مین کسیکو کلام نہ تہا صحیح کا موضوع سے علحدہ کرنیکا بوجہہ اپنے سر اوٹہایا اور بہت کچہہ کامیابی حاصل کی کما لا یخفی لیکن اصول درایت کے ساتہہ چندان اعتنا نہین کیا گیا اصول حدیث ایک مستقل فن بن گیا ہے لیکن اوس سے اصول درایت کے متعلق بہت کم واقفیت و روشنی حاصل ہوتی ہے حالانکہ یہی اصول فن حدیث کے لئے نہایت ضروری ہے روایت کی صحت و عدم صحت کا مدار بہت راویونکے اعتبار پر ہی ہوجاتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک واقعہ کی روایت جس سند سے بیان کیجاتی ہے اوسکے تمام راوی ثقہ و قابل اعتبار ہوتے ہین لیکن حقیقت مین واقعہ صحیح نہین ہوتا۔ درایت سے یہ مطلب ہے کہ جب کوئی واقعہ بیان کیا جاوے تو اوسپر غور کرنی چاہیے کہ وہ طبیعت انسانی کے اقتضا زمانہ کے خصوصیتون منسوب الیہ کے حالات اور دیگر قراین عقلی کے ساتہہ کیا نسبت رکہتا ہے اگر اس معیار پر پورا نہین اوترتا تو اوسکی صحت مشتبہ ہوگی یعنی یہ احتمال ہوگا کہ روایت کے تغیرات نے یا اور کسی وجہ سے واقعہ کی صورت کو بدل دیا ہے۔ روایت تا لک الغرانیق العلی کو قاضی عیاض و ابوبکر بیہقی وغیرہ نے اور روایت الشمس کو ابن جوزی نے اصول درایت ہی سے موضوع کہا ہے جو واقعات عام لوگونکو رات دن پیش آیا کرتے تہے اونکے متعلق آنحضرت سے کوئی ایسی روایت منقول ہو جو اخبار احاد کے درجہ سے زیادہ نہو تو امام ابوحنیفہ کے اصول درایت سے مشتبہ سمجہی جاویگی کیونکہ ضرور تہا کہ اوسکے راوی زیادہ ہوتے۔ بالفرض اگر اصول سے کوئی روایت مشتبہ معلوم ہو اور از روے روات کے معتبر ہو تو گو اوسکو موضوع نہ کہین لیکن اوسپر ضروری نہوگا اور یہ سمجہا جاویگا کہ روایت کے تغیرات سے یہ حالت

اونھی کے ساتھہ مخصوص ہے شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین کہ باستقراے تام معلوم شدہ کہ فاروق اعظم نظر دقیق در تفریق میان حدیث کہ بہ تبلیغ شرایع و تکمیل افراد بشر تعلق دارد و از غیر آن مصروف میساخت لہذا احادیث شمایل آنحضرت و احادیث سنن زوائد در قیاس و لباس و عادات کمتر میکرد با دو وجہ یکے آنکہ اینہا از علوم تکلیفیہ و تشریعیہ نیست و یحتمل کہ چون اہتمام تام بروایت آن بکار برند بعضے آنہا از سنن زوائد بہ سنن ہدی مشتبہ گردد (ازالة الخفا حصہ ۲ صفحہ ۱۴۱) حضرت عمر اس نکتہ سے واقف تھے کہ جو چیزین خصائص بشری سے ہین اونسے کوئی زمانہ مستثنیٰ نہین ہوسکتا اسلیئے وہ احادیث کی تحقیق و تنقید مین تمام وہی احتمالات ملحوظ رکھتے تھے جو محدثین نے زمانہ مابعد مین پیدا کیئے راوی کے ثقہ ہونیکے ساتھہ یہ احتیاط بھی اونکو تھی کہ پوری حقیقت اوس نے سمجھی ہے یا نہین۔ سند اور روایت کے متعلق حضرت عمر نے جو مقدم اصول قایم کیے اونکو اجمالا یون بیان کیا جاسکتا ہے

(۱) روایت کا باللفظ ہونا ضروری ہے (۲) محض راوی کا ثقہ ہونا روایت کے اعتماد کے لئے کافی نہین (۳) خبر واحد مین تائیدی شہادت کی حاجت ہے (۴) خبر واحد ہمیشہ قابل حجت نہین ہوتی (۵) روایت کے اعتبار مین موقع و محل کی خصوصیات کا لحاظ شرط ہے۔ ہماری راے مین ان امور کا لحاظ بھی چاہیے۔

(۱) دیکھنا چاہیئے کہ واقعہ اصول عدالت کی رو سے ممکن ہے یا نہین۔

(۲) اوس زمانہ کے لوگونکا میلان عام واقعہ کے مخالف تھا یا موافق۔

(۳) واقعہ اگر کسی حد تک غیر معمولی ہے تو اوسی نسبت سے ثبوت کی شہادت زیادہ قوی ہے یا نہین

(۴) اس امر کی تفتیش کہ راوی جس چیز کو واقعہ ظاہر کرتا ہے اونمین اوسکے قیاس و راے کا کسقدر حصہ شامل ہے

(۵) راوی نے جس واقعہ کو جس صورت مین ظاہر کیا وہ واقعہ کی پوری تصویر ہے یا اس امر کا احتمال ہے کہ راوی اوسکے ہر پہلو پر نظر نہین ڈال سکا اور واقعہ کی تمام خصوصیتین نظر مین نہ آسکین

(۶) اسبات کا اندازہ کہ زمانہ کے امتداد اور مختلف راویونکے طریق ادا نے روایت مین کیا کیا اور کس قسم کے تغیرات پیدا کر دئے ہین۔

عجالہ نافعہ مین شاہ عبد العزیز صاحب لکھتے ہین کہ خاتمہ باید دانست کہ علامات وضع حدیث وکذب راوی چند چیز است اول آنکہ خلاف تاریخ مشہور روایت کند مثل آنکہ عبد اللہ ابن مسعود در جنگ صفین چنین گفت حالانکہ عبد اللہ ابن مسعود در عہد عثمان رضی اللہ عنہ وفات یافتہ وازین قبیل ست شعر در جمل چون معاویہ بگریخت بہ خون خلقے بسے بیہودہ ریخت واین قسم موضوعات بادنی تتبع وتامل توان شناخت ۔ دوم آنکہ راوی رافضی باشد وحدیث در طعن صحابہ روایت کند یا ناصبی باشد وحدیث در مطاعن اہلبیت باشد وعلی ہذا القیاس لیکن درین تامل باید کرد اگر آن راوی منفرد است بہ آن حدیث اعتبار نباید کرد واگر دیگران ہم روایت کنند قبول باید کرد ودر توجیہ وتاویل آن فکر باید کرد سوم آنکہ چیزے روایت کند کہ بر جمیع مکلفین معرفت آن و عمل برآن فرض باشد واو منفرد بود بروایت واین قرینہ قویہ است بر کذب چہارم آنکہ وقت وحال قرینہ باشد بر کذب او چنانچہ غیاث بن میمون را اتفاق افتاد کہ در مجلس مہدی خلیفہ عباسی حاضر شدہ او مشغول بود بہ پرانیدن کبوتران پس حدیث روایت کرد کہ لا سبق الا فی خف او نصل او حافر او جناح لفظ جناح از طرف خود افزودہ برائے خوشامد مہدی۔

پنجم آنکہ مخالف مقتضائے عقل وشرع باشد وقواعد شرعیہ انرا تکذیب نمایند مثل قضائے عمری وماننداِن ومثل آنکہ روایت کنند لا تاکل البطیخ حتی تذبحوا۔

ششم آنکہ در حدیث ذکر باشد از امر حسی واقعی اگر فی الحقیقت متحقق میشود ہزاران کس او را

نقل میکردند مثل شخصے روایت کند که امروز که روز جمعه بود خطیب را بر سر ممبر کشتند و روپوست او را کندند حالانکه ہمان راوی باینوجہ منفرد باشد و دیگر روایت نکند

ہفتم رکاکت لفظ و معنی لفظے روایت کند بر قواعد عربیہ درست نہ شود یا معنئے کہ مناسب شان نبوت و وقار نباشد۔

ہشتم افراط بر وعید شدید بر گناہ صغیرہ یا افراط در وعد عظیم بر فعل قلیل چنانچہ من صلی رکعتین فلہ سبعون الف دار وفی کل دار سبعون الف بیت فی کل بیت سبعون سریرۃ علی کل سریرۃ سبعون الف جاریۃ بلکہ احادیث این قسم را خواہ در ثواب باشند و خواہ در عذاب موضوع باید شناخت

نہم آنکہ بر عمل قلیل ثواب حج و عمرہ ذکر نماید۔

دہم آنکہ کسے را از عاملان خیر ثواب انبیا موعود کند یا گوید کہ ثواب سبعین نبیًا و امثال ذلک

یازدہم آنکہ خود اقرار کردہ باشد بوضع احادیث چنانکہ نوح بن ابی عصمت را واقع شد کہ در فضائل قرآن سورہ سورہ وضع حدیث نمود و ترویج و تشہیر کرد و ما ذکر فی البیضاوی فی آخر کل سورۃ پس ہرگاہ او را گرفتند و از وجہ تصحیح سند انہا سوال کردند اعتراف کرد کہ باعث بر وضع این احادیث سبب خیر است و آن آنست کہ دیدم مردم را کہ از قرآن اعراض کردہ اند و بعلوم دیگر مثل تواریخ و تفسیر و فقہ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ اشتغال میدارند برائے ترغیب مردم این احادیث را وضع کردم تا میل بعلوم قرآن نمایند و باعتقاد و ثواب بہ تلاوت و درس قرآن مشغول شوند و این عذر بدتر از گناہ است زیرا کہ احادیث صحیحہ کہ در فضایل قرآن وارد شدہ برائے ترغیب کافی بود ہمچنین در حق تمباکو و حقہ و قہوہ احادیث بسیار وضع کردہ اند کہ رکاکت الفاظ و معنی آنہا ظاہر و باہر است و وضاعین

بسیار گذشته اند و اعراض آنها به تنوعه متکثر است فرقه زنادقه که ابطال شرایع و تحکم
و تمسخر بامور شرعیه منظور داشته اند مثل ابن الراوندی که وضع حدیث الباذنجان لما اکل له غرض
او تمسخر است از شریعت تعریض میکنند بحدیث القران لما قرء له و ماء زمزم لما شرب له گفته اند
که از وضع زنادقه چهارده حدیث بشهرت رسیده اهل بدع و هوی که آنرا از بجهت مذهب خود
و طعن در مذهب مخالف این عمل را مرتکب شدند روافض و نواصب و کرامیه در این
عمل برهمه فرق پیشدستی کرده اند و خوارج و معتزله زیدیه القدریه مرتکب این شنیع نشده اند
و فرقه دیگر که مایه از علم حدیث نداشته و محدثین را موقر و معظم دیدند خواستند که خود را هم درین
فن داخل نمایند این صنعت قبیحه اختیار کردند مثل ابو البختری وهب بن وهب القاضی و سلیمان
بن عمرو نخعی و حسین بن الوال و اسحق بن یحیی و غالبا این فرقه بوعظ و تذکره مشغول بودند فرقه
دیگر اهل زهد و عبادت و دیانت که در قیام یا در معامله چیزے از زمان رسول یا ایمه اطهار
شنیدند بجهت حزم و یقین برجواب در معامله خود آنرا مبهم روایت کردند مردم گمان نمودند
که این حدیث واقعی است که از راه ظاهر بانها رسیده و ابوعبدالرحمن سلمی و دیگر صوفیان
را که از اندازه حدیث آشنا نبودند باین علت تهمت کرده اند و روایت آنها را از خیر اعتبار
بر آورده و فرقه دیگر مصاحبین خلفا و ملوک و امرا که برائے استمالت خاطر آنها وضع احادیث
نمودند و دین خود را بدنیا فروختند دیگر بقصد و تعمد وضع حدیث کرده اند و صورتش آنست که ایشان
بسبب غفلت و توهم کلامے شنیدند از صاحب تو تجربه یا صوفی یا حکیمے از حکماے صاحب یقین و اورا
نسبت به پیغمبر صلی الله علیه وسلم کردند بنا بر ظن انکه این کلام با حکمت (یا افعال) جز از پیغمبر
نخواهد بود و این فرقه را حدے و نهایتے نیست و اکثر عوام باین مبتلا بوده اند -

والله الموفق والعاصم انتهی

حدیثون کے وضع کیے جانیکا سلسلہ تاریخ اوسکی کیفیت

خود صحابہ کے عہد مین ہزارون حدیثین ایجاد و وضع ہوگئین تہین اور منافقین نے اس قسم کے بیہودہ پن کئے تہے اور غلط وصحیح مین التباس ہوگیا تہا۔ مقدمہ صحیح مسلم مین ہے کہ ایکدن بشیر عدوی حضرت عبد اللہ ابن عباس کے پاس آیا اور حدیث بیان کرنی شروع کی اونہون نے کچہہ خیال نکیا بشیر نے اونسے کہا کہ مین رسول اللہ سے روایت کر رہا ہون اور تم متوجہ نہین ہوتے ابن عباس سنے فرمایا کہ ایک زمانہ مین ہمارا یہ حال تہا کہ کسیکو قال رسول اللہ کہتے سنتے تہے تو فوراً ہماری نگاہین اوٹہہ جاتی تہین اور کان لگا کر سنتے تہے لیکن جب سے لوگون نے نیک و بد مین تمیز نہین رکہی ہم صرف اون حدیثونکو سنتے ہین جنکو ہم خود نہین جانتے۔

اور مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ عبد اللہ ابن عباس حضرت علیؓ کے فیصلہ کی نقل لے رہے تہے بیچ بیچ مین الفاظ چہوڑتے جاتے تہے اور کہتے جاتے تہے علیؓ نے ہرگز یہ نہ کہا ہوگا اسیطرح ایک اور دفعہ عبد اللہ ابن عباس سنے حضرت علی کی ایک تحریر دیکہی تو تہوڑے سے الفاظ کے سوا باقی سب عبارت مٹادی لوگونکو وضع حدیث کی زیادہ جرات اسوجہ سے بہی ہوئی کہ اوس وقت تک اسناد روایت کا طریقہ جاری نتہا الا ماشاء اللہ جو شخص چاہتا تہا قال رسول اللہ کہدیتا تہا بیچ کے راویونکو چہوڑ دیتے تہے اور اثبات سند کے مواخذہ سے بری تہے اور ترمذی نے کتاب العلل مین امام ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ پہلے زمانہ مین لوگ اسناد نہین پوچہا کرتے تہے جب فتنہ پیدا ہوا تو اسناد کی پوچہہ گچہہ ہوئی تاکہ اہل سنت کی حدیثین لیجاوین اور اہل بدعت کی ترک کی جاوین اور کوئی وجہہ بہی نہ تہی کہ اسناد و تنقید مین غلو کیا جاوے بجز اون لوگون کے جنکی روایتین کسیوجہ سے

قابل اعتبار نہ سمجھے جاتے ہون ہان جبسے فتنہ پیدا ہوا تب سے ضرورت اسناد و قواعد
کی ہوئی بنو امیہ کا جب دور شروع ہوا تو تمدن مین بہت کچھہ ترقی ہوگئی تہی نئی نئی قومین مسلمان
ہوتی جاتی تہین اون نومسلمون کو ادہر تو نیا نیا جوش تہا اور ہر قوم فاتح کے مجمع مین عزت
و اثر پیدا ہونیکی اس سے بڑہ کر کوئی تدبیر نہ تہی ان سب باتون نے معلومات مذہبی کا اونکو
اسقدر شایق بنا دیا تہا کہ خود عرب اونکی ہمسری کا دعوی نہین کر سکتے تہے ان وجوہ سے
تمام ممالک اسلامیہ مین گہر گہر حدیث اور روایت کے چرچے بہت افراط سے پہیل گئے اور
اور جسقدر اشاعت کو وسعت ہوتی جاتی تہی اعتماد و صحت کا معیار کا درجہ بہی کم ہونا لازمی
تہا ارباب روایت کا دایرہ اسقدر وسیع ہوگیا تہا کہ اوسمین مختلف خیال و مختلف سمجہ و
مختلف عادت مختلف طبیعت مختلف عقاید و مختلف قوم کے لوگ شامل تہے اور ہر قسم
کے لوگ اپنے مسایل کی ترویج مین مصروف تہے اور باوجودیکہ پوری ایک صدی گذر گئی
تہی کتابت کا طریقہ مروج نہین ہوا تہا ان سب اسباب سے روایتون مین اسقدر
بے احتیاطیان ہوئین کہ موضوعات و اغالیط کا دفتر صحیح روایتون سے بڑا ہوگیا یہانتک
کہ امام بخاری نے اپنے زمانہ مین صحیح حدیثونکو جدا کرنا چاہا تو چہہ لاکہہ مین سے انتخاب کرکے
جامع صحیح لکہی جسمین کل سات ہزار تین سو ستانوے حدیثین ہین اوسمین سے اگر مکررات
نکال ڈالی جاوین تو صرف ستائیس سو ساٹہہ حدیثین باقی رہتی ہین بلکہ غالبا اور مکررات
بہی ہون سیکڑون ہزارون بلکہ لاکہون حدیثین دانستہ لوگون نے وضع کرلین حماد بن
زید کا بیان ہے کہ ... ۱۴ حدیثین صرف فرقہ زنادقہ نے وضع کین جیسا کہ فتح المغیث مین انکا
قول نقل ہے عبد الکریم وضاع نے خود تسلیم کیا کہ چار ہزار حدیثین اوسکی موضوع کردہ ہین
(فتح المغیث) بہت سے ثقات و پارسا بہی نیک نیتی سے فضایل و ترغیب مین حدیثین

وضع کرتے تھے جنکی نسبت حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہین کہ ان حدیثون نے بہت ضرر پہونچایا
کیونکہ اون وضاعین کے تقوی و تورع و زہد کی وجہ سے حدیثین مقبول ہوکر رواج پاگئین سلیمان
ابن حرب لکھتے ہین کہ مین ایک بزرگ کے پاس گیا اونہین روتا ہوا پایا سبب پوچھا تو اونہو
کہا کہ مین نے چارسو حدیثین وضع کرکے لوگونمین مشہور کردی ہین اب مین نہین جانتا کہ کیا
علاج کرون ابو عقبہ سے کسی نے پوچھا کہ روایت مالک کی عکرمہ سے اور عکرمہ کی
عباس سے قرآن کی سورتون کے فضایل مین تمنے کہانسے پائی اوس نے کہا
کہ مین نے قرآن چھوڑکر ابو حنیفہ کی فقہ او محمد بن اسحاق کی تاریخ پر لوگونکو متوجہ ہوتے دیکھا اسلئے بنظر قرآن
مین نے وضع کیا غیاث بن ابراہیم نے جب کبوترون والی حدیث خلیفہ مہدی کے سامنے بیان
کیا تو خلیفہ نے کبوترون کو ذبح کروا ڈالا امام شافعی کی تعریف مین مامون بن احمد مروزی نے
حدیث بنا ہی دی جعفر بن محمد طیالسی نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ ہمنے اور احمد بن حنبل اور یحیی بن
معین نے مسجد مین نماز پڑہی کہ وہان ایک قصہ گو کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ حدثنا احمد بن حنبل و یحیی
بن معین قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن قتادہ عن انس قال قال رسول اللہ
قال لا الہ الا اللہ یخلق اللہ من کل کلمۃ منہا طائرا منقارہ من ذہب و ریشہ من مرجان اسطرح
وہ قصہ گو بکنے لگا اور قریب تین ورق کے بک گیا یہ سنکر احمد بن حنبل یحیی بن معین کو
اور یحیی بن معین احمد بن حنبل کو دیکھنے لگے اور اون دونون نے کہا کہ ہمنے تو اسیوقت اسکو
دیکھا ہے جب وہ شخص فارغ ہوا تو یحیی نے پوچھا کہ تجھسے اس حدیث کو کس نے روایت
کی ہے اوسنے جواب دیا کہ احمد بن حنبل و یحیی ابن معین نے یحیی نے کہا کہ ہم تو موجود ہین ہم دونون
نے کبھی اس حدیث کو سنا ہی نہین اوسنے کہا مین سنتا تھا کہ یحیی بن معین بڑا احمق ہے
اب اسکا مجھکو یقین ہوگیا یحیی نے کہا کیون اوسنے جواب دیا کیا دنیا مین سوا تمہارے یحیی ابن معین

اور احمد بن حنبل دوسرا اور کوئی نہین ہے مین بنے سنترہ احمد بن حنبل سے سوائے اس احمد بن
حنبل کے روایت پائی ہے اور یہ کہکر اپنے منہ پر آستین رکہکر ششمہ کرنے والے کی طرح
مسجد سے چلا گیا اس قسم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بطور روایت کے قصہ گوئی بہی
اوسی زمانہ سے شروع ہو گئی ہو گی پس قصہ و روایت مین التباس لازمی و مقتضاے فطرت
انسانی ہے ابن جوزی لکھتے ہین کہ علماے محدثین پر تلبیس ابلیس سے ایسی حدیث موضوع
کی روایت کرنا ہے جسکا موضوع ہونا بیان نہین کیا اور یہ خیانت اونکی شرع پر ہے اور کبہی
لوگون کا ایک کہتا ہے کہ فلان فلان یا فلان عن فلان اور وہم کرتا ہے کہ اوس نے
سنا ہے اوس سے حالانکہ نہین سنا اور یہ قبیح ہے اسلئے کہ منقطع کو متصل کے مرتبہ
مین کرتا ہے (کتاب تلبیس ابلیس علامہ ابن جوزی)

اور اعمش اور ثوری اور ابن عیینہ و ابن اسحاق وغیرہم اس قسم کی تدلیس اسناد مین کرتے تہے
(شرح الشرح نخبۃ الفکر ملا علی قاری)

اور خلاصۃ الخلاصہ مین لکہا ہے کہ فذہب الکرامیۃ والطائفۃ المبتدعۃ کبعض الصوفیۃ
الی جواز وضع الحدیث فی الترغیب والترہیب

الرابع انہم قد یروون عنہم احادیث فی الترغیب والترہیب فضائل الاعمال والقصص احادیث الزہد
ومکارم الاخلاق ونحو ذلک مما لا یتعلق بالحلال والحرام وسائر الاحکام وہذا ضرب
من الحدیث یجوز عند اہل الحدیث وغیرہم التساہل فیہ وروایتہ ما سوی الموضوع فیہ
والعمل لان اصول ذلک صحیحۃ مقررۃ فی الشرع معروفۃ عند اہلہ وعلی کل حال فان الائمۃ
لا یروون عن الضعفاء شیئا یحتجون بہ علی انفرادہ فی الاحکام ہذا شئ لا یفعلہ امام من
ائمۃ المحدثین ولا محقق من غیرہم من العلماء واما فعل کثیر من الفقہاء واکثرہم ذلک واعتمادہ

فلیس بصواب بل قبیح جدا (خلاصۃ الخلاصہ)

فیض القدیر و شرح جامع صغیر مین لکہا ہے کہ وہ اسد ابن اسد کرار غیر فرار جنکے علم و فضیلت پر سب متفق ہین اور جنکا شہرہ مشرق و مغرب مین ہے یعنی امام الحرمین اور مولانا حجۃ الاسلام بہی اس غلطی مین مبتلا ہین اور اونکی کتابونمین بہی موضوع حدیثین منقول ہین اور سبب اسکا یہ ہے کہ صدر اول مجتہدین نے کچہہ اعتنا ضبط و تخریج اور تمیز صحیح پر نہین فرمایا اور باوجود ضعف بعض احادیث سنکے احکام کے تشریع اونپر کردی بلکہ موضوع حدیثین بہی اونہون نے غلطی سے قبول کرلین اور ملا علی قاری شرح الشرح نخبۃ الفکر مین لکہتے ہین کہ حدیثونکے وضع کرنیکا سبب یا بد دیانتی ہے مثل زندیقون کی یا غلبہ جہل ہے مثل بعض اون لوگون کے جو اپنے آپکو بڑا عابد زاہد جانتے تہے کہ اونہون نے حدیثین فضایل اور ترغیب دلانیکے لئے بنالین جسطرح نصف شعبان اور لیلۃ الرغایب کے نماز کی فضیلت مین حدیثین بنالین اور اپنی نادانی و جہالت سے اوسے ثواب کا کام جانا اور ایسے حدیثین اور دوسرونکو نقصان پہونچایا اپنی ذات کو اسطرح نقصان پہونچایا کہ اوسے ثواب جانتے اور اوسپر اجر کی امید رکہتے تہے دوسرونکو اسطرح ضرر پہونچایا کہ لوگون نے اونپر اعتماد کیا اور بسبب اونکے زہد و نیکی و پرہیزگاری اور اقتدار کے اونکے قولونکو نقل کیا اور انکی باتونکو صحیح جانا یہانتک کہ بعض بڑے بڑے عالمون سے یہ حقیقت پوشیدہ رہی اور بڑے بڑے نامی گرامی علما اس دہوکہ مین آگئے اور ان بزرگون کے اوپر بہروسا و اعتماد کرکے ان موضوع حدیثونکو نقل کردیا اسلئے وہ بہی اس بلا مین مبتلا ہوگئے جسمین اصل واضعین مبتلا تہے

جامع الاصول مین لکہا ہے کہ شک پیدا کرنیکے واسطے ملحدین و زندیقین نے صحیح حدیث

کیطرح حدیثونکو روایت کیا جیسا کہ محمد ابن سعید نے انس ابن مالک سے اس حدیث
کو نقل کیا کہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی الا ان شا اللہ۔
اور مامون بن احمد مروزی سے لوگون نے کہا کہ دیکھو شافعی اور اونکے تابعین کو کس
کثرت سے خراسان مین ہین اوسنے فورا یہ حدیث بنادی حدثنا احمد بن عبد اللہ
قال حدثنا عبد اللہ بن معدان الازدی عن انس قال قال رسول اللہ یکون فی امتی رجل
یقال لہ محمد ابن ادریس اضر علی امتی من ابلیس ویکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ و
ہو سراج امتی۔
اور منجملہ اون لوگون کے جو وضع کرنے اور جھوٹ بولنے مین مشہور ہین ابن ابی یحیی
مدینہ مین اور واقدی بغداد مین اور مقاتل بن سلمان خراسان مین اور محمد بن سعید
شام مین تھے حالانکہ مقاتل بن سلمان کو لوگون نے تفسیر کا امام اور باقی لوگون کو
تفسیر مین اوسکا مقتدی جانا ہی اور واقدی سے باوجود اوسکے ضعف کے سند لی ہے
جیسا کہ مجموع البحار مین لکھا ہے محمد بن واقدی قاضی العراق اخذوا عنہ العلم علی ضعفہ
بل اجمعوا علیہ اخرج لہ ابن ماجہ اور جویباری اور ابن عکاشہ اور محمد بن تمیم فاریابی کی روایتین
بھی داخل کتابونکے ہوگئی ہین حالانکہ دس ہزار سے زیادہ حدیثین اونھون نے وضع کین
اور نعیم بن حماد سے بھی بعض محققین نے روایت کی ہے حالانکہ ابن عدی نے اوسکی
شان مین کہا ہے قال النعیم یضع الحدیث فی تقویۃ السنۃ۔ ملا علی قاری کتاب
رجال مین لکھتے ہین وما یقول الناس ان من روی لہ الشیخان فقد جاز القنطرۃ ھذا
ایضا من التجاہل فقد روی مسلم فی کتابہ عن اللیث عن ابی مسلم وغیرہ من الضعفاء
فیقولون انما روی عنہم فی کتابہ لاعتبار والشواہد والتابعات وہذا لا یقوی لان الحفاظ

قالوا الاعتبار امور تعرفون بہا حال الحدیث وکتاب مسلم التزم فیہ الصحۃ فکیف تعرف حال الحدیث الذی فیہ بطرق ضعیفۃ الی قولہ روے مسلم ایضاً حدیث الاسراء فیہ وذلک قبل ان یوحی الیہ وقد تکلم الحفاظ فی ہذہ اللفظۃ وبینوا ضعفہا الی قولہ وقد قال الحافظ ان مسلما لما وضع کتابہ الصحیح عرضہ علی ابی زرعۃ فانکر علیہ وتغیظ وقال سمیتہ الصحیح وجعلتہ سلما لاہل البدع وغیرہم انتہیٰ الحاصل انہ صحیح عن ظن مصنفہ وغلبت ظنہ واما السہو والنسیان فمن لوازم الطبع الانسان وقد ابی اللہ الا ان یصحح کتابہ بقولہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور منجملہ وضاعین کے اسحق بن بشر ہے - جس سے بیہقی اور دارقطنی نے روایت کی ہے حالانکہ ابن جوزی موضوعات میں لکھتے ہین کہ اسحق بن بشر حدیثین بناتا تہا اور بہت سی ایسی جہوٹی حدیث کے بنانے والے گذرے ہین جسکی تنقیح محققین نے نہایت تحقیق سے کی ہے -

امام رازی فرماتے ہین جب اعتراض کرنیوالے نے مجہسے حضرت ابراہیم کے جہوٹ والی حدیث کے انکار کا سبب پوچہا تومین نے کہا کہ اگر نہ مانین تو راویونکی تکذیب لازم آتی ہے اور اگر مانتے ہین تو حضرت ابراہیم کو بچانا چند نامعتبر آدمیون کی طرف سے جہوٹ کے منسوب ہونے سے بہتر ہے

امام ابو حنیفہ سے ابو مطیع بلخی نے پوچہا کہ آپ اس حدیث کی نسبت جو لوگون نے روایت کی ہے کہ جب مومن زنا کرتا ہے تو ایمان اوسکے سر سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا قمیص بدن سے کیا فرماتے ہین اس حدیث کے راویونکی آپ تصدیق کرتے ہین یا تکذیب تو امام نے جواب دیا کہ اون سب راویونکی تکذیب کرتا ہون اور میرا جہٹلانا اون لوگون کو اور رد کرنا اونکی قولونکا کچہہ تکذیب آنحضرت کی نہین ہے اسلئے کہ تکذیب

قول پیغمبر کی یہ ہے کہ کوئی کہے کہ میں پیغمبر کے قول کو نہیں مانتا لیکن جبکہ وہ یہ کہے کہ جو بات
آنحضرت نے فرمائی ہو اوسپر ایمان رکہتا ہون اور اوسکی تصدیق کرتا ہون لیکن مین یہ جانتا ہون
کہ کوئی بات خلاف قران کے آنحضرت نے نہین فرمایا تو یہ حقیقت مین تصدیق پیغمبر کی
اور تصدیق قران کی ہے اور اس سے تنزیہ اور پاکی آنحضرت کی مخالفت قران سے
ثابت ہوتی ہے اور اگر پیغمبر خدا خلاف قران کے کچھہ کہتے تو خدا کب چھوڑتا اور کیونکر
ہوسکتا ہے کہ خدا کا نبی ایسی بات کہے جو مخالف خدا کی کتاب کے ہو اور جو مخالف
خدا کی کتاب کا ہو وہ کیونکر خدا کا نبی ہوسکتا ہے۔

یہ حدیث کہ آنحضرت ہزار برس سے زیادہ قبر مین نہ رہینگے یعنی ہزار برس کے اندر
قیامت آجاویگی بہت مشہور تہی اور سب مانتے تہے لیکن جلال الدین سیوطی نے
سنہ ۹۲۴ ہجری مین اس حدیث کو غلط بتایا مگر افسوس کہ اونہون نے بہی ایک دوسری
حدیث کو کہ عمر الدنیا تسعۃ ایام من ایام الاخرۃ وبعثت بہ فی آخر یوم السادس اپنی
کتاب الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین یہ لکہدیا کہ اب عمر دنیا کی دو سو چہتر ۲۷۶ سال
باقی ہے حالانکہ وہ بہی گذر چکا۔

مراتب احادیث بلحاظ ثبوت

محدثین نے جو تقسیم صحیح حسن ضعیف عزیز غریب وغیرہ کی کی ہے اونکی اختلاف مراتب
سے احکام پر چندان اثر نہین پڑتا ان قسمون مین سے صرف ضعیف کا اعتبار نہین ہوتا
لیکن نوعیت ثبوت کے لحاظ سے امام ابو حنیفہ نے تین قسمین اور قرار دین متواتر
یعنی وہ حدیث جسکی روات ہر طبقہ روایت مین اس کثرت سے ہون جسکی تواطو
علی الکذب کا گمان نہین ہوسکتا یعنی رسول اللہ سے بیشمار لوگون نے روایت کی ہو
اور اسیطرح اون لوگون سے لیکر آخر زمانہ تک شمار راوی ہون۔

اور ہر ایک زمانہ نے پے در پے با اتفاق صحیح اور مستند تسلیم کرلیا ہو اور اونمین کبھی جرح و قدح نہ کی گئی ہو ہر زمانہ کے علما کا قول ہے کہ صرف قران مجید ہی حد تواتر کو پہونچا ہے مگر بعض حدیثونکو بھی متواتر بتاتے ہین اور اونکی تعداد پانچ سے متجاوز نہین ہوتی ایسی احادیث پر بلا تکلف اعتبار کرنا اور اونپر معتقدانہ عمل کرنا واجب ہے اور مشہور وہ حدیث ہے جسکے روات پہلے طبقہ روات مین تو بہت نہون لیکن دوسرے طبقہ سے اخر طبقہ تک اوسی کثرت سے ہون جو متواتر کے لئے مشروط ہے اور ہر زمانہ کے عالمون نے اوسے صحیح تسلیم کیا ہو یہ وہ حدیثین ہین جو ہماری کتب حدیث مین جو معتبر گنی جاتی ہین منقول ہین اور اس باعث سے اونکی صحت بالعموم مسلم ہے اور ہمارے بعض عقاید مذہبی بھی اونپر مبنی ہین گو کہ وہ درایتاً تنقیح اور تنقید کے امتحان سے بری نہین ہین ۔ اور احاد وہ ہے جو متواتر یا مشہور نہو اس قسم کی حدیثونکا اثر اونکی راے کے موافق احکام شرعیہ پر جو پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ متواتر سے فرضیت اور رکنیت ثابت ہو سکتی ہے اور مشہور سے فرضیت ثابت نہین ہوتی لیکن قران مین جو حکم مطلق ہو اوس سے مقید ہو سکتا ہے احاد کا ثبوت چونکہ بالکل ظنی ہے اسلئے وہ قران کے احکام منصوصہ پر کچھ اثر پیدا نہین کرسکتی معتزلہ نے اخبار احاد سے بالکل انکار کیا ہے (۱) حضرت عمر حضرت عایشہ عبد اللہ بن مسعود نے متعدد قولونپر خبر واحد کے تسلیم مین تردد کیا ہے حالانکہ راوی صحابہ تھے جسکی وجہ یہی تہی کہ وہ اخبار احاد کو قطعی نہین سمجھتے تھے اور فاطمہ بنت قیس نے جب حضرت عمر کے سامنے رسول اللہ سے روایت کی تو اوس روایت کی نسبت حضرت عمر نے اسی اصول سے فرمایا لا اترک کتاب اللہ بقول امراۃ لا ندری صدقت ام کذبت ۔ اخبار احاد کی نسبت اگرچہ محققین اور اکثر ایمہ محدثین کا یہی مذہب ہے کہ وہ ظنی الثبوت ہین لیکن

(۱) اصول حدیث مین جس حدیث کے راوی ایک سے زیادہ لیکن شہرت یا تواتر کی حد سے کم ہون وہ بھی خبر احاد مین داخل ہے لیکن یہ اصطلاح حضرت عمر کی خلافت کے بعد کی ہے تا … سوال حدیث کی رو سے ہی جس حدیث کا راوی ایک ہوگا اوسکو ہی احاد کہینگے

ایک فرقہ اوسکے خلاف بھی ہے جسکے سرگروہ علامہ ابن صلاح ہین ۔ علامہ نووی
شرح مسلم مین ابن صلاح کا قول تفصیلاً نقل کرکے لکھتے ہین کہ ابن صلاح نے اون سے جو یہ
جو کچھہ کہا وہ محققین اور اکثرونکی راے کے خلاف ہے کیونکہ محققین اور اکثر لوگونکا قول ہے
کہ صحیحین کی حدیثین جو تواتر کے رتبہ کو نہین پہونچی ہین صرف مفید ظن ہین کیونکہ وہ اخبار
احاد ہین اور اخبار احاد کی نسبت ثابت ہوچکا ہے کہ اونسے صرف ظن پیدا ہوسکتا ہے
اور اس بارہ مین بخاری و مسلم سب لوگ برابر ہین ہمکو خود غور کرلینی چاہیئے کہ اخبار احاد سے
یقین پیدا ہوسکتا ہے یا ظن کسی حدیث کو جب ایک محدث گو وہ کسی رتبہ کا ہو صحیح کہتا ہے
تو اوسکا یہ دعوی درحقیقت چند ضمنی دعوی پر مشتمل ہوتا ہے یعنی کہ یہ روایت متصل ہے
اوسکے رواۃ ثقہ ہین کوئی علت قادح نہین ہے یہ سب امور خود ظنی و اجتہادی ہین
جنپر یقین کی بنیاد نہین قایم ہوسکتی علاوہ اسکے محدثین کے اصول مقررہ مین باہم اختلاف
بھی ہے مثلاً ابن جوزی نے بہت سی حدیثونکو موضوعات مین داخل کیا ہے جسکو
دوسرے محدثین صحیح و حسن کہتے ہین ۔ حدیث مرفوع کی ضروری شرط یہ ہے کہ رسول اللہ
تک متصل ثابت ہو اتصال ثبوتکے جو طریقہ تسلیم کیے ہین اونمین اکثر ظنی و اجتہادی ہین ۔ صحابہ
کے ان الفاظ کو کہ یہ امر سنت ہے یا ہمکو یہ حکم دیا گیا تھا ہم اسباب سے روکے گئے تھے
رسول اللہ کے زمانہ مین فلان کام کرتے تھے یا ہم اوسکو برا نہین سمجھتے تھے اکثرون
نے مرفوع قرار دیا ہے اور بعضون نے یہانتک وسعت دی کہ جن حدیثونمین یہ
الفاظ تھے اونکو ان لفظون سے روایت کردیا کہ رسول اللہ نے یہ فرمایا حالانکہ یہ الفاظ
اپنے معنی مین قطعی الدلالت نہین ہین ۔ بلکہ اصحاب کے ظن و اجتہاد پر مبنی تھے جسکی
نسبت تسلیم کیا گیا ہے کہ فہم الصحابی لیس بحجۃ امام شافعی ابن حزم ابو بکر رازی اور دیگر

محققین نے صحابہ کے اس قول کو کہ یہ فعل سنت ہے حدیث مرفوع نہین قرار دیا
کتب سیر وحدیث مین بیسیون مثالین ملتی ہین جنمین صحابی نے یہ لفظ استعمال کئے ہین اور وہ حدیث
نبوی نہتی بلکہ خود اونکا قیاس واجتہاد تہا فواتح وشرح مسلم الثبوت مین لکہا ہے کہ
ابن صلاح اور چند اہل حدیث نے یہ گمان کیا ہے کہ روایات بخاری ومسلم کی مفید یقین
ہین یہ بڑا دہوکا ہے کیونکہ جو شخص اپنے دلمین سوچیگا وہ بالبداہت مانیگا کہ فقط روایت کرنا
یقین کے لئے کافی نہین ہے کیونکر ہوسکتا ہے انمین بہت سی حدیثین ایسی ہین جو
ایک دوسری کی نقیض ہین اور اگر اون سب پر یقین کیا جاوے تو تناقض یا تو انکا
ماننا لازم آوے معنعن مین اتصال کا ثابت ہونا مشکل ہے۔

امام بخاری کا مذہب ہے کہ اگر ثابت ہو کہ راوی ومروی عنہ ہمزمان تہے اور کبہی ملے بہی تہے
تو وہ حدیث متصل سمجہی جاویگی ۔ امام مسلم اگرچہ امام بخاری کے شاگرد تہے تاہم اونہون نے
صرف ہمزمان ہونا کافی سمجہا ہے اس اختلاف کا یہ نتیجہ ہے کہ امام بخاری کے اصول کے
مطابق امام مسلم کی وہ تمام معنعن روایتین جنمین ملاقات ثابت نہین ہے منقطع ہین حالانکہ
امام مسلم اونکو متصل سمجہتے ہین اور اوسمین اونکو یہانتک اصرار ہے کہ اپنے مخالف کو
درشت الفاظ سے یاد کرتے ہین مین خیال کرتا ہون کہ حدیث متواتر بہی اگر بالمعنی
روایت کی گئی ہو تو وہ بہی یقین کے درجہ کو نہین پہونچ سکتی کیونکہ ممکن ہے کہ شارع
کا مطلب دوسرا ہو مگر جب یقین کرنیکی کوئی وجہ ہو اگرچہ ان سب قیود سے حدیث
کی روایت کا دایرہ تنگ ہوجاتا ہے لیکن جب ہم دنیاوی امور مین اسیطرح احتیاط کرتے
ہین تو شرع مین کیونکر نہ کرین اور تنقید سے ہمکو کچہ نقصان نہین پہونچ سکتا جو صحت حدیث کی
نہین جانتا اوسکی مثال اوس عطار کی ہے جسکے پاس دوائین ہین لیکن نہین جانتا کہ کون کس مرض کی ہین۔

بلا ارادہ روایات مین اختلاف ہونیکے اسباب

جو کبھی ہم راویونکی روایتون مین اختلاف دیکھین تو ہمیشہ ہکو یہ نتیجہ نکالنا نہین چاہیئے کہ یہ روایتین راویونکی بناوٹ ہین اسلئے کہ احادیث موضوعہ کے سوا اور بھی قدرتی اسباب ایسے موجود ہین جنکی وجہ سے روایات مین اختلاف پڑنا ممکن الوقوع ہے جو بمقتضاے فطرت انسانی پیش آتے ہین۔

اول حدیث کے مطالب کی غلط فہمی۔ دوم حدیث کے معنی سمجھنے مین دو راویونکے باہم اختلاف یعنی ایک ہی حدیث سے ایک نے کچھ معنی سمجھے اور ایک نے کچھ۔ سوم حدیث کے مطالب کو لوگون سے صاف بیان کرنیکی عدم قابلیت۔ چہارم راوی کے حافظہ کا قصور کہ یا تو اس نے کسی حدیث کا کوئی جزو چھوڑ دیا یا دو مختلف حدیثونکو باہم خلط ملط کر دیا یا کسیطور پر اوسکے حافظہ نے قصور کیا۔ پنجم راوی کا کسی جزو حدیث کی تفصیل کا بیان کرنا اسغرض سے کہ سننے والا آسانی اوسکو سمجھ جاوے لیکن سننے والے نے از راہ غلطی اوس تفصیل کو بھی حدیث کا جزو سمجھا۔ ششم راوی نے اپنی گفتگو مین جناب پیغمبر خدا کے چند کلمات بیان کیے اور سننے والے نے اوسکے تمام کلام کو حدیث سمجھ لیا ہفتم کسی راوی نے یہودیون کی روایتین بیان کین اور سننے والے نے اوسکو غلطی سے حدیث سمجھ لیا اور اسی ذریعہ سے یہودیونکی روایتونکا اختلاف مسلمانون کے یہان منتقل ہو آیا۔ ہشتم وہ اختلاف جو زبانی روایات کے سلسلہ سے خود بخود عارض ہوتا ہے اور اسی ذریعہ سے معمولی باتین معجزہ وکرامات کی صورت پیدا کر دیتی ہین۔ نہم مختلف حالات جنمین کہ راوی نے انحضرت کو دیکھا تھا یا کچھ فرماتے سنا تھا یا کرتے دیکھا تھا۔

یہ تمام اسباب ایسے ہین جنکے سبب سے بغیر ارادہ و تصنع کی قدرتی طور پر روایتوںمین اختلاف ہوجاتا ہے منجملہ اونکے صرف نوین قسم ایسی ہے کہ باوجود اختلاف کے اس قسم کی کل راویتون کا سچا ہونا ممکن ہے

وضع کے بعد اون مسامحات و غلط فہمیون و بے احتیاطیونکا درجہ تہا جسکی وجہ سے ہزارون اقوال آنحضرت کی طرف بے قصد منسوب ہوے مثلاً بعض محدثین کا قاعدہ تہا کہ حدیث کے ساتہہ اوسکی تفسیر بہی بیان کرتے جاتے تہے اور اکثر حرف تفسیر کو حذف کردیتے تہے جسسے سامعین نے دہوکا کہاکر تفسیری جملونکو بہی حدیث مرفوع سمجہہ لیا اس قسم کے مسامحات بڑے بڑے ایمہ فن سے صادر ہوے امام زہری جو امام مالک کے اوستاد اور حدیث کے ایک بڑے رکن شمار کیے گئے ہین اونکی نسبت علامہ سخاوی لکہتے ہین کہ اسطرح زہری اکثر حدیث کی تفسیر کرتے تہے اور وہ حروف جنسے اوس عبارت کی تفسیر ہونا ظاہر ہو اکثر چہوڑ دیا کرتے تہے وکیع کا بہی یہی حال تہا جو امام شافعی کے اوستاد ہین وہ اکثر حدیث کے بیچ بیچ مین یعنی کہکر مطالب بیان کرتے جاتے اور اکثر یعنی کا لفظ چہوڑ دیتے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تہا کتب رجال و اصول حدیث مین اس قسم کی اور بہت سی مثالین ہین — بڑی آفت تدلیس کی تہی جسکا ارتکاب بڑے بڑے ایمہ فن کرتے تہے اس تدلیس نے استاد کے اتصال کو بالکل مشتبہ کردیا تہا —

اسکے سواے اور بہت سی بے احتیاطیان تہین جنکی تفصیل اصول حدیث کی کتابون سے اور استقرا سے مل سکتی ہین اور متقدمین کی جانفشانی و محنت کا ثمرہ ظاہر ہو سکتا ہے — علامہ ابن خلدون لکہتے ہین کہ ابوحنیفہ کی روایتین اسلئے کم ہین کہ اونہون نے روایت اور عمل کے شروط مین سختی کی۔ اور احتیاط کا مقتضی

یہی تہا کہ خوب جانچ و پڑتال کر قبول کرتے جیسا کہ امام صاحب نے کیا۔ ابن سلام
مقدمہ مین لکھتے ہین کہ متشددین کا یہ مذہب ہے کہ صرف وہ حدیث قابل حجت ہے
جسکو راوی نے اپنی حفظ سے یاد رکہا ہو اور یہ قول مالک وابی حنیفہ سے منقول ہے
محدثین نے لکھا ہے کہ امام مالک نے اول جب موطا لکھی تو اوسمین دس ہزار حدیثین
تہین پہر جون جون تحقیق کرتے گئے کم ہوتی گئین یہانتک کہ سات سو تک رہ گئین۔
بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایکدن حرم قریشی نے امام شافعی سے کہا۔ کہ آپ
وہ حدیثین لکہوائیے جو آنحضرت سے ثابت ہین اونہون نے جواب دیا کہ ارباب معرفت
کے نزدیک صحیح حدیثین کم ہین کیونکہ ابو بکر صدیق نے جو حدیثین رسول اللہ سے روایت
کین اونکی تعداد سترہ سے زیادہ نہین ہے عمر ابن الخطاب نے باوجود اسکے کہ آنحضرت کے
بعد ایک مدت تک زندہ رہے اونکی روایت سے پچاس حدیثین بہی ثابت نہین ہین
حضرت عثمان کا بہی یہی حال ہے حضرت علی اکثر لوگونکو حدیث سیکہنے کی ترغیب دلاتے
مگر اونسے بہی کم حدیثین مروی ہین کیونکہ اکثر وہ مطمئن نہین رہے اونسے جو حدیثین مروی
ہین اکثر حضرت عمر اور حضرت عثمان کے عہد خلافت کی ہین اور ان لوگون کے سوا اور
صحابہ سے بہت سی حدیثین مروی ہین لیکن اہل معرفت کے نزدیک وہ تمام روایتین
صحیح سند سے ثابت نہین ہین (مناقب شافعی از امام رازی فصل ثامن شرع
مذہب شافعی) ابو ہریرہ سے ٥٣٤٦ پانچہزار تین سو چہیالیس انس سے ٢٢٨٦ دو ہزار دو سو چہیاسی عبد اللہ
ابن عباس سے ٢٦٦٠ دو ہزار چہہ سو ساٹھ جو صرف آنحضرت کے وفات کے وقت کم سن تھے
جابر سے ٢٥٤١ دو ہزار پانسو اکتالیس عبد اللہ ابن عمر سے جو آنحضرت کے زمانہ مین نوجوان تھے
٢٦٢٠ دو ہزار چہہ سو بیس حدیثین مروی ہین جنکو بعض لوگون نے غالباً صحاح کی کتابون سے شمار کیا ہے

اس مسئلہ مین کہ جس حدیث کو راوی نے اپنے کانون سے سنا ہو اور روایت کے وقت تک یاد رکہا ہو محدثین کو امام ابو حنیفہ سے اختلاف ہے محدثین کہتے ہین کہ ان پابندیون سے روایت کا دائرہ تنگ ہو جاتا ہے لیکن یہ اونکی غلطی ہے کما لا یخفی اکثر شیوخ کا حلقہ درس اوس زمانہ مین نہایت وسیع ہوتا تہا یہانتک کہ ایک مجلس مین دس دس ہزار سامعین جمع ہوتے تہے بہت سے لوگ ستہے جنکے کانون مین شیخ کا ایک لفظ بہی نہین ہو نچ سکتا تہا اسلئے متعدد مستملی جا بجا بٹہلائے جاتے تہے کہ شیخ کے الفاظ کو اون تک پہونچا دین پس یہ بحث پیدا ہوئی کہ جس شخص نے کہ صرف مستملی سے سنا ہو وہ اصل شیخ کی نسبت حدثنا کہہ سکتا ہے یا نہین امام ابو حنیفہ نے نفی کا فتوی دیا اور ائمہ محدثین مین سے حافظ ابو نعیم فضل بن اکثم زید بن قدامہ امام صاحب سے متفق ہین اور دوسرونکو اختلاف ہے اور احتیاط امام صاحب کے مسئلہ مین ہے جیسا کہ حافظ بن کثیر نے لکہا ہے کہ مقتضائے عقل امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے لیکن عام مذہب مین آسانی ہے۔ جن لوگون نے خود شیخ سے سنا اور جن لوگون نے مستملی سے سنا تہا اون لوگون کا درجہ مساوی قرار دینا ناانصافی ہے جبکہ غلط فہمی و غلط گوئی کا شبہہ بہی کسیطرح نہین جا سکتا۔ بعض محدثین اخبرنا و حدثنا وغیرہ کو اصطلاح کے موافق استعمال نہین کرتے تہے جیسا کہ حسن بصری نے متعدد روایتون مین کہا ہے کہ حدثنا ابو ہریرہ حالانکہ ابو ہریرہ سے وہ کبہی نہین ملے اونہون نے اسلئے یہ تاویل کی تہی کہ ابو ہریرہ نے جب وہ حدیث بیان کی تہی تو وہ شہر مین موجود تہے محدث بزار نے لکہا ہے کہ حسن بصری نے اون لوگونسے روایت کی ہے جنسے وہ کبہی نہین ملے اور تاویل یہ کرتے تہے کہ اونکی قوم نے وہ حدیث اونسے سنی تہی فتح المغیث

جس زمانہ مین روایتین لکھی گئین راویون نے انتظام نہین کیا اور یقیناً ناممکن بھی تہا کہ وہی الفاظ اور بجنسہ بلا تقدیم و تاخیر بالخصوص احادیث طوال مین جو حضرت فرماتے تہے بجز معدودے چند کے بیان کرین اور اس امر مین بھی نہایت شبہہ ہے کہ بیان کرنیوالا ٹہیک ٹہیک وہی مطالب بیان کرتا ہے جو آنحضرت کا تہا یا نہین اور جو الفاظ کہ اوسنے بیان کئے ہین وہ ٹہیک ٹہیک اوس مقصد کے لیے جو آنحضرت کا منشا رتہا مناسب و کافی ہین یا نہین مگر چونکہ بیان کرنا جنکا نہین سکتا تہا جو امر پیش آتا تہا اوسکی نسبت بالطبع لوگ دریافت کرنا چاہتے تہے کہ آنحضرت نے اسمین کیا فرمایا اور انکے وقت مین اوسکی نسبت کیا ہوتا تہا اور جو معلوم ہوتا تہا اوس پر دین و دنیا دونون کا معاملہ چلتا تہا یہانتک کہ بڑی بڑی کتابین حدیث کی جو ہمارے لئے سرمایہ علم و عمل ہین موجود ہوگئین۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کوشش کہ کسی حدیث کے مخصوص الفاظ کے معنی معین کرنے مین یا کسی حدیث سے بعض واقعات یا احکام کے قایم کرنے مین کیجاوے اوس مین بڑی احتیاط چاہیے کیونکہ اطمینان کامل الا ماشاء اللہ نہین ہوسکتا کہ خاص وہی الفاظ آنحضرت کے اور بلا تقدم و تاخر کے ہین جو راوی نے بیان کئے یا دوسرا اوس سبب زیادہ مہتم بالشان اور قابل بحث مسئلہ یہ ہے کہ روایت بالمعنی جایز ہے یا نہین۔ یا یہ کہ ایسی روایت قابل صحت ہین یا نہین اور بنا اعتقاد ہوسکتی ہین یا نہین زبان کے نکتہ شناس جانتے ہین کہ مرادف الفاظ بھی یکسان اثر نہین رکھتے اور معنی کی حیثیتون مین کچھ نہ کچھ فرق ضرور پیدا ہوجاتا ہے تو بالمعنی مین کسقدر اختلاف نہ پیدا ہونگے جمہور کا مذہب بھی بیان کیا گیا ہے کہ روایت بالمعنی جایز ہے اور اسی پر اکثر عمل بھی کیا گیا ہے لیکن کتب احادیث سے متعدد نظیرین ملتی ہین کہ خود صحابہ سے ادائے مطلب مین

روایت بالمعنی

کمی یا زیادتی ہوگئی ہو جائے کہ دوسرے شخصون سے۔ ابن ماجہ مین روایت ہے کہ
ابوموسی اشعری نے آنحضرت سے روایت کی کہ جب مردے پر یہ الفاظ کہکے رویا جاتا
واعضداہ واکسباہ واناصراہ واجبلاہ تو اوسکو عذاب دیا جاتا ہے کسی نے
حضرت عایشہ سے کہا کہ ابن عمر یہ حدیث بیان کرتے تھے اونہون نے کہا کہ مین
یہ نہین کہتی کہ جھوٹ کہتے ہین لیکن اونکو شبہہ ہوا اور واقعہ یہ ہوا ہے کہ ایک یہودی
عورت مرگئی اوسکے گہر والے اوس پر روتے تھے آنحضرت نے سنا تو فرمایا
اوسکے گھر والے رو رہے ہین اور اوسپر قبر مین عذاب ہو رہا ہے
اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عایشہ نے یہ آیت پڑہی لا تزر وازرۃ وزر
اخری۔ موسی بن طلحہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عایشہ سے کہا کہ ابن عمر
کہتے ہین کہ مرگ مفاجات مومنون پر سختی ہے حضرت عایشہ نے کہا کہ خدا بخشے ابن
عمر کو پیغمبر خدا نے تو یہ فرمایا ہے کہ مرگ مفاجات تخفیف ہے مومنون پر اور سختی
ہے کافرون پر عین الاصابہ مین جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ ابوہریرہ نے
کہا کہ جس نے مردہ کو غسل دیا اوسپر بھی غسل لازم ہے جب حضرت عایشہ نے سنا
تو فرمایا او ینجس الموتی المسلمین یعنے کیا نجس ہو جاتا ہے مسلمانونکا مردہ بھی طبرانی
نے لکھا ہے کہ ابوہریرہ نے کہا کہ بے وتر کے نماز نہین ہوتی حضرت عایشہ نے سنا
تو فرمایا کہ کس نے حضرت سے ایسا سنا ہے ابھی تو کچھہ زمانہ نہین گذرا کہ ہم بات
پیغمبر صاحب کی بھول گئے ہون آپنے تو یہ فرمایا تھا کہ من جاء بصلوۃ الخمس یوم
قیامتہ حافظا علی وضوءہا ومواقیتہا ورکوعہا وسجودہا ولم ینقص منہ شیئا کان لہ عند اللہ
عہدا ان لا یعذبہ ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے عین الاصابہ مین یہ روایت ہے کہ

لم ینقص

حضرت عایشہ سے کہا کہ جابر بن عبد اللہ کہتے ہین کہ الماء بالماء حضرت عایشہ نے فرمایا
کہ جابر نے اس مین غلطی کی ہے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جب ختنہ تجاوز ہو جاوین شرم گاہین تو غسل
واجب ہو جاتا ہے مکحول سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عایشہ سے کہا
کہ ابو ہریرہ کہتے ہین کہ گھر گھوڑے عورت ان تینون چیزون مین نحوست ہیجاتی ہے
اونھون نے فرمایا کہ ابو ہریرہ کو یاد نہین رہا آنحضرت نے یہ فرمایا تھا کہ خدا یہودیونکو
مارے وہ کہتے ہین کہ نحوست تین چیزون مین ہیجاتی ہے گھر اور عورت اور گھوڑون
مین معلوم ہوتا ہے کہ شروع کے لفظ ابو ہریرہ نے نہین سنے یا بھول گئے۔
عین الاصابہ مین لکھا ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ایک عورت
نے ایک بلی کو نہ پانی دیا نہ کھانا نہ اوسے چھوڑا یہانتک کہ وہ مرگئی اسلئے
خدا نے اوسے عذاب دوزخ کا دیا تو حضرت عایشہ نے فرمایا کہ خدا کے
نزدیک مومن کی ایسی عزت نہین کہ ایک بلی کے پیچھے اوسے دوزخ مین ڈالے
وہ عورت کافرہ تھی یہ کہکر کہا کہ ابو ہریرہ ذرہ سمجھکر آنحضرت سے روایت
کیا کرو اور یہ بھی اوسی کتاب مین ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا
کہ اگر کسی کے پیٹ مین ریم اور خون بھر جاوے تو بہتر ہے شعر سے حضرت
عایشہ نے کہا ابو ہریرہ کو یاد نہین رہا آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بہتر اوس شعر سے
جو ہجو مین کسی کے کہا جاوے اسیطرح غزوہ بدر کے واقعہ مین عام روایت
یہ ہے کہ رسول اللہ نے قلیب پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ ہل وجدتم ما فعل
ربکم حقا لوگون نے عرض کیا کہ آپ مردون سے خطاب فرماتے ہین ارشاد
ہوا کہ جو مینے کہا اوس لوگون نے سن لیا حضرت عایشہ کے سامنے یہ روایت

بیان کیگئی تو اونہون نے فرمایا کہ رسول اللہ نے یہ نہین فرمایا تھا بلکہ یہ الفاظ تھے - لقد علموا انما ادعو لہ حقا - (تاریخ کبیر علامہ ابو جعفر جریر طبری) بخاری مین حضرت انس سے یہ روایت ہے کہ حضرت عایشہ نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا تھا کہ الآن یعلمون ماکنت اقول لہم حقا - دیکھو ان دونون جملون کے مفہوم مین کسقدر فرق ہے اور اوس سے سماع موتی کے مسئلہ پر کیسا مخالف اثر پڑتا ہے غرضکہ جب صحابہ سے اس قسم کے مسامحات واقع ہوئے ہین تو دوسرون کا کیا ذکر ہے - ابن جوزی نے کہا ہے کہ قرن اول صافی تھے پس بعض صحابہ آپس مین سنتے تھے ایک دوسرے سے پھر کہتے تھے فرمایا رسول اللہ نے سبب اسکے کہ ذکر کرین جسنے روایت کی کیونکہ نہین شک کرتے تھے صدق راوی مین یعنی شدت وثوق کی وجہہ سے آنحضرت کی طرف منسوب دم قوع کر دیتے تھے حالانکہ خود آنحضرت سے نہین سنتے تھے بلکہ آپسمین کسی سے سنتے تھے اور کہا ہے کبھی ہوتے ہین راوی ثقہ اور معتمد اور ہوتی ہے حدیث موضوع یا مقلوب - کثیر الروایت ہونے سے روایت کی صحت مین کلام ہوتا ہے ابوہریرہ بہت کثیر الروایت تھے غالبا وہ روایت بالمعنی کرتے ہون صحابہ نے خود کثیر الروایت ہونیکی جہت سے اونسے استفسار کیا تھا - محمود بن سلمان نقوی نے کتاب اعلام الاخبار مین نقلا عن صدر شہید لکھا ہے کہ ابوہریرہ روایت کرتے تھے جو اونکو پہونچا تھا اور جو سنتے تھے بے اسکے کہ تامل کرین معنونمین - شرح صحیح مسلم مین امام نووی لکھتے ہین کہ سب اگلے پچھلون نے روایت بالمعنی جائز رکھی ہے احادیث مین آنحضرت کے اور اقوال مین اور ونکے بشرطیکہ یقین معنی کے صحت پر ہو وہ سے اور یہی صحیح ودرست ہے اور حالات صحابہ اور اونکے مابعد لوگون کے احوال سے بھی یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہے

یہ ہو امام البرہان الاکبر عمر بن عبد العزیز بن مازۃ المعروف بالحسام الشہید المتوفی سنہ ۵۳۶ صاحب شرح ادب القاضی مذہب ابو حنیفہ کشف الظنون لحاجی خلیفہ قسطنطنی

کیونکہ ایک ہی بات کو مختلف لفظون مین اونہون نے روایت کیا ہے۔ شرح مشکوٰۃ
مین بعد ایک بڑی بحث کے بہ نسبت روایت باالالفاظ و بالمعنی کے لکھتے ہین
کہ نقل بالمعنی کتب سنیہ وغیرہ اور صحاح ستہ وغیرہ مین واقع ہے لطیفہ یہ ہے کہ
جو لوگ روایت بالمعنی کے ماننے والے ہین اونہون نے چند الفاظ مثالاً بیان
کئے ہین کہ اونکو تبدیل کرکے بیان کرسکتے ہین جنکے معنی ایک ہون گے محدث سخاوی
لکھتے ہین کہ حدیث مین آیا ہے۔ اقتلوا الاسودین الحیۃ والعقرب بجاے اسکے یہ
کہہ سکتے ہین۔ کہ امر بقتلہما اونکے نزدیک اس مثال مین الفاظ کے اختلاف
نے معنی مین فرق نہین پیدا کیا حالانکہ اقتلوا اور امر بقتل مین صریحی تفاوت ہے
اقتلوا اگرچہ امر کا صیغہ ہے لیکن اوسمین وہ تحتم و تاکید نہین ہے جو اُمر مین ہے۔
امام ابوحنیفہ نے ان مشکلات کا اندازہ کرکے جسقدر صحت ہوسکتی تھی اوسکا
یہ طریقہ معتدل اختیار کیا ہے کہ چونکہ حدیثین اونکے زمانہ سے پہلے بالمعنی روایت
ہوچکی تھین اور محدثین مین شایع تھین اونکے قبول سے بجز چارہ نہ تھا ورنہ روایات
کا تمام دفتر بیکار ہوتا اسلئے اونہون نے یہ قید لگائی کہ روات حدیث فقیہ ہون
یعنے الفاظ کے اثر و مطالب کے تغیر سے واقف ہون اسطرح تغیر مطالب کا
احتمال اگرچہ اب ہی باقی رہتا ہے لیکن بہت کچھ صحت ہوجاتی ہے اور احتمال
بقین کے لئے قادح نہین ہے۔

جو لفظ آنحضرت کی زبان مبارک سے نکلے اور جس نظم و ترتیب سے بتقدیم و تاخیر
کلمات آنحضرت نے تقریر فرمائے اوسکا ایک دفعہ مین سنکر الا ماشاء اللہ بلفظہ یاد
کرلینا توکسیطرح قیاس مین نہین آتا اور نہ شاید کوئی شخص کسی بشر کی نسبت ایسا خیال

کرسکتا ہے علاوہ اسکے سننے والے صرف وہی لوگ نہین تھے جو ذہن و حافظہ و علم و سمجھہ مین کامل تھے اور جو روایت و فقہ مین کامل معروف تھے اگرچہ یہ ضرور ہے کہ ہر شخص کچھہ نکچھہ کوشش یاد کرنیکی بوجہہ اعتقاد کے کرتا ہوگا لیکن نہ اسقدر۔ اور علاوہ اسکے اسبات کی طمانیت تھی کہ آنحضرت سے دوبارہ پوچھہ لینگے پس کیا کوئی آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ لاکھون آدمی جو آنحضرت کے گرد جمع رہتے تھے سب کے سب قوی الحافظہ تھے۔ اگر کتابون مین لکھہ بہی لیتے جب بہی خیال ہوتا کہ کہ حافظہ کی غلطی جو بمقتضاے فطرت کے واقع ہوسکتی تہین صحیح کرلیگئین ہین اسواسطے محتاطین نے لکھکر اس خیال سے کہ شاید راویون نے غلطی کی ہو چاک کر ڈالا تو پہر کیونکر قیاس مین اسکتا ہے کہ روایت باللفظ ہوئی ہو۔ الفیۃ الحدیث مین ہے کہ جو شخص مدلول الفاظ کو اچہی طرح سے نہین سمجھتا ہے اوسکو روایت باللفظ کرنا ضرور ہے البتہ جو شخص مطالب کا اندازہ دان نہ ہو اوسکی نسبت اختلاف ہے کثرت راے اسطرف ہے کہ وہ الفاظ کا پابند نہین امام ابو حنیفہ نے اس اجازت کو صحابہ و تابعین تک محدود کردیا اور دوسرونکو روایت باللفظ کی قید لگائی امام طحاوی نے بہ سند متصل اونسے روایت کی ہے کہ صرف وہ حدیث روایت کرنی چاہیے جو روایت کرتے وقت بجنسہ اوسیطرح یاد ہو جسطرح سننے کے وقت یاد تھی۔ ملا علی قاری اس روایت کو نقل کرکے لکھتے ہین کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ روایت بالمعنی کو جایز نہین رکھتے تھے۔ امام مالک و بعض محدثین نے امام ابو حنیفہ سے اتفاق کیا جب ایک شخص کی نسبت محدثین اور مجتہدین کے اصول کے موافق یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ متصل بہی ہے روات بہی ثقہ ہین شذوذ بہی نہین ہین تب بہی یہ بحث باقی رہتی ہے کہ راوی نے

ادا ے مطلب کیونکر کیا موقع ومحل روایت کی تمام خصوصیتین ملحوظ رکھین یا نہین فہم
مطلب یا طریقہ ادا مین تو کوئی غلطی نہین کی چونکہ یہ مسلم ہے کہ حدیثین اکثر بالمعنی روایت
کی گئی ہین اسلئے تنقید کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے صحابہ کے زمانہ مین روایت کی
صحت کا جو انکار کیا جاتا تھا اسی بنا پر تھا ۔ صحیح مسلم باب التیمم مین ہے کہ ایک شخص
نے حضرت عمر سے مسئلہ دریافت کیا کہ مجھکو غسل کی حاجت ہووے اور پانی نہ ملے
تو مین کیا کرون حضرت عمر نے فرمایا کہ نماز نہ پڑہ عمار موجود تھے اونہون نے اس مسئلہ
کے متعلق آنحضرت سے ایک روایت بیان کی اور کہا کہ آپ بھی اوس موقع پر موجود تھے
حضرت عمر نے کہا کہ اے عمار خدا سے ڈر ظاہر ہے کہ حضرت عمر عمار کو کاذب الروایت
نہین سمجھتے تھے لیکن اس اعتبار پر کہ ادا ے مطلب مین اور فہم مطلب مین غلطی ہوئی
یہ فرمایا ۔ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین جو حافظ زین الدین عراقی کی تصنیف
ہے لکھا ہے کہ محدثین فقہا اور اصولین شافعیہ وغیرہ کا ایک گروہ روایت بالمعنی کو مطلقاً
روا نہین رکھتا قرطبی نے کہا ہے کہ امام مالک کا اصلی مذہب بھی یہی ہے یہان تک
کہ جو اسطرف گئے ہین اونمین سے بعض نے اس باب مین بہت سختی کی ہے پس انکے
نزدیک ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ پر یا ایک حرف کا دوسرے حرف پر مقدم لانا جائز نہین نہ ایک حرف
کا دوسرے حرف کی جگہہ بدلنا نہ ایک حرف کو زیادہ یا کم کرنا چہ جائے کہ بہت سے
حرفونکو ۔ نہ ثقیل کو خفیف کرنا اور نہ خفیف کو ثقیل کرنا نہ منصوب کو رفع دینا نہ
مجرور یا مرفوع کو نصب دینا اگرچہ ان تمام صورتون مین معنی نہ بدلتے ہون بلکہ اونہون نے
لفظ ہی پر بس کی ہے چاہے لغت فصیح کے برخلاف ہی ہو اور ایسا ہی چاہے غلط ہو خطیب نے
کفایہ مین اسکو مفصل بیان کیا ہے ۔ اور صفحہ ٦،٥ و ٧،٥ مین لکھا ہے کہ اور کہا گیا ہے

کہ صحابہ کے سوا دوسرونکے لیئے روایت بالمعنی کرنا روا نہین ہے کیونکہ زبانین بہ نسبت
اونکے جو پہلے تہے خلل آگیا ہے برخلاف صحابہ کے اسلیئے کہ وہ اہل زبان تہے اور کلام کو
خوب سمجہنے والے تہے ماوردی اور رویانی نے باب القضا مین اسکا ذکر کیا ہے بلکہ
اس بات کو زور کے ساتہہ بیان کیا ہے کہ صحابی کے سوا دوسرے کو روایت بالمعنی
جایز نہین مگر یہ اونکا اختلاف صرف صحابی مین ہے نہ اورونمین اور بعض کہتے ہین کہ
صحابہ وتابعین کے سوا دوسرونکو روایت بالمعنی جایز نہین ہے اور خطیب کے ایک
ساحر یعنی قاضی ابوبکر کے پوتے نے ادب الروایت مین اوسکو زور کے ساتہہ بیان
کیا ہے اوس نے کہا ہے کہ جب حدیث مین اسناد کی قید لگائی تو یہ واجب ہے کہ
لفظ نہ بدلین تاکہ جہوٹ داخل نہ ہو جاوے باوجود اس قید کے بہی یہ بات کہی گئی کہ
روایت کرنیکے بعد راوی کو ایسے الفاظ کہدینا ضرور ہے جنسے معلوم ہووے کہ حدیث
کے بعینہ وہی لفظ نہین ہین جو آنحضرت نے فرمائے تہے چنانچہ فتح المغیث صفحہ ۲۷۹
مین لکہا ہے کہ راوی کو حدیث بالمعنی بیان کرنیکے بعد کہنا چاہیئے او کما قال خطیب
نے ایک باب مین جسمین اونکا بیان ہے جنکو روایت بالمعنی کی اجازت ہے کہا ہے
کہ انس حدیث کے بعد کہتے تہے کہ اسکے قول کے مانند یا ایسا یا اس جیسا یا اوسکے ملتا جلتا
خطیب نے ابن مسعود سے روایت کی ہے اونہون نے کہا کہ مین نے آنحضرت سے
سنا ہے پہر کانپے اور اونکا کپڑا ہلنے لگا اور کہا اسکے مانند یا اسکے مثل اور ابو دردا سے
روایت کی کہ جب وہ حدیث بیان کر چکتے تو کہتے کہ یہ کہا تہا یا اسکے مثال یا اس
جیسا دارمی نے اپنے مسند مین سب بیان کیا ہے ابن مسعود کے الفاظ اوسمین یہ
ہین اسکے مثال یا اسکے مانند یا اسکے مشابہ اور دوسرے راوی نے اور الفاظ بیان

گئے ہین چنانچہ عمر بن میمون نے کہا کہ مین نے ایک روز ابن مسعود کو حدیث بیان کرتے سنا اور اونکو تکلیف ہونے لگی اور پسینہ اونکی پیشانی سے ٹپکتا تہا اور وہ کہتے تہے کہ اس سے زیادہ یا اس سے کم یا قریب غرضکہ ایسا لفظ کہے ۔

اور فتح المغیث صفحہ ۲۷۵ مین ہے کہ ایک تابعی کہتے ہین کہ مین بہت سے صحابیون سے ملا ہون جو معنی مین متفق اور الفاظ مین مختلف تہے مین نے ایک صحابی سے کہا تو کہنے لگے کیا مضایقہ ہے اگر معنی نہ بدلین یہ شافعی کا بیان ہے اور حذیفہ کہتے تہے ہم قوم عرب ہین جب حدیث بیان کرتے ہین الفاظ آگے پیچھے کر دیتے ہین ابن سیرین کہتے ہین کہ مین دس آدمیون سے حدیث سنتا تہا معنی ایک ہی ہے اور الفاظ جدا جدا ہوتے تہے تابعین مین سے حسن شعبی اور نخعی روایت بالمعنی کرتے ابن صلاح کہتے ہین کہ صحابہ و سلف اولین کے حالات اسپر شاہد ہین کہ وہ اکثر ایک مطلب کو مختلف الفاظ مین بیان کرتے تہے کیونکہ اونکا زیادہ تر خیال مضمون پر ہوتا تہا نہ الفاظ پر اور صفحہ ۲۷۷ مین ہے حسن کہتے ہین کہ اگر روایت بالمعنی کی اجازت نہوتی توہم حدیث نہ بیان کر سکتے ثوری کہتے ہین اگر ہم حدیث اوسیطرح تمسے بیان کرنا چاہین جسطرح سنی ہے تو ایک حرف بہی نہین بیان کر سکتے ۔

اور امام سخاوی فتح المغیث مین لکہتے ہین کہ اسبات مین سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص عربی الفاظ کے مدلول اور اوسکے مقاصد اور معانی کے معتبر ہونے اور محتمل اور غیر محتمل معنی اور مرادف کو نہین جانتا اوسکے لئے ضرور ہے کہ اونہی الفاظ سے روایت کرے جو اوس نے سنے ہین بغیر تقدیم و تاخیر کے اور بغیر ایک حرف کی بہی زیادتی یا کمی کے اور بغیر ایک حرف کے بہی بدلنے کے اور مشدد کی جگہہ ثقیل اور ثقیل کی جگہہ مشدد لا سکے

اور جو لوگ اون لوگون کے سوا ہین جو ان سب باتونکو جانتے ہین اونکی روایت
بالمعنی کرنے مین اہل حدیث و اہل فقہ و اہل اصول مین اختلاف ہے بہت سے
لوگون نے اونکو بالمعنی روایت کرنیکی اجازت دی ہے اگر روایت کرنیوالا قطعًا
سمجھتا ہو کہ جو لفظ اوسنے سنا اوسکے معنی پورے پورے اوا کرو ئیے مین اور روایت
مرفوع ہو یا غیر مرفوع علم پر دلالت کرتی یا عمل پر صحابی سے ہو یا تابعی سے یا اوسکے
سوا کسی اور سے منقول ہو راوی نے الفاظ یاد رکھے ہون یا نہین افتا و مناظرہ یا روایت
مین اوسکا مرادف لفظ بیان کیا ہو یا نہین اوسکے معنی مبہم ہون یا ایسے ظاہر کہ اوس
لفظ سے دوسرے معنی کا احتمال نہ نکلے اور اس لفظ سے جو کچھہ کہ شارع نے مراد لی
ہے راوی کا ظن غالب بہی اوسیطرف گیا ہو اور اس معنی مراد لینے مین مجاز نہو استعارہ ۔
جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب اقتراح صفحہ ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ مین لکھا ہے کہ پیغمبر خدا کے
اوس کلام سے استدلال کیا جاتا ہے جسکی نسبت ثابت ہو چکا ہے کہ یہی الفاظ
جو روایت کئے گئے ہین آپکی زبان مبارک سے نکلے ہین اور یہ بہت ہی کم ہے صرف
چہوٹی چہوٹی حدیثونمین ہے ورنہ اکثر حدیثین بالمعنی روایت ہوئی ہین اور عجمیون اور مولدین
نے حدیثونکو اونکے جمع ہونے سے پہلے استعمال کیا ہے پہر خواہ اونکی عبارت حدیثون
کے مطلب کو جہان کہینچکر لگئی وہین پہونچا دیا یا بڑہا یا گہٹا یا تقدیم و تاخیر کی اور الفاظ بدل دیئے
اسی لئے ایک حدیث ایک ہی مضمون کی مختلف طور پر جدا جدا عبارتونمین بیان ہوئی
ہے اور اسی لئے ابن مالک پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اوس نے الفاظ حدیث سے
قواعد نحویہ کو ثابت کیا ہے ۔ ابوحیان نے شرح تسہیل مین لکھا ہے کہ اس مصنف نے
زبان کے قواعد کلیہ کو اکثر الفاظ حدیث سے ثابت کیا ہے اور اوسکے سوا سے

متقدمین و متاخرین مین سے کوئی اس طریقہ پر نہین چلا علم نحو کے اول بانیون اور زبان عربی کے
قواعد کے محققان جیسے ابو عمر ابن علا عیسی بن عمر اور سیبویہ نے بصری نحویونمین سے اور
کسائی فرا علی ابن مبارک و ہشام النضر یحیی کوفی نحویونمین سے کسی نے ایسا نہین کیا
اور دونون قسم کے نحوی متاخرین مین سے اور بغداد اور اندلس وغیرہ مختلف ملکون کے
نحوی بہی اسی طریق پر چلے ہین - متاخرین مین سے ایک عالم کے سامنے اسکا
تذکرہ آیا تو اوس نے کہا کہ علما نے اس طریقہ کو اسلئے ترک کیا ہے کہ اونکو ہرگز
اعتماد نہین ہے کہ یہ الفاظ بعینہ آنحضرت کے ہین اگر وہ اعتماد کرتے تو قواعد کلیہ کے ثبوت
مین حدیث بہی بمنزلہ قران کے ہوتی اور یہ دو باعث سے ہوا ایک تو یہ کہ راویون
نے روایت بالمعنی کو جایز سمجھا اور تم دیکہو گے کہ ایک واقعہ جو آنحضرت کے
زمانہ مین ہوا تہا آپنے تمام الفاظ مین منقول نہین ہوا ہے جیسے کہین توزوجتکہا بما معک
اور کہین ملکتکہا بما معک اور کہین خذہا بما معک الفاظ بیان ہوئے ہین اور ہم یقین
کرتے ہین کہ آنحضرت نے یہ تمام الفاظ نہین کہے بلکہ ہمین اسکا بہی یقین نہین ہے
کہ انہین سے کوئی لفظ کہا ہو کیونکہ ممکن ہے کہ آپنے ان الفاظ کا کوئی
اور مرادف لفظ فرمایا ہو پہر راویون نے وہ لفظ نہ بیان کیا ہو اور اوسکا مرادف
کہدیا ہو اسلئے کہ مطلب تو معنی سے ہے اور خاصکر جب بار بار سنا گیا اور لکہا
نہ گیا اور حافظہ پر بہروسا کیا گیا بس ضابطہ وہی ہے جسنے مضمون یاد رکہا اور
لفظ یاد رکہنا تو مشکل ہے خاصکر بالمعنی حدیثون مین اور سفیان ثوری نے کہا ہے
کہ مین اگر تمسے کہون کہ مین نے جسطرح یہ حدیث سنی ہے اوسیطرح تمسے بیان
کرتا ہون تو ہرگز یقین نکرنا بلکہ وہ صرف حدیث کا مضمون ہے اور جو شخص فہم ابہی

حدیث پر غور کریگا اوسکو یقین ہوجاویگا کہ سب بالمعنی روایت کرتے ہین۔ ......
ابوحیان کہتے ہین کہ مین نے اس مسئلہ مین زیادہ گفتگو اسلئے کی کہ مبتدی یہ نہ سمجھے کہ
نحوی عرب کے قول سے جسمین مسلم و کافر دونون ہین استدلال کرتے ہین اور الفاظ
حدیث سے جو بخاری و مسلم وغیرہ ثقہ و معتمد لوگونسے روایت ہوئی ہین استدلال نہین
کرتے پس جو شخص ہمارے پچھلے بیان کو غور سے پڑہیگا اوسے معلوم ہوجاویگا کہ
نحویون نے حدیث سے کیون استدلال نہین کیا۔ ...... اور ابوالحسن
ابن صایع شرح جمل مین کہتے ہین کہ روایت بالمعنی کا جایز رکہنا ہی میرے نزدیک
اسبات کا سبب ہے کہ سیبویہ جیسے نحویون نے زبان کے کلیہ قواعد ثابت
کرتے مین حدیث سے سند نہین لی اور اس باب مین قران اور عرب کے کلام
پر اعتماد کیا ہے اور اگر علما حدیث مین روایت بالمعنی کو جایز نہ رکہتے تو آنحضرت
کا کلام زبان فصیح کے ثابت کرنے مین زیادہ قابل اعتماد تہا کیونکہ پیغمبر خدا عرب
سے زیادہ فصیح تہے انتہی۔ علامہ عبدالقادر بغدادی نے خزانۃ الادب مین سیوطی
کے قول کو نقل کرکے اسکی تصدیق کی ہے۔ پس علامہ اثیرالدین ابی حیان
محمد بن یوسف بن حیان اندلسی کتاب تذییل و تکمیل مین جو شرح تسہیل الفواید
و تکمیل المقاصد کی ہے لکہا ہے کہ مصنف نے قواعد کلیہ کے اثبات مین جو
استدلال حدیث سے کیا ہے وہ اوسکی غلطی ہے آجتک اگلے پچہلون مین سے
کسی نے ایسا استدلال نہین کیا کیونکہ اونپر وثوق اسپر نہین ہوا کہ یہ الفاظ وہی ہین
جو آنحضرت نے فرمائے تہے اور اگر ایسا وثوق ہوجاتا تو وہ الفاظ مثل الفاظ قران کے
قواعد کلیہ کے استخراج مین مانے جاتے اور عدم وثوق کے دو سبب ہین اول یہ کہ

راویون نے نقل بالمعنی جایز سمجہا تہا دوسرے بہت سی حدیثوںمین موافق کلام عرب کے لفظی غلطیان ہین کیونکہ اکثر راوی غیر عرب ستہے" احادیث کی یہ کیفیت ہے جو بیان ہوئی اور بقول امام شافعی کے بہت کم حدیثین ہین جو یقینی ہین البتہ جو روایتین ہین اون سے اسقدر توضرور ثابت ہوتا ہے کہ آخر راوی کے وقت مین یہ مسئلہ اسطرح مشہور تہا یا اوسکی یہ راے تہی پس اونکو آثار کا درجہ دینا چاہیے جو کچہہ کم قدر نہین ہین اونکے مضامین ہی کی خوبی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نبوت کی روشنی نے اونکے دلونکو کیسا منور روشن کر دیا تہا ہمنے یہی خیال کر کے ان تالیفات مین حدیثونکو نقل کیا ہے اگرچہ چاہا ہے کہ حدیث صحیح زیادہ ہون کیونکہ مشکل یہ ہے کہ جو بات قال رسول الله کہکر بیان کی جاتی ہے وہ کسی نکسی طرح اعتقاد کی بنیاد ہوتی جاتی ہے اسلیئے ہمیشہ بلا جانچے ہوے حدیثون سے کسی راے کے قایم کرنے مین نہایت احتیاط چاہیے اگرچہ ایسی کتابین ابتک موجود ہین کہ تنقید و تحقیق کا ذریعہ ہو سکتی ہین اور ہر قوم اور ہر شخص کو تحقیق اور تدقیق کی ضرورت اشد ہے لیکن قدیم کتابونکا گم ہو جانا ایک ایسا افسوسناک واقعہ ہے کہ بہت سے بیش بہا امداد سے اوسکی وجہ سے ہم محروم ہو گئے ہین اور اب صرف وہی کتابین باقی رہگئی ہین جو کسی فرقہ کی مقبولہ ہین اگرچہ بہت کچہہ باعتدال لکہی گئی ہین لیکن بہت سے اختلاف جنسے اوسی فرقہ کے بڑے بڑے بزرگون نے کتابون مین کئے ستہے جنکی کتابونکا نام کتابونمین ملتا ہے وہ اب مفقود ہین اور اونکا نہ ملنا ایک ایسا مرثیہ ہے جو قابل پڑہنے اور رونیکے ہے ۔

اونمین کی بنت ایسی ہین جو اون لوگون کی لکہی ہوئی ہین جو ایمہ اور بڑے بڑے لقب سے ممتاز تہے اور جنہون نے نہایت واضح طور پر اون مسایل کو

اکٹھا کیا تھا اور اونپر اسے لکھی تہین پس احادیث اسطرح اور اسطریق سے اوس زمانے کے مقتضا کے موافق اور اسقدر مدتونکے بعد روایت ہوئین اور روایات مین جو اختلاف ہونیکے اسباب ہین اونپر اور جو طریقہ اونکے ظاہر کرنیکا تھا اونپر اور صحاح کے مصنفین کے حالات اور اونکے راویون کے اور باہمی اختلافات پر خیال کرکے اونپر اس بات پر لحاظ کرکے کہ اوسوقت قواعد مسلمہ کا وجود بہی تہا اور فن درایت مین چندان اعتنا نہین ہوا اور وہ بالکل ناکامل ہا اور وضع شدہ حدیثین جو بیشمار مخلوط ہوگئین پہر اگرچہ نہایت عمدہ طور سے جدا بہی کی گئین ۔ مگر تاہم تساہلات و غلط فہمیان و بے احتیاطیان صحابہ تک سے روایت مین واقع ہوئین اور صدر اول نے چندان اعتنا و ضبط تخریج و تمیز صحیح مین نہین کیا اور روایت بالمعنی عام طور سے رواج پاگئین یہی وجہ ہے کہ جو نحویون نے حدیث سے مثل قران کے استدلال نہین کیا اور قواعد کلیہ کے اثبات مین حدیث سے سند نہین لی کیونکہ بہت سی حدیثون مین جنکے راوی معتبر نہین ہین موافق کلام عرب کے غلطیان بوجہ روایت بالمعنی کرنیکے بائی گئین ان سب پر اور محققین علماے اسلام کے راویون پر غرضکہ اون سب وجوہ پر جو مفصلاً بیان ہوئے ہین خیال کرنا چاہیے کہ جب احادیث کی یہ کیفیت واقعی ہے تو ہر ہر شخص کو احادیث پر اعتقاد کے قائم کرنے مین کمال احتیاط چاہیے ۔ اسلئے ہمنے کسیقدر طوالت کے ساتہ ان سب باتونکا بیان کیا ہے تاکہ جو لوگ احادیث پر کفر و ایمان کا مدار رکہتے ہین اور اونکو مفسر آیات قرانی و کلام ربانی قرار دیتے ہین وہ سمجہین کہ احادیث پر ایمان قایم کرنے مین کسقدر دقت ہے اور کتنی دقت نظر لازم ہے گرچہ ہمنے جرح کو بہ نسبت تعدیل کے مثل مخالف کے زیادہ بیان کیا ہے جس سے زیادہ ہماری

احادیث پر نہین ہو سکتی لیکن اس سے بہی ہمارے علما کی امانت و دیانت اور ہماری روایتونکی خوبی اور ہمارے راویونکی راستی ثابت ہوگی اور اسمین شک نہین کہ اگر بالفرض کوئی حدیث بہی صحیح نہ ثابت ہو اور کسی ایک حدیث پر بہی کوئی مسلمان اعتبار نکرے تو اسلام کے کسی اصولی اور اصلی مسئلہ مین ذرہ برابر بہی فرق نہین آسکتا اور خاص اسلیئے آنحضرت اور صحابہ نے احادیث کو قلمبند نہین کیا اور نہ اوسکا روایت کرنا اور محفوظ رکہنا مثل قران کے ضروری سمجہا اور یہی نکتہ تہا جسکو حضرت عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہکر ظاہر کردیا ہمکو امید ہے کہ جب ہماری احادیث کی کل بحث کو کوئی دیکہیگا تو اوسکو پوری پوری طمانیت ہوجاویگی قبل اسکے کہ پوری بحث نہ دیکہ لیوین زبان طعن کی دراز نکرنا چاہیئے۔ اور یہ ہمنے موافقین کے لئے اپنے اداے فرض کے واسطے لکہا ہے لیکن اگر کوئی مخالف بہی بے تعصبی سے غور کریگا تو بجاے اسکے کہ ہماری احادیث پر اعتراض کرے اونپر بہت کچہہ اعتبار کریگا اور علماے اسلام کے نیک کوششونکی وجہ سے جو فخر مسلمانونکو دنیا کے دوسری قومونپر اسباب مین ہے اوسکا مشکور ہوگا۔

حقیقت کتب تاریخ۔ تاریخ کی تعریف ایک بڑے مصنف نے یہ کی ہے کہ فطرت کے واقعات نے انسان کے حالات مین جو تغیرات پیدا کئے ہین اور انسان نے فطرت پر جو اثر ڈالا ہے اُن دونون کے مجموعہ کا نام تاریخ ہے اور ایک اور حکیم نے یہ تعریف کی ہے کہ اون واقعات اور حالات کا کہوج لگانا جس سے دریافت ہو کہ موجودہ زمانہ گذشتہ زمانہ سے کیونکر بطور نتیجہ کے پیدا ہوگیا ہے۔ پس جبکہ تاریخ کے یہ معنی ہین تو تاریخ لکہنے والے کو اخلاق و عادات مذہب و تمدن و معاشرت ہر فن سے واقف ہونا چاہیئے تاکہ ہر قسم کا حال لکہہ سکے مثلاً جو فن حرب سے ناواقف ہے وہ تصویر

جنگ کی بخوبی نہین بیان کرسکتا - مورخ زینکی کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ اوسنے
تاریخ مین شاعری سے کام نہین لیا وہ نہ ملک کا ہمدرد تہا اور نہ قوم کا طرفدار ہوا کسی واقعہ
کے بیان کرنے مین مطلق نہین معلوم ہوتا کہ وہ کن باتون سے خوش ہوتا ہے اور اوسکا
ذاتی اعتقاد کیا ہے - اب ہم یہ بیان کرتے ہین کہ مسلمانون کی کتب سیر کی کیا حقیقت ہے
کتب حدیث کے لکھنے والون نے تو یہ خیال کیا تہا کہ جس مضمون پر وہ کتابین لکھتے
اور احادیث جمع کرتے ہین اونکو مذہب سے تعلق ہے اور وہ مذہبی مسایل کی بنا
غالبًا قرار پاوینگے اور اونکی بنیاد پر بے انتہا مسایل جدید عقاید اور مناظرات مذہبی
پیدا ہونگے اگر غلطی ہوگی تو مذہب کو نقصان پہونچیگا مگر اہل سیر کو یہ اندیشہ نہ تہا
اونکو خیال بہی نہ تہا کہ اونکی لکہی ہوئی کتابین کسی عقیدہ یا مذہبی مسئلہ کی بنیاد قرار پاوینگی
اور نہ مذہبی اختلافات اور بدعتون کا مادہ ہونگی اسلیے اونہون نے نہایت کم التفات
صحت کیطرف کیا اونکی تحقیقات کا سب سے بڑا خزانہ زبانی روایتین تہین اونکی غرض
نہ کسی قصہ کی تصدیق تہی اور نہ کسی روایت کی اصلیت کی تحقیق بلکہ اونکا مقصد
یہ تہا کہ جو کچھہ ہر واقعہ کی نسبت مشہور اور زبان زد ہے - اوسکو ایک جگہ جمع کردین اگر مورخ عالم ایسے گذرے
ہین جو خدا تعالی کی قدرت کاملہ پر اپنی نیک دلی سے نہایت سچا و مضبوط ایسا
اعتقاد رکہتے تہے کہ محال امر بہی اور اون کامون کا ہونا بہی جو عقل و قانون فطرت
کے خلاف ہین خدا کی قدرت کیوجہ سے بعید نہین ہین بلکہ ہوتے ہین اس مسئلہ
کا اونکا ایسا دلی اعتقاد تہا کہ جو کوششین اونکے اس اعتقاد کی سست و متزلزل کرنے
مین کی گیین وہ ناکامیاب ہوئین وہ کچھہ دلیل بہی کرنا اور سننا نہین چاہتے تہے ان
متقدمین بزرگون نے اپنی تصنیفات مین یہ طریقہ اختیار کیا تہا کہ بلا کسی تمیز کے جسقدر

روایتون کو معتبر سمجھتے تھے اور ہر واقعہ کو جو کسی تصنیف مین مندرج ہو یا اونسے کہا جائے صحیح خیال کرتے تھے یہانتک کہ کوئی روایت مختلف صورت مین اونکے پاس پہونچتی اور ایک ہی واقعہ کی متعدد و باہم متناقض روائتین ہوتین تو اونکو بھی تسلیم کرتے کہ وہ واقعہ متعدد قسم اور متعدد صورتون مین واقع ہوا ہوگا - اول اول تو راویون کے نام لکھے جاتے پھر یہ رسم بھی متروک ہو گئی اور سیر کی کتابون مین ایسی راویون کی روایت بکثرت ہے جو مصنف کے زمانہ سے پہلے تھے جنسے بلا واسطہ وہ روایت کر ہی نہین سکتے تھے حالانکہ اصل راوی کا نام غائب ہے انبیاے سابقین کے قصے بھی ہین اور نہین معلوم ہوتا کہ یہ روائتین اونہون نے کہان سے لکھین تاریخ بخاری - تاریخ طبری سیرت ابن سعد - مدارج النبوت - قصص الانبیا - معراج نامہ - شہادت نامہ - مولد نامہ وغیرہ و دیگر تصنیفات اسی قسم کی اور سب کی سب یکسان حالت مین ہین - مقاصد مین لکھا ہے کہ امام احمد نے لکھا ہے کہ تین علم کی کتابین بے اصل ہین اور وہ کتابین مغازی اور ملاحم اور تفسیر کی ہین اور خطیب نے کہا ہے کہ امام احمد نے ان علوم کی وہ خاص کتابین مراد لی ہین جو اونکے بیان کرنے والون کی غیر معتبر ہونیکی وجہ سے غیر معتمد ہین اور اسوجہ سے کہ اونمین قصہ گویون نے قصے بڑہا دیے ہین مثل احادیث کے ان سیر کی روایت کا بھی حال ہے بلکہ سیر مین بالکل درایت سے مصنفین نے کام نہین لیا البتہ علامہ ابن خلدون نے جو آٹھوین صدی ہجری مین گذرا ہے فلسفہ تاریخ کی بنیاد ڈالی اور درایت کے اصول مرتب کیے

حقیقت قیاس و فقہ و کتب فقہ - جب انحضرت نے حضرت معاذ کو یمن بھیجا تو اونسے استفسار کیا کہ کوئی مسئلہ پیش آئیگا تو کیا کرو گے اونہون نے کہا کہ اگر قرآن

وحدیث مین وہ صورت مذکور نہوگی تو اجتہاد کرونگا۔ مسند دارمی مین بسند مذکور ہے کہ حضرت
ابوبکر کا معمول تہا کہ جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو قران مجید کی طرف رجوع کرتے قران مین
وہ صورت مذکور نہوتی تو حدیث سے جواب دیتے حدیث بہی نہوتی تو اکابر صحابہ کو جمع
کرتے اور اونکے اتفاق راے سے جو امر قرار پاتا اوسکے مطابق فیصلہ کرتے۔ اصول
فقہ مین قیاس کی یہ تعریف لکہی ہے کہ اصل کے حکم کو فرع تک پہونچانا کسی ایسی علت
کیوجہ سے جو دونون مین مشترک ہو۔ دارقطنی مین روایت ہے کہ حضرت عمر نے
ابوموسی اشعری کو یہ لکہا تہا کہ جو شرعی مسئلہ تمکو قران وحدیث مین نہ ملے اور تمکو
اوسکی نسبت شبہہ ہو اوسپر غور کرو اور خوب غور کرو اوسکے ہمصورت وہمشکل واقعات
کو دریافت کرو پہر اونسے قیاس کرو پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے پہلے
صاف صاف قیاس کرنے کی ہدایت حضرت عمر نے کی اور آنحضرت اور صحابہ کے عہد مین
اصل قیاس کی قایم وشروع ہوگئی تہی۔ فقہ کے جسقدر مسائل حضرت عمر سے بروایت
صحیحہ منقول ہین اونکی تعداد کئی ہزار ہے اونمین سے تقریباً ہزار مسئلہ ایسے ہین جو فقہ
کے مقدم اور اہم مسائل ہین اور ان تمام مسائل مین ایمہ اربعہ نے اونکی تقلید کی ہے
شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا حصہ دوم صفحہ ۸۴ مین لکہتے ہین کہ ہمچنین مجتہدین در رؤس
مسائل فقہ تابع مذہب فاروق اعظم اند و این قریب ہزار مسئلہ باشد تخمیناً۔ مصنف ابن
ابی شیبہ وغیرہ مین یہ مسائل منقول ہین و شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک مستقل رسالہ
لکہکر ازالۃ الخفا مین شامل کردیا ہے حضرت عمر جو مسئلہ قیاس سے یا اور کسیطرح طے
پاتا اوسکو لکہکر تمام عاملون کے پاس بہیجا کرتے تہے پس قیاس کی یہ حقیقت ہے اور یہ امر
مسلم ہے کہ المجتہد قد یخطی و قد یصیب۔ پس ہمیشہ یہ دیکہنا چاہیے کہ جو مسئلہ قیاس و اجتہاد سے

نکالا گیا ہو وہ اور اوسکے اصول صحیح ہین یا نہین خواہ اوسکا نکالنے والا کوئی مسلمان ہو ا ہین
کچھ شک نہین ہے کہ استخراج مسائل مین علما اور رایہ نے نہایت نیک نیتی و استباری
و محنت کی ہے اور اونکے احسان سے سبکو رہائی نہین ہو سکتی لیکن اس سے یہ لازم نہین
آتا کہ بمقتضاے انسانیت جو اونسے غلطی ہوئی ہو اوسکو غلطی نہ سمجھین اور اوسپر عمل کیا جاے
جسپر اونہین علما روایہ نے ایسا کرنیکے لئے نہایت تاکید سے منع کیا ہے مگر فقہ کی کتابین
تعصب و طرفداری اور نیک و بد تمیز کرنے کی وجہ سے اور نیز اس امر کے نہ معلوم ہونیکے
سبب سے کہ کس بنا پر یہ قیاس تہا نامعتبر مسائل سے بہر گئی ہین جسکا ذکر مفصل تقلید کے
بیان مین ہو چکا ہے لہذا جو مسائل قابل قدر ہون اونکو اختیار کرنا اور اوسکے خلاف مین
عمر نہ خراب کرنا چاہیے اور اس اصول کو بخوبی یاد رکھنا چاہیے کہ سواے پیغمبرون کے اور
کسی کی شان نہین ہے جسکی سب باتین امور دینی مین مانی جاوین ورنہ تشریک
فی النبوت لازم آویگی۔

حقیقت کتب تفسیر تفسیر کی جو جامع و مانع تعریف کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ تفسیر
وہ علم ہے جس سے کیفیت کلام خدا کے من حیث القرآنیہ اسطرح دریافت کیجاوے کہ
علم باطن اللہ کی مراد یا مقصود کا بقدر طاقت بشری کے حاصل ہو (کشف الظنون)

طبقات مفسرین - پہلا طبقہ مفسرین کا طبقہ صحابہ ہے جسمین خلفاے اربعہ
اور حضرت ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور ابو موسیٰ اشعری
اور عبد اللہ بن زبیر اور انس بن مالک اور ابو ہریرہ اور جابر اور عبد اللہ بن عمر ہین منجملہ ان بزرگون
کے زیادہ تفسیر کرنیوالے حضرت عبد اللہ بن عباس ہین جسکو ترجمان قران کہتے ہین اونسے جو
تفسیر منقول ہے اوسکے بہت سے سلسلہ ہین جنمین سے بعض صحیح بعض مشتبہ اور بعض

بالکل غلط اور جہوٹ ہین صحیح سلسلہ اونکا بہت مختصر ہے جسکو شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی تفسیر فوز الکبیر کے آخر مین لکہدیا ہے یہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ عبد اللہ ابن عباس نے آنحضرت سے صرف چار حدیثین سُنی ہین کیونکہ بہت چہوٹے تہے جیسا کہ شرح بزدوی مین لکہا ہے اس طبقہ کی کسیکی لکہی ہوئی کوئی تفسیر نہین ہے ۔

دوسرا طبقہ مفسرین کا طبقہ تابعین ہے جسمین مجاہد بن جبر مکی اور سعید بن جبیر اور عبد الرحمن بن زید اور عکرمہ اور طاوس بن کیسان یمانی اور عطا ابن ابی رباح مکی ہین اور یہ سب باستثناے عبد الرحمن کے یاران عبد اللہ بن عباس کہلاے جاتے ہین اور علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید اور ابراہیم نخعی اور شعبی جو کہ یاران ابن مسعود ہین اور مالک بن انس وحسن بصری اور عطاء بن ابی سلمہ اور محمد بن کعب اور ابو العالیہ و ضحاک ابن مزاحم و عطیہ بن سعید اور قتادہ بن دعامہ اور ربیع بن انس ہین مگر انمین سے کسینے کوئی کتاب تفسیر کی تالیف نہین کی

تیسرا طبقہ مفسرین کا وہ ہے جنہون نے کتابین تفسیر کی تالیف کین اور اقوال صحابہ و تابعین کو جمع کیا اونکے نام یہ ہین سفیان بن عیینہ وکیع بن جراح شعبہ بن حجاج یزید بن ہارون عبد الرزاق علی بن ابی طلحہ ابن جریر ابن ابی حاتم ابن ماجہ حاکم ابن مردویہ ابن منذر

ابن حبان

چوتہا طبقہ اون مفسرین کا ہے جنہون نے تفسیرین تالیف کین مگر سلسلہ سند کو نہین لکہا مثل ابو اسحق زجاج اور ابو علی فارسی اور ابو بکر نقاش اور ابو جعفر نحاس مکی بن ابی طالب اور ابو العباس مہدوی کے

پانچوان طبقہ اون لوگونکا ہے جنہون نے بے سند قولونکو نقل کیا اور ہر قسم کی روایات غلط اور ضعیف صحیح اور موضوع کو بیان کیا اور بلا تصحیح و تمیز کے ہر قسم کی روایتون سے

اپنی تفسیرونکو بھر دیا جن مضمونون سے واقف ہوگئے یا جن باتون پر اونکا میلان طبع ہوا اونہین پر آیات قرآنی کو مؤول کیا اور انہین علمون اونہین باتون سے ورق سیاہ کیے مثل ثعلبی وکلبی اور واقدی اور امام رازی اور محمود بن حمزہ کرمانی وغیرہ کے علامہ سیوطی اس طبقہ کی نسبت لکھتے ہین کہ ثم الف فی التفسیر طائفة عن المتاخرین فاقتصروا الاسانید ونقلوا الاقوال بترا فدخل منهنا الدخيل والتبس الصحيح بالعليل ثم صار كل من سنح له قول يورده ومن خطر بباله شئ يعتمده ثم ينقل عن ذلك خلف عن سلف ظانا ان له اصلا غير ملتفت که تحرير ما ورد عن السلف الصالح - وقال احمد فی تفسير الكلبی من اوله الى آخره كذب لا يحل نظر فيه وقال ابو بكر اما حديث الكلبی فما لا يجوز عجز الروايت عنه لقوت ضعفه وكذبه قال احمد بن محمد بن حنبل يحل النظر فی تفسير الكلبی قال لا وقال الجوزجانی وغيره انه كذاب قال الدار قطنی متروك وقال ابن حبان مذهبه فی الدين و وضوح الكذب فيه اظهر من ان يحتاج الى الاغراق فی وصفه (ميزان ذهبی) كتب التفسير التی ينقل فيها الصحيح والضعيف مثل تفسير الثعلبی والواحدی والبغوی وابن جرير وابن ابی حاتم لم يكن مجرد رواية واحد من هولاء دليلا على صحته باتفاق اهل العلم فانه اذا عرف ان تلك المنقولات فيها صحيح وضعيف فلا بد من بيان ان هذا المنقول من قسم الصحيح دون الضعيف (ابن تيميه) کتب تفسیر مین جو حدیثین ہین اونکی نسبت علامہ عبدالرؤف لکھتے ہین کہ قال ابن الکمال کتب التفسیر مشحونة بالاحادیث الموضوعة اور خطیب نے لکھا ہے کہ اس قسم کی کتابین - (جو اونکو بیان کرنے والون کے غیر معتبر ہونے کیوجہ سے اور قصہ گویون کے قصہ بڑھا دینے کیوجہ سے) تفسیرون مین سے بہت مشہور تو کلبی اور مقاتل کی تفسیرین ہین جامع البیان مین ہے کہ امام محی السنت بغوی نے تو اپنی تفسیر مین ایسی باتین اور حکایتین لکھدی ہین جنکی ضعیف اور وضعی ہونے پر سب متاخرین نے اتفاق کیا ہے -

بعض مفسرین نے قرآن کی بلاغت و فصاحت آمیز کلام اور خوبصورت اور بے نظیر طرز بیان

گی تفسیر کی ہے بعض نے اوسکے پڑہنے کا خاص طریقہ معہ قرات و لہجہ کے بتلایا ہے بعض نے صرف آیات واحکام کی جو اوسمین ہین تفسیر کی ہین بعض نے اپنا وقت اور اپنی محنت آیات کے شان نزول کے دریافت کرنے مین صرف کی ہے بعض نے اپنی تفسیرونمین واعظین کے لئے دلچسپ اور عجب اور غریب اور عوام کے خوش کرنے کے لئے دور از عقل و قیاس مضامین ہر قوم سے اور ہر قسم کے جمع کردئے ہین بعضون نے ایسی تفسیرین لکہی ہین جو ان تمام مضامین پر حاوی ہین ان مفسرین نے کتب سیر و احادیث کی طرف رجوع کیا تہا بلکہ اونہی کو کام مین لائے ایسی روایتین اور حدیثین بہی جو اونہون نے لکہین ہین جو صرف اونہین کتابونمین ہین یا صرف اونہی کے خیالات فاسدہ ہین صحاح مین قران کی تفسیر کے لئے خاص ابواب مخصوص ہین جو کتاب التفسیر کے نام سے موسوم کیجاتی ہین اگر اون کل آثار کو جو مضامین کو جو قران سے متعلق ہین ایک جگہ جمع کیا جاوے تو معدودے چند صفحون سے زیادہ نہونگے مگر نہایت موٹی موٹی جلدین تفسیرونکی حدیثون سے بہری ہین علماے دین کی طرف بہی روایتین منسوب ہین مگر اسکی تحقیق کرنا کہ وہ روایتین درحقیقت اونہین عالمونکی ہین ایسا ہی مشکل ہے جیسے کہ اسبات کا دریافت کرنا کہ وہ روایتین ان مفسرین تک کیونکر پہونچین اور جنمین بلاغت اور فصاحت اور طرز بیان کی خوبصورتی اور قرات کے خاص لہجہ کا بیان ہے باشبہہ نہایت عمدہ اور قابل قدر کے ہین باقی مثل سچے اور جہوٹے موتیون کی مخلوط ہین اور یہ کام خریدار کا ہے کہ اونمین سے سچے موتیونکو منتخب کرکر

ضرورت نئی تصانیف کی ہمارے نزدیک اس زمانہ مین مسلمانون کو بہت ضرورت ہے کہ ایسی تصانیف تیار کراوین جو حشو و زوائد سے خالی اور جہوٹی حکایتون اور غلط روایتون اور بیجا اجتہادات و قیاسات سے پاک ہون اور جنمین حقیقی موجودات کی تشریح علوم جدید کی روسے ہو اور علوم اور معقولات جدیدہ اور منقولات سے اونمین تطابق کیا جاوے اور اونمین احادیث صحیح اور آثار اصلی صحابہ کبار و دیگر بزرگان کے منقول ہون اور اونمین اون شبہات کے جوابات دئے جاوین جو اس زمانہ کے فلسفی کرتے ہین جنکا جواب دینا تمام مسلمانون پر فرض کفایہ ہے

باب القرآن وہو الہدیٰ والفرقان والمیزان

سورتون مین کلام مجید کے ایک قسم کی موزونیت پائی جاتی ہے۔ چونکہ محاورات
قواعد زبان باعتبار زمان و ذوق قوم وغیرہ کے مختلف ہوتے ہین اور مختلف وجوہ سے
متغیر ہوتے رہتے ہین اور ایک مقید حالت مین نہین ہو جاتے ہین اس لئے کلام مجید
مین وہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ نہ اوسکو موافق اصطلاح کے شعر کہہ سکتے ہین نہ مقفا مسجع لیکن
جو خوبیان ان دونون قسمون مین ہوتی ہین وہ سب موجود ہین اور فصاحت و بلاغت
کے وہ اعلیٰ درجہ پر ہے اصل بسیط اختیار کی گئی ہے تاکہ ہر شخص کو ہر زمانہ مین ذوق دے
اور اعلیٰ قسم کی نصیحت و اثر بھی اوسمین ہو بعضی آیتین وزن مین طویل ہین جیسے سورۂ نسا
کی آیتین ہین اور بعضی متوسط ہین جیسے سورۂ اعراف کی اور بعضی قصیر جیسے سورہ شعرا کی
ایک قصہ دو سورتون مین بھی بیان ہوا ہے اگرچہ اون سورتون کے اوزان مختلف ہین
لیکن خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت خوبی سے دونون مین مثل دُر بے بہا کے
گندھے ہین شاہ ولی اللہ صاحب نے فتح الخبیر مین اس بحث کو واضح طور پر لکھا ہے۔
قرآن کی لطافت لفظی و معنوی کا سب سے اعلیٰ درجہ پر ہونا بڑے بڑے اہل زبان کے
نزدیک مسلم ہو چکا ہے اوس سے اثر پڑنا اور اخلاقی و روحانی فایدہ پہونچنا بھی محتاج
بیان نہین ہے مختصر یہ ہے کہ جو فایدہ اہل زبان و غیر اہل زبان کو پہونچتا ہے اور
پہونچتا ہے وہ خود کافی برہان ہے سب سے پہلے ہم یہان پر صرف کلام خدا کی
حقیقت بیان کرتے ہین۔

حقیقت کلام باری

کلام خدا کا جب تک نہ سُنئے معلوم نہین ہو سکتا کہ کیسا ہوتا ہے مگر انسان کا کلام جو سننے مین آتا ہے وہ تو یہ ہے کہ زبان اور ہونٹ ملتے ہین تو اوس سے بعد ہوا سے محیط سے ایک آواز کان مین پہونچتی ہے ایک لفظ کے بعد دوسرا لفظ بلکہ ہر لفظ کے پہلے حرف کے بعد دوسرا حرف نکلتا ہے اور حرفون سے ملکر لفظ اور لفظون سے ملکر جملہ ہو جاتا ہے پھر کیا خدا کا کلام بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے نہین اسکی نسبت سید احمد خان صاحب بالقابہ نے تفسیر القران جلد سوم مین جو لکھا ہے اوسکا نقل کر دینا ہم کافی سمجھتے ہین وہ لکھتے ہین کہ "ادر مین خدا کے کلام کو اوسکی صفت سمجھتا ہون اور تمام صفات خدا کو قدیم مانتا ہون اور اسی لئے خدا کے کلام کو بھی قدیم یقین کرتا ہون مگر حنبلیون اور کرامیون سے اس بات مین مختلف ہون کہ خدا کے کلام مین آواز ہے اور اہل سنت وجماعت کے اس مسئلہ سے مختلف ہون کہ صرف معانی قایم بالنفس ہین اور وہی درحقیقت کلام ہے اور وہی غیر متغیر ہے بلکہ میرے نزدیک معانی اور لفظ دونون قائم بالنفس ہین اور دونون قدیم اور غیر متغیر ہین۔ لفظ بھی حقیقت مین ایک مفید یا مختص معانی ہین جنپر بولے جانے کے بعد ہم لفظ کا اطلاق کرتے ہین۔ انسان جو گفتگو کرتا ہے اوسوقت بھی الفاظ اوسکے نفس مین نفظکے بولے جانیکے قبل موجود ہوتے ہین مگر صرف معانی کو قائم بالذات ماننے اور معانی اور لفظ دونون کو قایم فی الذات ماننے مین یہ فرق ہے کہ پہلے صورت مین اون معانی کو الفاظ مختصہ مین تغیر کرنا لازم نہین آتا اور دوسری صورتمین بجز الفاظ معینہ مختصہ کے اور کسی الفاظ سے تغیر نہین ہو سکتی۔

مثلاً الحمد للہ - یہ کلام خدا ہے یہ ذات باری مین مع معانی و الفاظ کے اس طرح
پر قایم ہے کہ جب تلفظ ہو چکا للہ الحمد اوسکا تلفظ نہین ہو یگا نہ تنا ر اللہ اوسکا تلفظ
ہوگا اور رسم قرآن مجید کو اسی معنی کر مع معانی اور الفاظ کلام خدا کہتے ہین اور
قدیم تسلیم کرتے ہین -
لفظون کے قایم بالنفس ہونیمین تقدم و تاخر نہین ہوتا اس کو بمثال دیگر
سمجھانا بلا شبہہ مشکل ہے مگر اس طرح پر سمجھ مین یا خیال مین آسکتا ہے کہ اگر جس طرح
اون الفاظ کے نقوش کو آئینے کے سامنے رکھنے سے وہ سب مقابلاً تقدم و تاخر
آئینہ مین منقش معلوم ہوتے ہین اسیطرح الفاظ کے بہی معنی مذکورہ قائم فی الذات
ہونے ہین تقدم و تاخر لازم نہین آتا - ذات باری کی نسبت ہم ثابت کرچکے ہین کہ
وہ علت العلل تمام چیزون کی ہے جو ہو چکین اور ہو تی ہین اور ہونیوالی ہین اس لئے
ضرور ہے کہ وہ تمام چیزین ذات باری مین قایم ہون اونکے ظہور کے زمانہ کے مختلف
ہونے اور تبدیل کیفیت و کمیت سے اوس چیز مین جو قایم فی الذات ہے حدوث لازم
نہین آتا - اس صورت مین قاضی عضد اور علامہ سید شریف کا یہ کہنا کہ ہر ایک حرف
اون حرفون مین سے جنسے کلام خدا مرکب ہو ایک حرف کے ختم ہونے پر دوسرے حرف
کا شروع ہونا موقوف ہے تو وہ دوسرا حرف قدیم نہوا (الخ) صحیح نہین رہتا اسلئے
کہ اس امر کا وقوع اوس وقت ہوتا جب کہ ہم کلام خدا مین حرف و آواز دونون
مانتے مگر جب ہم کلام خدا مین آواز کو تسلیم نہین کرتے تو نقص مذکورہ لازم نہین آتا
آواز کی کوئی دوسری حقیقت بجز اسکے کہ ہوا کی مدد اور زبان اور ہونٹون کی
حرکت سے پیدا ہوتی ہے ہم نہین جانتے پس اوسکو بجنسہ خدا کی صفت قرار دینا اور

یہ خیال کرنا کہ خدا کے منہ بھی ہے مثل ہمارے منہہ کے اور ایک حرف دوسرے حرف کے بعد نکلتا ہے بنائے فاسد علی الفاسد ہے پہلے ایک غلط امر کو تسلیم کیا ہے پھر اوسکی بنا پر دوسری غلطی قائم کی ہے۔ جبکہ ہم کسی پر خواہ وہ جبرئیل جو حسب اعتقاد جمہور مسلمین خدا اور انبیا مین مثل ایلچی کے واسطہ ہے اور خواہ وہ خود نبی مبعوث ہو جیسا کہ میرا خاص اعتقاد ہے خدا کے کلام کا نازل ہونا کہتے ہین تو اوس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ خدا نے اوسکے دل مین بجنسہ وہ الفاظ جنکو بعد اوسکے وہ تلفظ کریگا مع اون کے معنی کے جو مقصود ہین پیدا کیا ہے یا القا کیا ہے اور وہی لفظ بجنسہ نبی نے تلفظ کیے ہین پس گو اوس نبی کا اون لفظون کو تلفظ کرنا حادث ہو مگر وہ الفاظ مع اون کے معنی کے یا وہ معنی مفید جنکا تلفظ بجز اونہین الفاظ کے نہین ہو سکتا تھا قدیم اور کلام خدا ہین اور خود خدا نے اپنا کلام پیغمبر خدا مین بلا واسطہ پیدا کیا ہے جیسا کہ مین نے کسی مقام پر کہا ہے۔

نہ جبریل امین قرآن بہ پیغامے نہ میخواہم ٭ ہمہ گفتار معشوق است قرآنے کہ من خواہم

مگر پیغمبر خدا کا یا ہمارا اون لفظون کو تلفظ کرنا حادث ہے۔

اس مضمون کو بذریعہ کسی مثال کے سمجھانا بلا شبہہ نہایت مشکل ہے مگر ہم ایک قریب ترین مثال سے اوسکو سمجھاتے ہین۔ فرض کرو کہ ایک شخص کسی سبب سے بول نہین سکتا مگر ایک اپنی تحریر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جسکو ہم پڑھتے ہین پس گویا اوس تحریر مین آواز نہین ہے مگر جو لفظ مطابق اوس تحریر کے ہماری زبان سے نکلتے ہین وہ لفظ بلا شبہہ اوسکے ہین جسنے اوسکو لکھا ہے اور ہم صرف اون لفظون کا تلفظ کرتے ہین مگر درحقیقت وہ ہمارے لفظ نہین ہین اور یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ لفظ بروقت ہمارے تلفظ کے پیدا ہوتے ہین۔ ہم اس بات سے انکار نہین کرتے کہ انبیا اور اولیا کوئی غیبی آواز نہین سنتے۔ سنتے ہونگے

نگر وہ خدا کی آواز نہین ہے بلکہ وہ اوس القا کا اثر ہے جو اوپر ہوا ہے اور وہ اونہی کے نفس کی آواز ہے جو اونکے کان مین آئی ہے وہ بیدار ہین اسیطرح آوازکو سنتے ہین جیسے کہ سوتے مین خواب دیکھنے والا سنتا ہے یا جیسے کہ بعض دفعہ لوگون کو جو کسی خیال مین مستغرق ہین بغیر کسی بولنے والے کے کان مین آواز آتی ہے - کلام آلہی کی نسبت جو کچہ خدا نے ہمارے دلمین ڈالا ہے بعینہ وہ وہی ہے جو حضرت مولینا و مرشدنا حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو القا ہوا تہا چنانچہ اسباب مین جو حضرت ممدوح نے لکہا ہے ذیل مین مندرج ہے حضرت ممدوح نے مکتوب نود و دوم جلد سوم مین جو بنام فقیر ہاشم کشمی تحریر فرمایا ہے اسطرح پر لکہا ہے

پرسیدہ بودند آنکہ بعض عرفا فرمودہ اند کہ ما کلام حق را میشنویم یا مارا یا او تعالی مکالمہ میشود چنانچہ از امام ہمام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ منقول است کہ گفت مازلت اردد لامعنی سمعتہا من المتکلم بہا و نیز از رسالہ غوثیہ کہ منسوب بحضرت شیخ عبدالقادر جیلی ست قدس سرہ مفہوم میگردد بچہ معنی است وتحقیق آن نزد تو چیست بدان ارشدک اللہ تعالی کہ کلام حق جل وعلا در رنگ ذات حق و سائر صفات حق جل شانہ بیچون و بیچگون است وسماع آن کلام بیچون نیز بیچون است زیراکہ چون را به بیچون راہ نیست پس این سماع مربوط بحاسہ سمع نباشد کہ سراسر چون است انجا اگر از بندہ استماع است تعلقی روحانی است کہ نصیبے از بیچونی دارد وبے واسطہ حروف وکلمات است ونیز اگر از بندہ کلام است ہم بالقاے روحانیست بحروف وکلمہ و این کلام نصیبے از بیچونی دارد کہ مسموع بیچون گردد تا آنکہ گوئیم کہ کلام لفظیکہ از بندہ صادر میشود حضرت حق سبحانہ تعالی آنرا نیز بسماع بیچونی استماع میفرماید وبے توسط حروف وکلمات وبے تقدیم وتاخیر آنرا میشنود اذلاتجری علیہ تعالی زمان یسعی فیہ التقدیم والتاخیر ودران موطن کہ از بندہ سماع است تکلیف سامع واگر کلام است ہم بکلیتہ متکلم تمام گوش وتمام زبان است روز میثاق ذرات مخرجہ قول الست بربکم رابے واسطہ

به کلیت خود شنیدند و بکلیت خود جواب بلی گفتند تمام گوش بودند و تمام زبان زیرا که اگر گوش از زبان متمیز
بودے سماع کلام بیچون حاصل نیامدے و شایان ارتباط مرتبه بیچون نگشتے لا تحمل عطایا الملک الا مطایاه عقلاً
ما فی الباب آن معنی متلقی از راه روحانیت اخذ نموده بود ثانیاً در عالم خیال که آن در انسان تمثال عالم
مثل است بصورت حروف و کلمات مرتبه تمثل میگردد و آن تلقی و القا بصورت سماع و کلام لفظی ترسیم میشود چه
هر معنی را دران عالم صورتیست اگرچه آن معنی بیچون بود اما از تمام بیچون هم آن جا بصورت چون است
که فهم و افهام بآن مربوط است که مقصود ازان ارتسام است و چون سالک متوسط در خود حروف و
کلمات مرتبه می یابد و سماع و کلام لفظی احساس مینماید خیال میکند که این حروف و کلمات را از اصل شنیده است
و بے تفاوت از انجا اخذ کرده نمی داند که این حروف و کلمات صور خیالیه آن معنی متلقی است و این سماع
و کلام لفظی تمثیل سماع و کلام بیچونی ـ عارف تام المعرفت را باید که حکم هر مرتبه را جدا سازد و یکے را بدیگر
ملتبس نگرداند پس سماع و کلام این اکابر که بمرتبه بیچونی مربوط است از قبیل تلقی و القاے روحانیست و این
کلمات و حروف که تعبیر ازان معنی متلقی بآن مینمایند عالم صور خیالیه گروهے که گمان برده اند که ما حروف و
کلمات را ازان حضرت جل سلطانه استماع مینمائیم دو فریق اند یکے ازان دو فریق که احسن حال اند
میگویند که این حروف و کلمات حادثه مسموعه دال اند بران کلام نفسی قدیم فریق دیگر اطلاق قول سماع کلام
حق جل شانه مینمایند و همین حروف و کلمات مرتبه را حق میدانند جل علی و فرق نمیکنند درمیان آنکه
لایق لسان او تعالی کدام است و کدام است که شایان جناب قدس او نیست سبحانه وهم جهال البطال
لم یعرفوا ما یجوز علی الله سبحانه عما لا یجوز علیه تعالی سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت السمیع العلیم والصلوة والسلام
علی خیر البشر و علی آله و اصحابه الاطهر (انتہے) جن معانی کا افاضہ مجرد عن الفاظ نہین ہو سکتا وہ دو
طرح پر افاضہ ہوتے ہین ایک بلفظ المخصوص دوسرے بلفظ الغیر مخصوص قرآن مجید مین وہی الفاظ ہین جنکا افاضہ معانی
بلفظہ آنحضرت پر ہوا ہے برخلاف حدیث قدسی کے کہ اسکا بلفظ الغیر مخصوص افاضہ ہوا ہے پس آنحضرت نے اپنے الفاظ مین انکو بیان فرمایا

قرآن مجید کسطرح نازل ہوا قرآن مجید آنحضرت پر حضرت موسی کیطرح پتھر کی تختیون پر لکھا ہوا نازل نہین ہوا اور نہ اس بات کی ضرورت پڑی تھی کہ اون کے ٹوٹ جانیکے سبب اوسکے ضایع ہونیکا خوف ہوا ہو اور پھر آنحضرت کے اصحاب کے لئے اوسکے دوبارہ نقل کرنے اور پتھر کی تختیون پر کھودنے کی ضرورت پڑی ہو اوسکے نزول کی نسبت کوئی امر عجائبات سے بھرا ہوا نہ تھا کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سینا کا پہاڑ تھا اور مسلمانون کے دل پتھر کی لوحین نہین خدا فرماتا ہے وانہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین وانہ لفی زبر الاولین یعنی بیشک وہ اوتارا ہوا ہے عالمون کے پروردگار کا اوسکو اوتارا ہے روح الامین نے اوپر تیرے دل کے تاکہ تو ہو ڈرنے والون مین سے عربی زبان واضح مین اور بیشک وہ ہے اگلون کی صحیفون مین - **قرآن مجید جیسے نازل ہونے لگا لکھا جاتا تھا** قرآن شریف جب نازل ہوتا تھا لکھا جاتا تھا آنحضرت کے زمانہ سے پیشتر اور نیز آپکے عہد مبارک مین ملک عرب مین کوئی معین اور باقاعدہ طریقہ تعلیم کا جاری نہین تھا عربون مین صرف دو شاخین علم کی تھین یعنی قدرتی فصاحت وبلاغت اور علم الانساب اون کے تحصیل کے لئے کسی کتب یا مدرسہ مین تعلیم کیجانیکی ضرورت نہ تھی وہ صرف زبانی تعلیم پر منحصر تھی اسی وجہ سے اس زمانہ مین بیشمار آدمی لکھنا اور پڑہنا نہین جانتے تھے اور جو لوگ لکھنا اور پڑہنا جانتے تھے اون کی تعداد نہایت محدود تھی - اسمین کچھ شک نہین کہ آنحضرت کو لکھنا پڑہنا نہین آتا تھا نہ آپ خود کچھ لکھ سکتے تھے اور نہ اورون کا لکھا پڑھ سکتے تھے اسی سبب سے آنحضرت کا لقب امّی ہوگیا تھا ہمارے اس بیان کی تصدیق معتبر اور مستند روایات اور احادیث سے ہوتی ہے اوسکے برخلاف ایک بھی ایسی صحیح روایت پائی نہین جاتی

جو قابل وثوق ہو در حقیقت اگر آپ کو لکھنا پڑہنا آتا ہوتا تو آپ کے صحابہ رفقا اور تبعین اوسمین سکوت نہ کرتے اور آپ کے ازواج مطہرات اور آپ کے عزیز و قربا اور بالتخصیص آپ کے چچا بیخبر نہین رہ سکتے تہے اور نہ ایسا ہو سکتا تہا کہ علی رؤس الاشہاد قبیلہ کے سامنے خلاف واقعہ آپ اپنے کو امی ظاہر فرماتے اور قرآن مجید مین بہی آپ اسی لقب سے مخاطب ہوتے ایک ایسی خفیف بات کے چہپانے سے جناب پیغمبر خدا کو کیا فایدہ تہا اونکا لکہا پڑہا ہونا منصب نبوت کے کیسطرح مخالف نہ تہا جبکہ حضرت موسیٰ کی نسبت ثابت ہوا ہے کہ اوس وقت کے علوم مروجہ نوشت و خواند مین عالم و فاضل تہے - اور نہ اوس سے قرآن مجید کی شان اور اوسکے معجزہ مین اور بیمثل فصاحت و بلاغت مین کچہ فرق آسکتا تہا کیونکہ حروف کے لکہہ لینے سے کوئی انسان فصیح و بلیغ نہین ہوسکتا اسلام کے مورخون کو انکار نہین ہے کہ اوس زمانہ مین کچہ لوگ لکہنا جانتے تہے اور لکہا ہوا پڑہ سکتے تہے اوس زمانہ کے بڑے بڑے شاعر اپنے قصیدون کو کعبہ کے دروازون اور دیوارون پر آویزان کرتے تہے چنانچہ قصاید سبعہ معلقہ اسی نام سے مسلمانون مین معروف و مشہور ہین - ہم مسلمانون کا عقیدہ ہے کہ وحی جو آنحضرت پر وقتاً فوقتاً نازل ہوئی تہی دو قسم کی تہی اول وہ جسکے بجنسہ الفاظ آنحضرت پر نازل ہوتے تہے اور بجنسہ وہی الفاظ آپ پڑہ سناتے تہے دوسرے جسکا مطلب آپ پر القا ہوتا تہا اور آپ اپنے الفاظ مین اوسکو بیان فرماتے تہے اول قسم کی وحی کو ہم اصطلاحاً وحی متلو یا قرآن یا کلام اللہ کہتے ہین اور دوسرے قسم کو وحی غیر متلو یا حدیث جب کوئی قران مجید کی آیت نازل ہوئی تہی تو بجنسہ وہی الفاظ جو بذریعہ وحی کے القا ہوتے تہے آپ لکہوا دیتے تہے تاکہ لوگ بخوبی

اوسکو یاد کرلین اور وہ محفوظ ہے خود قرآن مجید کی بہت سی آیتین جیسی کہ الم ذلک الکتاب اور آیۃ لایمسہ الا المطہرون اسپر دلالت کرتی ہین گو کہ پہلی آیت کی دوسری حقیقت ہے اور آیت نازلہ کے لکھ لینے کی رسم اوایل ایام نزول وحی سے اختیار کی گئی تہی کیونکہ یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آنحضرت کے مکہ سے ہجرت کرنے سے پیشتر جبکہ اسلام آغاز تہا اور وہ ایک ضعف کی حالت مین تہا اون قلیل اور معدود لوگون کے پاس جو ایمان لے آئے تہے وحیونکی نقل موجود تہین اور حضرت عمرؓ کے خاندان مین بہی اونکے مسلمان ہونے سے پہلے اوسکی ایک نقل تہی کیونکہ اونکی بہن مسلمان ہوگئین تہین۔ جب کوئی قرآن کی آیت ایسی نازل ہوتی تہی کہ اوس سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہوتی تہی تو سمجہا جاتا تہا کہ سورت شروع ہوئی ہے چنانچہ ابی داؤد نے ابن عباس کی روایت سے لکہا ہے کہ آنحضرت سورہ کا علحدہ ہونا نہین جانتے تہے جبتک کہ بسم الرحمن الرحیم نہ نازل ہو پوری سورۃ وقت واحد مین نازل نہین ہوتی تہی بلکہ بعض آیتین کسی وقت اور بعض آیتین کسی وقت نازل ہوتی تہین اور اِسی وجہ سے کسی سورہ کی آیتین بترتیب لکہی نہین گئین تہین بلکہ جدا جدا چمڑون یا اونٹ کی ہڈیون یا کہجور کی چہال پر لکہی جاتی تہین۔ اس بات کے ثبوت مین کہ جو کچہ چمڑون یا ہڈیون یا کہجور کی چہال وغیرہ پر لکہا گیا تہا وہ بالکل محفوظ اور متعدد لوگون کے قبضہ مین تہا معتبر حدیثین موجود ہین اور جب حضرت ابوبکرؓ کی خلافت مین زید ابن ثابت نے قرآن مجید جمع کرنا چاہا تو تمام آیتین جو مختلف وقتون مین نازل ہوئی تہین اور مختلف چیزون پر لکہی ہوئی تہین اور مختلف اشخاص کے قبضہ مین تہین وہ اونکو ملین سورتون اور آیتون کی ترتیب کیونکر ہوئی اور کس نے کی۔ سورتون اور

آیتون کی ترتیب خود آنحضرت کی حیات مین اور آپ کی ہدایت اور حکم کے موافق عمل مین آئی تھی جیسے کہ ابن عباس کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے ابن عباس نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ کس چیز نے تمکو آمادہ کیا انفال کی طرف کہ وہ مثانی مین سے ہے اور برارۃ کی طرف کہ وہ مائین مین سے ہے تمہارے اس ارادہ کا کیا سبب ہے پھر ان دونون کو ملا دیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہین لکھا اور ان دونون کو سبع طوال مین رکھا اس بات پر تمکو کس چیز نے آمادہ کیا عثمانؓ نے کہا کہ حضرت پر بہت سی آیتون والی سورتین ایک مدت مین اُتری تھین اور جب آپ پر کچھ اترتا تھا تو آپ اونمین سے کسیکو لکھنے والون مین سے بلا کر فرماتے تھے کہ ان آیتون کو اس سورہ مین رکھو جسمین ایسا ایسا ذکر کیا گیا ہے اور انفال اونمین سے ہے جو اول مدینہ مین اوتری اور برارۃ سب سے اخیر مین اوتری اور اوسکا قصہ اوسکے قصہ سے ملتا ہوا تھا پھر آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا اور آپنے بتایا نہین کہ وہ اوس سے ہے پس اسیوجہ سے مین نے اون دونونکو ملا دیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہین لکھی اور اون دونون کو سبع طوال مین رکھا رواہ احمد و ترمذی و ابوداؤد - اور عبداللہ ابن مسعود نے ستر سورتین خود آنحضرت کے منہہ سے سنکر یاد کر لی تھین چنانچہ بخاری مین لکھا ہے کہ عبداللہ نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ بخدا مین نے آنحضرت کے منہہ سے کچھ اوپر ستر سورتین لین (بخاری باب تعریف القرآن) ایک اور روایت مین بخاری کے اونلوگون کے نام ہین جنہون نے قرآن حفظ کر لیا تھا اونکے نام یہ ہین عبداللہ ابن مسعود - سلام - معاذ ابن جبل - ابی ابن کعب - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ منجملہ مقتولین جنگ یمامہ کے جو آنحضرت کی وفات کے تھوڑے ہی دن بعد ہوئی تھی ستر شخص ایسے شہید ہوئے جنکو قرآن مجید بالکل حفظ تھا ان تمام

روایتون سے دو امر بخوبی ثابت ہوتے ہین اول یہ کہ جناب پیغمبر خدا کی حیات مین قرآن مجید چمڑے وغیرہ پر کیسی ہی بے ترتیبی سے لکھا ہوا موجود ہو مگر جن لوگون نے پوری سورتین یاد کر لی تھین اونمین آیتون کی بالکل ترتیب تھی اور وہ ترتیب آنحضرت کی ہدایت اور حکم کے موافق تھی دوسرے یہ کہ چونکہ لوگون نے قرآن مجید کو ترتیب وار حفظ کر لیا تھا اس لئے یہ دلیل مستنبط ہوتی ہے کہ قرآن مجید کی سورتون کی بھی ترتیب آنحضرت ہی کے فرمانے سے لوگون کو معلوم ہو گئی تھی۔ جناب پیغمبر خدا خود بھی قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور مسلمانون کو بھی پڑھتے رہنے کی ہمیشہ ہدایت کرتے تھے اور تاکید فرماتے تھے کہ دل لگا مورچہ اوس سے صاف ہو جاتا ہے اور اچھا اور قابل رشک وہ شخص ہے جو کہ قرآن یاد رکھتا ہو بہت سی معتبر روایتین اس باب مین موجود ہین۔ قرآن مجید کی سورتون کو جو سورہ کہتے ہین اوسکی وجہ تسمیہ مین متعدد اقوال ہین سب سے صاف یہ ہے کہ سورہ شہر کے فصیل کو کہتے ہین جس سے شہر محدود ہو جاتا ہے اسی مناسبت سے قران مجید کی آیات معینہ محدودہ پر سورہ کا اطلاق کیا گیا ہے قرآن مجید مین بھی آٹھہ جگہہ سورہ کا لفظ آیا ہے اگرچہ وہان سورہ سے قرآن مجید کی وہ سورتین جو سورتون کے نام سے مشہور ہین مراد نہین ہین بلکہ اون سے قرآن مجید کا ایسا حصہ مراد ہے جنمین کوئی پورا مطلب اور منشا بیان کیا گیا ہو مگر جبکہ کوئی حصہ تعین کیا جاویگا تو ضرور ہے کہ وہ بھی معین اور محدود ہوگا اسی مناسبت سے قرآن مجید مین اوسپر سورہ کا اطلاق ہوا ہے پس اوسکی پیروی سے اون مجموعہ آیات پر جو درحقیقت معین اور محدود اور اپنے ماقبل ومابعد سے علیحدہ ہین سورہ کا اطلاق کرنا نہایت درست وصحیح ہے۔ قرآن مجید مین ۱۱۴

سورتین ہین اونمین ۲۹ سورتون کی ابتدا مین حروف مقطعات ہین اور وہ اونہی
نام سے موسوم ہین اور جسقدر نام سورتون کے ہین سب بعد کے رکھے ہوے
ہین کیا عجب ہے کہ صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ ہی مین یہ نام مشہور ہوگئے
ہون مگر اونمین سے کسی بات کا کوئی ثبوت صحیح نہین ہے علاوہ حدیثون مین جو اون
سورتون مین سے بعض کے نام آئے ہین اگرچہ وہ حدیثین ثابت نہین ہین تاہم
اگر اونکو ثابت ہی مانا جائے تو اون سے بجز اسکے اور کوئی نتیجہ نہین
نکلتا کہ راوی آخر کے زمانہ مین وہ سورۃ اوس نام سے مشہور تھی - **قرآن
کب اور کس طرح جمع ہوا** - جب قرآن نازل ہوتا تھا تو متفرق ٹکڑون پر
لکھہ لیا جاتا اور لوگ جو سنتے تھے اوسکو برزبان یاد بھی کرلیا کرتے تھے اور جیسا کہ
عام قاعدہ فطرت انسانی کا ہے برزبان یاد کرنیوالونکو بھی پیش آتا تھا یعنی جسکا
حافظہ قوی تھا اوسکو نہایت صحت وضبط کے ساتھہ یاد رہتا تھا اور جسکا حافظہ
قوی نہ تھا اوسکو ایسی ضبط سے یاد نہ رہتا تھا اور اسی وجہ سے اختلاف قرأت
پیدا ہوگئی کسیکو واو کی جگہہ فے یاد رہ گئی اور کسیکو زیر کی جگہہ زبر کسیکو سکون کی
جگہہ تشدید اور کچھہ شبہہ نہین کہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ کوئی شخص برزبان یاد رکھنے
مین کوئی کلمہ یا آیت بھول گیا یا کوئی کلمہ اوسکے زبان پر چڑہ گیا جو درحقیقت
اوسمین نہ تھا - غرضکہ زبانی یاد رکھنے مین جو امور کہ مطابق فطرت انسانی کے
پیش آسکتے ہین اوس زمانہ کے لوگون کو بھی پیش آتے تھے مگر جو لغزشین اسطرح
ہوئی تھین اونکے درست کرنیوالے یا تو وہ لوگ تھے جو نہایت صحت وضبط سے
یاد رکھتے تھے یا وہ متفرق لکھے ہوئے پرچے تھے جو قرآن نازل ہونے کے وقت

لکھہ لئے جاتے تھے غرضکہ زبانی غلطیان یا تو بخوبی یاد رکھنے والون سے یا متفرق
لکھے ہوئے پرچون سے جن لوگون کے پاس تھے صحیح ہو جاتی تہین یہ اختلاف روز بروز
جیساکہ عام قاعدہ ہے بڑہتا جاتا تہا اس لئے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت مین
صحابہ نے اسپر اتفاق کیا کہ متفرق پرچونکو جمع کر کے تمام قرآن مجید کو ایک جگہہ لکھہ لینا
چاہیے تاکہ اختلاف نہ پڑے پس زید ابن ثابت نے وہ تمام متفرق پرچے جمع کئے
اور اپنے ہمعصرون سے جو قرآن کو بخوبی یاد رکھتے تھے اور جنکے پاس متفرق
پرچے لکھے ہوئے تھے مدد لی اور اوّل سے آخر تک قرآن مجید لکھہ لیا حضرت عثمانؓ
کے وقت تک بلاد دور دست مین اسلام پہیل گیا تہا اور صرف ایک قرآن کا مدینہ
مین ہونا کافی نہ تہا اس لئے اونہون نے اوس قرآن کی جسکو زید ابن ثابت نے
لکھا تہا متعدد نقلین کین اور دور دور کے ملکون مین بہیجدیا یہ کارروائی
نہایت مفید ہوئی اور سب سے بڑا یہ کام ہوا کہ اوس زمانہ کے پہلے کسی کو کوئی
سورہ یاد تہی اور کسی کو کوئی سورہ کسی کو دو یاد تہین اور کسی کو دس کسی کو آدہی
کسی کو پاو اب سیکڑون لوگ ایسے پیدا ہو گئے جنکو بہ ترتیب من اولہ الی آخرہ تمام
قرآن یاد تہا اگرچہ وہ غلطیان جو بسبب اسقاط یا اضافہ کلمات کے زبانی یاد رکہنے
والون کو پڑتی تہین بالکل جاتی رہین مگر پہر بہی کسیقدر اختلاف قرأت باقی رہا اسلئے
کہ یہ سب قرآن جو لکھے گئے تھے قدیم کوفی خط مین تھے جسمین نہ نقطے ہوتے تھے نہ
اعراب اور اگرچہ عرب اس سبب سے کہ اون کی زبان تہی اوسکو بخوبی بلا تکلف
بصحت پڑہتے تھے مگر پہر بہی بعض ایسے لفظ تھے کہ بلحاظ قواعد صرف و نحو زبان عرب کے
یا یون کہو کہ مطابق بول چال اہل عرب کے اگر اوسکو حرف یا سے پڑہو تو بہی معنی

ٹھیک ہوتے ہین اور اگر حرف تا سے پڑہو تو بہی معنی ٹھیک ہوتے ہین اگر سکون
سے پڑہو تو بہی صحیح ہے اور اگر تشدید سے پڑہو تو بہی صحیح ہے چنانچہ اس
قسم کے اختلاف قرت مگر بہت کم باقی رہ گئی۔ تھوڑے دنون بعد جبکہ بعض صحابہ اور
بہت سے تابعین زندہ تہے اور ہزارون شخص قرآن مجید کو ترتیب من اولہ الی
آخرہ یاد رکہنے والے موجود تہے اس اختلاف کے رفع کرنے پر بہی کوشش کی گئی
اور قرآن مجید مین اعراب ونقاط بالکل لگا دئے گئے کتابون مین تو بلاشبہ اون
پہلے اختلافون کا ذکر ہوتا ہے مگر فی الواقع اختلاف قرت بالکل جاتا رہا اور ہزارہا
آدمی ہر زمانہ مین ایسے موجود ہوگئے جنکو تمام قرآن حفظ تہا اور کسی کی قرت مین
ایک حرف یا ایک اعراب کا بہی فرق نہ تہا اور آج تک ہزارون حافظ ہر ملک مین
موجود ہین درحقیقت یہ شرف سوائے قرآن مجید کے اور کسی کتاب کو حاصل نہین ہے
کہ اگر تمام دنیا سے بالفرض قرآن کے قلمی اور چہاپہ کے نسخے معدوم ہوجاوین
تو حافظون کے سینہ سے پہر قرآن مجید ایسا ہی نقل ہوسکتا ہے جیساکہ ہے اور
جسمین ایک نقطہ اور ایک شوشہ اور ایک اعراب کا بہی فرق نہوگا اسکے سوائے
ایک اور قسم کا اختلاف قرت ہے جو عرب کے مختلف قومونکے لہجہ اور محاورہ زبان
سے علاقہ رکہتا ہے یا جو اختلاف گنوارون اور اشرافون اور پڑہے لکہون اور
جاہلون کی زبان مین ہوتا ہے اوسکو اختلاف قرت پر منسوب کرنا بیجا ہے کیونکہ
وہ اختلاف قرت نہین ہے بلکہ اختلاف تلفظ ہے۔ توریت اور صحف انبیا
اور انجیل کے قلمی نسخے جو اب دنیا مین موجود ہین وہ آپسمین نہایت مختلف ہین
پہر عیسائی مصنفون نے اس امر محال کے اثبات پر کوشش کی ہے کہ قرآن مین

بہی تحریف ثابت کرین اور اونہون نے اپنی اس ناشدنی سعی مین کامیاب ہونیکے لئے
تین امر پر استدلال کیا ہے اول اختلاف قرت پر جسکا بالتفصیل اوپر ذکر ہوا دویم
شیعہ مذہب کی ایسی روایتون پر جنکو خود شیعہ بہی تسلیم نہین کرتے اور جنکو کذاب
اور ایک گروہ کے طرفدار راویون نے بیان کیا ہے کہ قرآن مین اور بہی آیتین
یا سورتین حضرت علیؑ اور اہل بیت کی شان مین تہین جو جامعین قرآن نے داخل
نہین کین سویم اون لغو اور بیہودہ روایتون پر جسمین بعض آیات متروک التلاوت
یا منسوخ التلاوت کا ہونا بیان کیا گیا ہے اور جنکو شریر اور بدمذہب آدمیون نے
شہرت دی ہے یا غلط طور سے مشہور ہوگئی ہین قرآن مجید کی اختلاف قرت کو اور
توریت اور صحف انبیا زبور و انجیل کے اختلاف عبارت کو یکسان قرار دینا دیدہ و دانستہ
غلطی کرنا ہے ریورینڈ مسٹر ہارن مختلف عبارتون کا ذکر لکہتے وقت لکہتے ہین کہ دو یا
زیادہ مختلف عبارتون مین صرف ایک عبارت صحیح ہوسکتی ہے باقی خواہ تو دیدہ و دانستہ
تبدیل کی گئی ہونگی یا وہ نقل کرنیوالون کی غلطیان ہونگی پہر وہ یہودی اور عیسائی
کتب مقدسہ مین اختلاف عبارت ہونیکے چار سبب لکہتے ہین اول لکہنے والے کی غلطی
یا غفلت دویم جن نسخون سے نقل کی گئی ہوا ونکا غلط یا ناقص ہونا سوم نقل کرنیوالے کا
بلا کافی و معتبر سند کے اصلی عبارت مین اصلاح دینا چہارم دیدہ دانستہ کسی خاص
فریق کی تائید کے لئے عبارت کا بگاڑ دینا پس قرآن مجید کا کوئی بہی اختلاف قرت
ان حالتون مین سے کسی حالت کے ساتہہ بہی مناسبت نہین رکہتا علاوہ اسکے
قرآن مجید کی تحریف ثابت کرنے کو عیسائیون نے جن مذکورہ بالا مخرجون پر استدلال
کیا ہے اور جو مخرج فی نفسہ غلط ہین اون کے غلط ثابت کرنے پر ایک طولانی

بحث کرنے سے زیادہ تر یہ مختصر بات بیان کرنی مناسب ہے کہ جس بنا پر عیسائیون
نے تحریف قرآن کا دعوی کیا ہے اوسطرحپر دعوی کرنا بمقابل اون مسلمانون کے
جو دعوی تحریف کا کرتے ہین صحیح نہین ہوسکتا اسلیئے کہ اون مسلمانون کا یہ دعوی
ہے کہ جس طرحپر کہ ابتدامین توریت وصحف انبیا و زبور و انجیل لکھی گئی ہین بعد اسکی
تحریر کے یہودیون اور عیسائیون نے اوسمین تحریف لفظی کی ہے اور جملے اور کلمے
اور آیتین نکال دی ہین اور اپنی طرف سے آیتین اور جملے اور کلمے بلکہ کتابین لکھکر
داخل کردی ہین اور اب کوئی صحیح نسخہ دنیامین باقی نہین ہے پس اگر کوئی عیسائی
اسکے مقابلہ مین قرآن کی تحریف کا دعوی کرنا چاہے تو اوسکو اختلاف قرءت یا روایت
غیر مسلمہ اہل مذہب کا پیش کرنا کافی نہین ہے بلکہ وہ اونکے مقابل جب ہوسکتا
ہے جب وہ یہ دعوی کرے کہ جو قرآن زید ابن ثابت نے ابتدامین لکھا تھا او
تحریر کے بعد یہ آیت یا یہ سورہ اوسمین سے نکال ڈالی گئی ہے اور یہ آیت یا یہ کلمات
اوسمین بڑہا دئے گئے ہین یا یہ صیغے یا یہ اعراب تبدیل کر دئے گئے ہین اور اگر
وہ یہ دعوی نہین کرسکتا تو بالفرض زید ابن ثابت نے جو کچھ کیا ہو کیا ہو مگر قرآن
پر تحریف کا دعوی نہین ہوسکتا کیونکہ جیسا وہ جب لکھا گیا تھا ویسا ہی اب تک
موجود ہے۔ زید ابن ثابت نے جب قرآن لکھا تھا اور جسکی نقل حضرت عثمان نے
کی تھی اوس زمانہ مین قواعد رسم خط کے منضبط نہین ہوئے تھے اور اس سبب سے
بہت سے الفاظ زید ابن ثابت نے اسطرح لکھے ہین جو اون قواعد رسم خط
سے جو بعد کو منضبط ہوئے مختلف ہین مگر صرف اس خیال سے کہ جو کچھ زید ابن ثابت
نے لکھا ہے اوسمین تبدیلی واقع نہ ہونے پاوے حضرت عثمانؓ نے بھی وہی رسم خط

رہنے دی تہی اور اوسکے بعد تمام مسلمانون نے صرف قرآن کی تحریر مین اوسی رسم خط
کو رہنے دیا اور یہان تک اوسمین غلو کیا کہ اوسکے برخلاف رسم خط تحریر قرآن
اختیار کرنے کو گناہ اور کفر قرار دیا قاری مصطفے تفسیر بحر العلوم کے مصنف نے
لکھا ہے کہ مطابقت خط مصحف عثمانیؓ بر کاتب قرآن از واجبات دینی است کہ
اجماع صحابہ بران واقع شدہ است و مخالفت اجماع حرام باشد وجمہور علما
وایمہ مذہب اربعہ ستبان براین اند در مقنع آمدہ سئل مالک ہل یکتب ما احدثہ
الناس من الہجا فقال لا الا علی کتبۃ الاولی - اور اتقان فی علوم القرآن مین لکہا ہے
کہ کان احمد یحرم مخالفۃ خط عثمان رضی اللہ عنہ فی واو ا و یا ا و الف او غیر ذلک
اور ابن مہران کا قول ہے کہ اتباع المصحف فی ہجاہ واجب ومن طعن فی شیئ
من ہجاہ فہو کالطاعن فی تلاوتہ لانہ بالہما ریتلے - اور حدیقۃ البیان مین لکہا ہے
کہ اگر کسے اعتقاد کند کہ بر موافق امام یعنی مصحف عثمانی نباید نوشت نسبت خطا بقلم
اولین کردہ باشد زیرا کہ در لوح محفوظ بہمان طور نوشتہ شدہ است ونیز
بجیات صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ بلکہ بجیات رسالت معلم صحابہ وجبرئیل معلم رسول
نسبت خطا واقع میشود و زیادتی وکمی در قرآن حاصل می آید واینہمہ قریب کفر است
اور کتاب ہجا مین ابی عبد اللہ محمد کا یہ قول ہے کہ من خالف الامام صار فاسقا
ودخل تحت وعید من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار - اور ایضاح مین
لکہا ہے کہ یکرہ قراۃ القرآن من المصحف الذی یخالف ما خطہ ابن ثابتؓ یہ تشدد کل
صرف اسی مطلب سے ہین کہ جو کچہ زید ابن ثابت نے لکہا اور جسکی بعینہ نقل حضرت
عثمانؓ نے کی اوسمین ذرہ بہی فرق نہ پڑنے پاوے چنانچہ آجتک قرآن مجید

اوسی طرح محفوظ ہے پس ہر شخص یہ بات کہہ سکیگا اور قبول کرسکیگا کہ دنیا مین کوئی قلمی کتاب بجز قرآن مجید کے ایسی موجود نہین ہے کہ تیرہ سو برس کے بعد بہی ایسی موجود ہو جیسی کہ پہلے دن لکہی گئی تہی جسمین ایک شوشہ تک کا فرق نہین اور باوجودیکہ لاکہا قلمی نسخے اوسکے پہیلے مگر سب یکسان ہین پہر ایسی کتاب کی نسبت یہ کہنا کہ اوسمین بہی اسی قسم کی تحریف ہوئی ہے جیسی کہ مسلمان توریت و انجیل مین بیان کرتے ہین ایسی بات ہے جسکو نہ کوئی عاقل نہ بت پرست نہ یہودی نہ عیسائی نہ دنیا کا فرد کوئی تسلیم کرسکتا ہے سر ولیم میور اپنی کتاب لایف آف محمد مین تسلیم کرتے ہین کہ دنیا مین غالبًا کوئی اور کتاب ایسی نہین ہے جسکی عبارت ۱۲۰۰ برس تک ایسی خالص رہی ہو۔ **قرآن مجید کے جمع ہونیکا صحیح وکامل بیان** حضرت ابوبکر کی خلافت مین بخاری کی ایک صحیح اور معتبر حدیث مین مذکور ہے جسکو ہم اس مقام پر نقل کرتے ہین اور وہ حدیث یون ہے ۔ زید ابن ثابت کہتے ہین کہ مجہکو ابوبکر نے اہل یمامہ کے قتل کے زمانہ مین بلا بہیجا ۔ عمرؓ ابن خطاب وہان موجود تہے ابوبکرؓ نے کہا کہ عمرؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کے دن قرآن کے قاری کثرت سے قتل ہوگئے اور مین ڈرتا ہون کہ اور موقعون مین بہی قاری کثرت سے مقتول ہون تو قرآن بہت سا جاتا رہیگا ۔ اور میری یہ رائے ہوئی ہے کہ تم قرآن کے جمع کرنیکا حکم کرو ۔ مینے عمرؓ سے کہا کہ تم وہ کام کیونکر کروگے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا ۔ عمرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم یہ عمدہ بات ہے ۔ عمرؓ اسیطرح مجہسے اصرار کرتے رہے یہان تک کہ خدا نے میرا سینہ اوسکے لئے کہول دیا اور مین نے بہی اس کام مین وہ فائدہ دیکہا جو عمرؓ نے سونچا تہا زید کہتے ہین کہ ابوبکر نے کہا کہ تم جوان آدمی ہو تمپر ہم بدگمانی نہین کرسکتے

اور تم رسول اللہ کے لئے وحی لکھا کرتے تھے پس قرآن کی جستجو کرکے اوس کو
جمع کرو سو خدا کی قسم اگر کسی پہاڑ کے ہٹا دینے کو کہتے تو مجھپر اتنا گران نہوتا جتنا
قرآن کے جمع کرنیکا حکم گران معلوم ہوا مین نے ابو بکرؓ سے کہا کہ تملوگ وہ کام کیونکر
کروگے جسکو رسول اللہ نے نہین کیا ابو بکرؓ نے کہا خدا کی قسم یہ اچھا کام ہے۔
ابو بکرؓ اسی طرح اصرار کرتے رہے یہان تک کہ خدا نے میرا سینہ اوسکے لئے کھولدیا
جسکے لئے ابو بکرؓ و عمرؓ کو خیال دلایا تھا پس مین قرآن کو تلاش کرکے جمع کرنے لگا
ہڈیون اور سفید پتھر کی تختیون سے اور لوگون کے سینہ سے یہان تک کہ سورہ
توبہ کا آخر مین نے ابو خزیمہ انصاری کے پاس پایا اور کسی کے پاس نہین پایا
لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم سے براءت کے اخیر تک اور سب
قرآن ابو بکرؓ کے پاس تھا یہان تک کہ خدا نے اونکو وفات دی پھر عمرؓ کے
پاس تھا اون کی زندگی تک پھر حفصہ کے پاس جو عمرؓ کی بیٹی تہین رواہ البخاری
مذکورہ بالا حدیث سے تین امر کی قرار واقعی تصریح ہوتی ہے اول حضرت
عمرؓ کے اس کہنے سے کہ یمامہ مین بہت سے قرآن کے قاری قتل ہوگئے ہین
اور مجھکو اندیشہ ہے کہ اگر اور مقامون مین سخت لڑائی ہوا اور قرآن کے
قاری بہت مارے جاوین تو اکثر حصہ قرآن کا ضایع جاویگا پایا جاتا ہے کہ
اوسوقت تک بہت سے قاری جنکو قرآن مجید جسقدر کہ آنحضرتؐ پر نازل ہوا
تھا بخوبی یاد تھا موجود تھے دوم ہمکو بدرجہ یقین ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے
لوگون کو قرآن مجید حفظ تھا سوم اسمین کچھ شبہہ نہین رہتا کہ قرآن مجید کی کوئی
آیت ایسی نہین تھی جو تلاش کے بعد چمڑے یا ہڈیون یا اور کسی چیز پر لکھی ہوئی

نہ ملی ہو - ان تمام باتون سے اور نیز عبد العزیز ابن رفیع کی حدیث سے بخوبی ثابت
ہوتا ہے کہ زید ابن ثابت نے کل قرآن مجید کو بے کم و کاست جمع کر لیا تہا اور
یہ قرآن جو بالفعل ہمارے ہاتہون مین موجود ہے بجنسہ وہی ہے اور کسیطرح
کا فرق نہین ہے عبد العزیز ابن رفیع کی حدیث یہ ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین اور
شداد بن معقل ابن عباس کے پاس گئے شداد نے اون سے کہا کہ آیا رسول اللہ
نے کچہ چہوڑا ابن عباس نے کہا کہ کچہ نہین چہوڑا مگر دو دفتیون کے درمیان
(یعنی قرآن بے کم و کاست) کہا اور گئے ہم محمد بن حنفیہ کے پاس اور اونسے بہی پوچہا
اونہون نے کہا کچہ نہین چہوڑا مگر دو دفتیون کے درمیان مین - (رواہ البخاری)
وہی قرآن جسکو زید ابن ثابت نے جمع کیا تہا حضرت عثمانؓ کی خلافت تک محفوظ چلا آیا تہا
حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت مین اوسکی متعدد نقلین مختلف ممالک مین بہیجین چنانچہ
یہ امر نہایت تفصیل کے ساتہہ بخاری کی حدیث مین ہے اور وہ یہ ہے کہ حذیفہ
ابن یمان عثمانؓ کے پاس آئے اور وہ عراق والون کے ساتہہ اہل شام سے
لڑتے تہے آرمینیہ اور آذربیجان کی فتح مین ابو حذیفہ کو اون لوگون کا قرءت
قرآن مین مختلف ہونا رنج دہ ہوا حذیفہ نے عثمان سے کہا کہ اے امیر المومنین
اس امت کی خبر لو قبل اسکے کہ قرآن مین مختلف ہو جسطرح یہود و نصاری مختلف
ہوئے عثمانؓ نے حفصہ کے پاس آدمی بہیجا کہ صحیفے ہمارے پاس بہیجدو ہم نقل کر کے
واپس بہیجدینگے حفصہ نے عثمانؓ کے پاس وہ صحیفے بہیجدئے عثمانؓ نے زید ابن
ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعد ابن العاص و عبد الرحمن ابن الحارث بن ہشام
کو حکم دیا سو اون لوگون نے اونکو مصحفون مین نقل کیا اور عثمانؓ نے تین قریشی گروہ سے کہا

کہ جب تم لوگ اور زید ابن ثابت قرآن کی کسی چیز مین اختلاف کرو (اور ایک حدیث مین ہے کہ قرآن کی کسی عربیت کے متعلق اختلاف کرو دیکھو باب نزول القرآن بلسان قریش کتاب بخاری) تو اوسکو قریش کی زبان مین لکھہ دیو کیونکہ قرآن اونکی زبان مین اوترا ہے پس اون لوگون نے ایسا ہی کیا یہان تک کہ جب صحیفون کو مصحفون مین نقل کر لیا تو عثمان نے صحیفے حفصہ کے پاس واپس بھیجدیے اور جو قرآن کے نسخے نقل ہوئے اونکو ملک کے ہر ایک حصہ مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ اوسکے سواے جو کچہ کسی دوسرے صحیفے یا مصحف مین ہو سب جلا دیا جاوے۔ ابن شہاب کہتے ہین کہ مجھکو خارجہ بن زید ابن ثابت نے خبر دی کہ اونہون نے زید ابن ثابت سے سنا وہ کہتے تھے کہ مین نے احزاب کی ایک آیت نہین پائی قرآن کے نقل کرتے وقت اور مین نے رسول اللہ سے اوسکو پڑہتے سنا تھا پس ہم نے اوسکی جستجو کی پس خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس یہ آیت پائی من المومنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ پس اوسکو اوسکے سورہ مین مصحف مین ملا دیا (رواہ البخاری) یاد رکھنا چاہیے کہ جملہ اختلافہم فی القرءت سے وہی اختلاف قرءت مراد ہے جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اور جملہ فی عربیۃ من عربیت القرآن جسکو ہم نے ترجمہ کر کے لکھا ہے وہ ایک اور حدیث کا ٹکڑا ہے اس مطلب کو زیادہ تر واضح کرتا ہے حضرت عثمانؓ کی خلافت مین جو نقلین ہوئی تہین وہ بالکل مطابق اصل کے تہین اور اوس مین کسی طرح تغیر و تبدل یا کمی و بیشی نہین کی گئی تہی لہجہ یا صیغون کے تلفظ کا جو اختلاف عرب کی زبانون مین تہا اوسکا بہی کوئی نشان نہ تہا۔ زید ابن ثابت کی

پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ توبہ کا آخر حصہ خزیمہ انصاری کے پاس
سے ملا تھا لیکن اس روایت مین بیان ہے کہ سورہ احزاب کی ایک آیت
خزیمہ انصاری کے پاس سے نکلی تھی ان دونون بیانون مین کچھ اختلاف نہین ہے
کیونکہ جس زمانہ مین زید ابن ثابت نے قرآن کو جمع کیا تھا اوس زمانہ مین سورہ
توبہ کا آخری حصہ بھی خزیمہ کے پاس سے ملا ہوگا اور سورہ احزاب کی آیت
بھی اونہین کے پاس نکلی ہوگی اس آخر روایت سے یہ سمجھنا کہ احزاب کی آیت
بروقت نقل کرنے قرآن کے دستیاب ہوئی تھی غلطی ہے کیونکہ یہ ذکر بھی اسی
روایت مین اوسی وقت کا ہے جبکہ حضرت ابو بکرؓ کے وقت مین زید ابن ثابت
نے قرآن جمع کیا تھا اور اگر فرض کرین کہ یہ ذکر اوس وقت کا ہے جبکہ قرآن کی نقلین
ہوئی تھین تو بھی ممکن ہے کہ اوس جمع ہوئے قرآن مین وہ آیت کسی طرح
ناقابل پڑہنے کے ہوگئی ہو اور پہر تلاش سے خزیمہ پاس ملی ہو یا ابن شہاب
کو یا حضرت انس کو اس روایت کے بیان کرنے مین کچھ اشتباہ واقع ہوا ہو
لیکن جبکہ یاد تھی تو کوئی اعتراض نہین ہو سکتا بلکہ تلاش سے زیادہ احتیاط و
صحت ثابت ہوتی ہے - جو نشان علما نے قرآن کے مطالب سمجھانے کو بنائے
ہین وہ وحی سے نہین لگائے گئے ہین - قرآن مجید جب نازل ہوا تھا تو عرب اوسکو
اپنے لہجہ مین پڑہتے تھے جیسا کہ اہل زبان کا دستور ہے اور علاوہ اداے
مخارج حروف کے کہ اون کی زبان تہی وہ کسی لفظ کو زور دیکر پڑہتے تہے اور
کسی جگہہ وقفہ کر کر کسی کو مد دیکر اور کسی کو قصر کر کر پچھلے عالمون نے اسی خیال
سے آیات اور وقف مقرر کئے ہین مگر جب قرآن لکہا گیا تھا تو وہ ان اشارون

سے معرا تھا پس یہ نشان آیتون کے کسی کو ادن کے تسلیم کرنے پر مجبور نہین کرتے قرآن مجید کا طرز کلام اور اونکا مضمون خود بتاتا ہے اور اوس کے سیاق و سباق سے ہرایک محقق اور عالم بلکہ ہر ذی عقل و فہم اوسکے معنی دریافت کرکر سمجھہ سکتا ہے کہان مطلب ختم ہوا اور کہان سے دوسرا مطلب شروع ہوا اور یہی سبب ہے کہ بعض علما نے ایک ہی آیت کو دو یا زیادہ ٹکڑون مین منقسم سمجھا ہے اور بعضون نے کئی آیتون کو ایک ہی آیت سمجھا ہے اور اب بھی ایک مفسر مجاز ہے کہ بلحاظ ضبط کلام کے جہان وہ چاہے آیت قرار دے۔

قرآن مجید کے مضامین کا بعض الہامی مضامین سے مطابق ہونا اور ایسے مضامین کا ہونا جو پہلے بھی کہے گئے ہین کوئی نقص کی بات نہین ہے بلکہ اوسکی صداقت کو اور بھی زیادہ ثابت کرتی ہے جو دلیل اس بات کی ہے کہ باطلات کو چھانٹ دیا اور صحیح باتون کو بیان کردیا اور سچ بات کو بتا دیا بلکہ اگر اسطرح نہوتا تو شاید قابل اعتراض تھا۔ باوجود اس بات کی تسلیم کے کہ قرآن مجید بلفظہ کلام خدا ہے جبکہ وہ عربی مین اور انسان کی زبان مین نازل ہوا ہے تو اوسکے معنی اوسیطرح پر لگائے جاوینگے جیسے کہ ایک نہایت فصیح عربی زبان مین کلام کرنیوالے کے معنی ادب کے ساتھہ لگائے جاتے ہین مگر اوس طرز کلام اور طریق استعمال الفاظ کو دیکھنا لازم ہوگا جو مخصوص قرآن مجید سے ہے اور جسکے لئے ہمکو ایک آیت کی تفسیر بیان کرنے مین دوسری آیت سے استمداد لینی پڑتی ہے و سیاق و سباق کا لحاظ رکھنا ہوتا ہے۔ ہرایک کلام کے معنی قرار دینے مین مندرجہ ذیل باتونکا تحقیق ہونا ضرور ہے۔ (۱) جس لفظ کے جو معنی قرار دئے گئے ہین اوسکی نسبت

جاننا چاہئے کہ وہ لفظ انہی معنون مین وضع کیا گیا ہے۔ (۲)۔ اس بات کا قرار دینا کہ جن معنون مین وہ لفظ وضع کیا گیا تھا اون معنون سے کسی دوسرے معنون مین مستعمل نہین ہوا ہے۔ (۳) اگر وہ لفظ مشترک المعنی ہے تو اس بات کا قرار دینا لازم ہے کہ وہ اون مشترک معنون مین سے کس معنی مین استعمال کیا گیا ہے ضمائر جنکا مرجع مختلف ہو سکتا ہو وہ بھی الفاظ مشترک المعنی مین داخل ہین۔ (۴)۔ اس بات کا قرار دینا ضرور ہے کہ وہ اون اصلی معنون مین بولا گیا ہے جو اُس سے متبادر ہوتے ہین یا مجازی معنون مین۔ (۵)۔ اس بات کا قرار دینا کہ اُس کلام مین کوئی شے مضمر ہے یا نہین۔ (۶)۔ اس بات کا قرار دینا کہ جن معنون پر وہ لفظ دلالت کرتا ہے اوسمین کوئی تخصیص بھی ہے یا نہین — ہر شے کا ان پانچ قسم کے وجودمین سے ایک قسم کا وجود مراد ہو سکتا ہے اس لئے ہر شخص مجاز ہے کہ ادب و اعتدال و سیاق و سباق پر لحاظ کر کے جس قسم کا وجود اوسکی راے مین مراد ہو بلا لحاظ اسکے کہ درجہ بدرجہ سمجھے مراد لیوے اور وہی معنی لگاوے اوّل وجود ذاتی۔ وجود ذاتی وہ حقیقی وجود ہوتا ہے جو خارج مین موجود ہو اور حس و عقل اوسکو سمجھے جیسے زمین و جانور و نباتات وغیرہ کا وجود ہے جو حقیقتاً موجود ہین اور سب اونکو جانتے ہین۔ دُوسرے وجود حسی۔ وہ ایسا وجود ہوتا ہے جو محسوس ہوتا ہے مگر خارج مین اوسکا وجود نہین ہوتا اوسکا وجود صرف حس ہی مین ہوتا ہے اور حس کرنیوالا ہی اوسکو دیکھتا ہے اور کوئی دوسرا شخص اوسکو نہین دیکھتا جیسکہ مریض جاگتے مین بعض دفعہ طرح طرح کی صورتین اس طرح دیکھتا ہے جیسے کہ وہ موجودات خارجی کو جو وجود حقیقی رکھتے ہین

دیکھتا ہے حالانکہ اوسکا وجود خارج مین کچھ نہین ہوتا - تیسرے وجود خیالی وہ اون محسوس چیزون کی صورت ہے جو ہمکو دکھائی دیتی ہین جبکہ وہ ہمارے سامنے موجود نہون ہم آنکھین بند کرکے ہاتھی اور گھوڑے کی صورت اپنے خیال مین پیدا کرسکتے ہین گویا کہ ہم اونکو دیکھ رہے ہین اور وہ ہوبہو موجود ہین مگر موجود فی الخارج کچھ نہین ہے - چوتھے وجود عقلی - ہر ایک چیز کے لیے کوئی حقیقت اور اوسکے لیے کوئی معنی بلالحاظ اوسکی صورت ذاتی یا خیالی یا حسی کے مستقل ہوتا ہے پس وسی کو وجود عقلی کہتے ہین - مثلاً ہاتھ اوسکی ایک تو صورت موجود فی الخارج ہے جو اوسکا وجود ذاتی ہے اور ایک وجود حسی ہے اور ایک خیالی ہے مگر اسکے سوا ہاتھ کے لیے ایک معنی بھی ہین جو دراصل اوسکی حقیقت ہے اور وہ کیا ہے پکڑنیکی قدرت اور یہی عقلی ہاتھ ہے - پانچوین وجود شبہی شین وہاے موحدہ اور وہ وہ ہے کہ نفس شے موجود نہو نہ حقیقت مین اور نہ فی الخارج اور نہ فی الحس اور نہ فی الخیال اور نہ فی العقل بلکہ ایک ایسی چیز موجود ہو جو اوسکی کسی خاصیت یا صفت مین متشابہ ہو یہ ذرا دقیق بات ہے جیسے خدا کیطرف غصہ وغیرہ کی نسبت مثلاً غضب کی حقیقت دل کے خون کا جوش مارنا ہے اس مقصد سے کہ غصہ کرکے تسکین حاصل ہو اور یہ بات نقصان اور رنج سے خالی نہین ہے پھر جس شخص کے نزدیک خدا کی نسبت ذاتی یا خیالی یا حسی یا عقلی طور پر غضب کو منسوب کرنا دلیل سے محال ثابت ہوا ہے تو وہ اوس سے ایک اور صفت کو مراد لیتا ہے جو غضب پر مبنی ہوتی ہے جیسے ارادہ عقاب اور عقاب اور چیز ہے اور غضب اور چیز ہے لیکن اونکے صفات مین سے ایک صفت کے قریب ہے اور ایک اثر

ہے جو غضب سے صادر ہوتا ہے اور وہ خدا کی شان کے نامناسب نہین ہے
(۷) جو معنی اوس لفظ کے قرار دئے گئے ہین اگر اوسپر کوئی عقلی معارضہ ہو تو وہ
معنی اوسکے صحیح ہنون گے مثلاً خدا کے استواے علی العرش ہونے مین اصلی
معنی لینا صحیح نہوگا - اسمین کچھہ شک نہین کہ آنحضرت کے عہد مین الفاظ کے معنی
معین و مستعمل تھے اور اگر ہم تسلیم کرلین کہ وہی معنی بتواتر ہم تک پہونچے ہین تو اس
سے صرف امر اول کا تصفیہ ہوجاتا ہے مگر اس بات کا تصفیہ کہ وہ لفظ دوسرے
معنون مین مستعمل نہین ہوا اور اگر وہ مشترک المعنی ہے تو کون سے معنون مین مستعمل
ہوا ہے اور وہ مجازی معنون مین مستعمل ہوا ہے یا نہین اسلئے بغیر ذلک نہین ہوسکتا
پس جب تک کہ ساتون امر کی پیروی نہ کیجاوے نہ کسی انسان کے کلام کے
معنی صحیح طور پر قرار دئے جا سکتے ہین نہ خدا کے کلام کے - الفاظ کا مجازی معنی
مین مستعمل ہونا ایک ایسا وسیع امر ہے جسکی نسبت نہ کسی نقل سے اور نہ اہل
لغت کے تواتر نقل سے تصفیہ ہوسکتا ہے - عرب جاہلیت کا کلام بہت کم ہم تک
پہونچا ہے اور کچھہ شک نہین کہ اوسمین کا بہت بڑا حصہ ضایع ہوگیا اور علماے
علم ادب بھی اسکو مسلم سمجھتے ہین پس یہ امر قابل یقین نہین ہے کہ اہل لغت اور علماے
علم ادب نے جو معنی الفاظ کے لغت کی کتابون مین اور اوسکے محاورات و اصطلاحات
کو لکھا ہے اوسکے سوا اور کوئی معنی اور استعارات زمانہ جاہلیت اور خود آنحضرت
کے زمانہ مین نہ تھے - بلاشبہہ اس امر مین ہم مجبور ہین کہ بجز اسکے کہ قرآن مجید کے
معنی قرار دینے مین موجودہ لغت کی کتابون اور علم کی کتابون کی طرف رجوع
کرین لیکن اگر بالفرض ہمکو قرآن مجید سے کسی لفظ کا ایسے طور پر استعمال یا ایسے

معنون مین استعمال بطور یقین کے ثابت ہو جاوے جو کتب لغت یا علم
ادب کی کتابون مین نہ ملے تو ہم اوسکے اختیار کرنے مین کوئی وجہ تامل کی
نہین پاتے اور ایسا کرنے مین ہم ویسا ہی کرینگے جیسا کہ کلام جاہلیت کے
ساتھہ کیا ہے کیونکہ ہماری تمام لغت کی کتابون اور علم ادب کی کتابون کی
بنیاد اسی بات پر ہے کہ ہم نے وہ معنی یا محاورہ کلام جاہلیت سے اخذ کیا ہے
اگر کسی لفظ کے مادہ سے معنی صحیح نکلتے ہون اور استعمال اوس کا موجودہ
کتابون مین نہو تو کیا ہمکو قرآن کی وسعت کو ایسی صورت مین محدود کردینا
چاہیئے یا خود وہ اوس معنی کے لیئے سند ہوگا۔ جب کہ بلحاظ علوم وفنون کے
قرآن مجید پر توجہ کیجاتی ہے جس سے عرب جاہلیت اور آنحضرت کے زمانہ کے
لوگ بالکل ناواقف و عاری محض تھے اس حالت مین بہی ہم موافق زبان اہل
عرب کے قرآن مجید کے الفاظ کے اون معنون پر توجہ کرتے ہین جو علوم کی ترقی
کے سبب ہمکو صحیح و درست معلوم ہوتے ہین اور اس طرح ویسا ہی عمل کرتے
ہین جیسا کہ دوسرے کلامون مین مناسب طور سے ہوتا ہے الفاظ مستعملہ کے
جو معنی بتواتر اہل لغت ہم تک پہونچے ہین وہ مسمیات اون الفاظ کے ہین بلالحاظ
اون کی ماہیات کے مثلاً ارض وسما جو سب سے زیادہ مشہور و مستعمل الفاظ ہین
اون کے معنی جو ہم تک بتواتر پہونچے ہین وہ اسیقدر ہین کہ جس چیز پر ہم رہتے
ہین وہ ارض ہے اور جو چیز ہمکو اپنے سر پر دکہائی دیتی ہے وہ سما ہے اور کچھ
شبہہ نہین کہ عرب قدیم اور واضع اسقدر سے زیادہ اور کوئی معنی ان لفظون
کے نہین سمجھتے تھے مگر رفتہ رفتہ ارض وسما کا مفہوم وسیع ہوتا جاتا ہے اور

ہو گیا ہے ۔ (۸) ۔ قرآن کے معنی قرار دینے مین یہ تصفیہ بہی لازم ہے کہ جس کلام پر ہم استدلال کرتے ہین آیا وہ کلام مقصود ہے یا غیر مقصود کیونکہ اگر وہ کلام غیر مقصود ہے تو اوس پر استدلال نہین ہو سکتا ۔ سب سے زیادہ کلام غیر مقصود قواعد عرف ہوتا ہے مثلاً ایک شخص یہ کہے کہ آفتاب مغرب سے نکلے یا اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل جاوے تب یہ امر واقع ہوگا اور مخاطب یہ جواب دے کہ آفتاب کے مغرب کے نکلنے اور اونٹ کے سوئی کے ناکے مین سے نکلجانے کے بعد بہی یہ امر واقع نہوگا اس کلام مین آفتاب کا مغرب سے نکلنا اور اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلجانا کلام مقصود نہین ہے بلکہ عدم وقوع اس امر کا جسکے وقوع کا قائل مدعی تہا مقصود ہے اور اس بات سے تسلیم اس بات کی کہ درحقیقت آفتاب مغرب سے کبہی نکلیگا یا اونٹ سوئی کے ناکے مین نکلجاویگا لازم نہین آتی پس نقلیات خصوصاً کلام مجید مین اس کا لحاظ اشد ضروریات مین سے ہے ۔ قرآن مجید مین کلام غیر مقصود کثرت سے ہے آدمی کے ذہن مین بہت سی ایسی باتین سمائی ہوئی ہین جنکا وجود نہین ہوتا یا وجود ہوتا ہے مگر جو حقیقت وہ سمجہے ہین دراصل وہ نہین ہوتی یا بطور غلط العام اور باعتبار مشاہدہ کے غلط مظنون ہو جاتی ہین اور حقیقت مین ویسی نہین ہوتین اور کلام مجید کو اوس سے مقصود نہ تہا اس لئے کبہی اوسپر بطور حجت الزامی کے کلام مقصود کے بنا قایم کی اور کبہی اوسکو بطور نظیر مسلمہ مخالف کے اور کبہی بطور ایک مسئلہ غلط العام کے اور کبہی بلحاظ مشاہدہ ظاہری کے اوسکو بیان کیا اور مقصود سے مقصود رکہا جیسا کہ یہ باتین اکثر ہر زبان کی بول چال مین ہوا کرتی ہین یہی سبب ہے کہ بعض لوگ قرآن کے مطالب سمجہنے مین غلطی کرتے

ہین اور سمجھتے ہین کہ اوسمین ایسی باتین ہین جو حقایق موجودہ کے خلاف ہین حالانکہ
اون کی سمجھہ وقلت نظر کی غلطی ہوتی ہے قران مجید بلاشبہہ کلام آلہی ہے مگر وہ
انسانون کی زبان مین نازل ہوا اور بولا گیا ہے پس جسطرح انسان کے کلام کے
معنی ایسے مواقع پر لیے جاتے ہین کیون اوس کے بہی نہ لیے جاوین مثلاً انسان
کی ابتدائی حالت کے فلاسفی پر غور کرنے سے جو وحشی قومون کی حالت یا
وحشی زمانہ سے شروع ہوتی ہے ثابت ہوتا ہے کہ انسان مین یہ خیال تہا کہ جو مصیبتین
دنیا مین آتی ہین وہ بسبب سکے آتے ہین کہ انسان کے افعال سے خدا تعالی
ناراض ہوتا ہے اور یہ خیال کہ تمام آفات ارضی وسماوی انسانون کے
گناہون کے سبب سے ہوتے ہین ایک ایسا خیال تہا کہ جو تمام انسانون کے
دلون مین بیٹہا ہوا تہا اور اس زمانہ مین بہی جاہل قومون کے دلون مین بہی
ویسی ہی مضبوطی کے ساتہ جما ہوا ہے یہ خیال خواہ وہ حقیقت اشیا علی ماہی
علیہ کے مطابق ہو یا نہو ایک ایسا خیال ہے جو تہذیب نفس انسانی کا نہایت موید
ہے اور بموجب اوس اصول فطرت کے جسکے تابع انبیا ہوتے ہین اونکو ضرور
تہا کہ اس امر مسلمہ کو تسلیم کر کے لوگون کو تہذیب نفس کی ہدایت کرین پس
قرآن مجید کے اس قسم کے بیانات کو جسمین حوادث ارضی وسماوی کو انسانون
کے گناہون سے منسوب کیا ہے یہ سمجھنا کہ وہ ایک حقیقت اشیاء علی ماہی علیہ کا
بیان ہے اون سمجھنے والون کی رایون کی غلطی ہے نہ کلام مجید کی۔ جو کہ
انبیا کا اصلی کام روحانی کمال پر پہونچانا اور تہذیب کی ہدایت کرنا ہے اسلیے
اگر وہ ایسے جہگڑون مین پڑین تو مقصود مفقود اور فوت ہوجاوے اور ضد

بڑہ جاوے پس معارضہ غیر مناسب تہا یا مثلاً سحر کا لفظ قرآن مجید مین کہی
جگہہ آیا ہے مگر بہت سے الفاظ زبان عرب مین ایسے مستعمل تہے جنکے لئے فی الواقع
کوئی حقیقت نہ تہی اور نہ درحقیقت اونکا مصداق تہا اور اونکا مسمی حقیقتاً کوئی
وجود رکہتا تہا بلکہ عرب جاہلیت نے اپنے وہم مین ایک شئے غیر موجود کا وجود
قرار دیا تہا اور اوس سے کچہ افعال منسوب کئے تہے اور اوس شئے غیر موجود
ذہنی کے لئے وہ الفاظ مستعمل کرتے تہے قرآن مجید اہل عرب کی زبان مین
نازل ہوا تہا اس لئے اوس زبان کے محاورہ کے موافق وہ الفاظ بہی
اوس مین آئے ہین مگر اونکا استعمال اون اثرون کے سمجہانے کے لئے
ہوا ہے جو کہ اہل عرب اون لفظون سے پاتے تہے نہ اس لئے کہ اون
لفظون کے لئے فی الحقیقت کوئی حقیقت تہی یا درحقیقت اونکا کوئی مصداق
تہا اسی طرح غول اور رؤس الشیاطین وغیرہ کا لفظ ہے اوس سے غول
یا رؤس الشیاطین مراد نہین ہوسکتا بلکہ وہ اثر مراد ہوسکتے ہین جو ان الفاظ
سے از روے مصداق کے لئے جاتے ہین — ہم سے طعناً کہا جاتا ہے کہ جب
حکمت و فلسفہ یونانی مسلمانون مین پہیلا جو اوس زمانہ مین بالکل صحیح اور مطابق
حقیقت واقع سمجہا جاتا تہا تو علماے اسلام نے قرآن مجید کے اون مقامات کی جو
اونکے مطابق معلوم ہوتے تہے تائید کی اور اون مقامات کو جو بظاہر مخالف اون
علوم کے معلوم ہوتے تہے اون کے مطابق کرنے پر کوشش کی اب جب معلوم
ہوتا ہے کہ وہ علوم غلط اصول پر مبنی تہے تو اب اون معنون سے جو مطابق یونانی
علوم کے قرار دئے تہے تخلف کرتے ہو اور دوسرے اون معنون کو اختیار

کرتے ہو جو حال کے علوم کے مطابق ہین اور کیا عجب ہے کہ آیندہ زمانہ مین
اُن علوم کو اور زیادہ ترقی ہو اور جو امور اسوقت محققہ معلوم ہوتے
ہین وہ غلط ثابت ہون اوسوقت قرآن مجید کے الفاظ کے دوسرے معنی قرار
دینے کی ضرورت ہوگی وہلم جرا - پس معاذاللہ قرآن لوگون کے ہاتھہ مین
ایک کہلونا ہوجائیگا - ہم اس طعنہ کو بطور ایک بشارت کے نہایت خوشی
سے تسلیم کرتے ہین کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ قرآن مجید حقیقت امور کے
مطابق ہے مگر اوسمین بہت بڑا معجزہ یہ ہے کہ ہمارے ہر درجہ علم مین اون
امور مین جنکی ہدایت کے لئے قرآن نازل ہوا ہے یکسان ہدایت کرتا ہے
اور پہلے معنی جب غلط قرار پاتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے علم کا قصور
تہا نہ قرآن کا - مثلاً فرض کرو کہ قرآن مجید سے یہ سمجہا گیا تہا کہ سورج زمین کے
گرد پہرتا ہے اب ثابت ہوا کہ سورج ساکن ہے جب قرآن مجید پر ہم نے غور کیا
تو معلوم ہوا کہ قرآن مجید مین بطور حقیقت واقع کے سورج کا پہرنا بیان نہین ہوا بلکہ
علی مایشہدہ الناس بیان ہوا ہے اور وہ سچ ہے پس ہم نے جو اوسکو بطور حقیقت
واقع کے سمجہا تہا وہ ہماری غلطی تہی نہ قرآن کی غرضکہ اس طرح ہمارے علم سابق
کا ناقص ہونا اور قرآن مجید کا کامل ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ سچی بات
ہماری نسبت کسی قسم کی طعنہ زنی کا سبب نہین ہوسکتی - پس حکایتاً کسی قول
کا نقل کرنا صرف بغرض بیان یا بغرض تردید یا لوگون کے اعتقادات کو جو بنائی
مقصد قرآن کے نہین ہین بلابحث اون کی اصلیت اور واقفیت کے تسلیم
کرکے اونپر استدلال کرنا یا بطور حجت الزامی کے پیش کرنا یا امور ظاہر الوقوع کو

اون کی ظاہری حالت پر بلا اون کی اصلی کیفیت پر بحث کے بیان کرنا یا کلام غیر مقصود بالذات کا اتنا سے کلام مین آنا قرآن مجید کی صداقت کے منافی نہین ہے

قرآن مجید کا اپنے طرز مین کامل ہونا اوسکے الہامی الاصل ہونیکو ثابت کرتا ہی

اس موقع پر ہم بشپ مڈلٹن کے بیان کو جو ایک عالم اور فاضل آدمی تھا نظر انداز نہین کر سکتے - وہ بیان کرتا ہے کہ "یونانی توریت اور انجیل سے بالکل جہالت اور وحشیانہ پن ظاہر ہوتا ہے اور جملہ عیوب سے جنکا کسی زبان مین پایا جانا ممکن ہے بھری ہوئی ہین - مگر ہم کو از روے فطرت کے خود بخود یہ توقع ہوتی ہے کہ الہامی زبان کا سلیس اور لطیف عمدہ پر اثر ہونا چاہیئے اور اوسکا عام کلام کی قوت اور اثر سے بھی متجاوز ہونا ضرور ہے کیونکہ اللہ تعالی کے ہان کوئی چیز ایسی نہین ہو سکتی جسمین کسی قسم کا نقص ہو - خلاصہ یہ ہے کہ ہمکو افلاطون کی سی لطافت اور سسرو کی سی بلاغت کا متوقع ہونا چاہیے" -
اب چونکہ قرآن مجید اپنے طرز مین کامل ہے اس واسطے اوسکا الہامی الاصل ہونا اوس کے کامل النوع ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انسان سے جو خود ضعیف البنیان اور مرکب من الخطاء والنسیان ہے کوئی کامل اور بے عیب شے پیدا نہین ہو سکتی - اسی امر کی نسبت قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیتین دعوی کرتی ہین پہلی آیت یہ ہے - وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلو فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین (سورہ بقر) ترجمہ اور اگر تم شک مین ہو اوس چیز سے جو ہم نے اپنے بندے

پر اوتارا ہے پس لاؤ اسکی سی ایک سورۃ اور بلاؤ اپنے گواہون کو خدا کے سوا اگر تم سچے ہو۔ پس اگر نہ کرو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو بچو اُس آگ سے جسکے اینڈہن آدمی اور پتھر ہین۔ جو کافرون کے لئے طیار کی گئی ہے۔ دوسری آیت یہ ہے خدا فرماتا ہے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لایاتون بمثلہ ولوکان بعضھم لبعض ظہیرا (سورہ بنی اسرائیل) ترجمہ کہدے کہ اگر تمام انسان اور جن اس بات پر اتفاق کرین کہ اس قرآن کا مثل لادین تو نہ لا سکینگے گو ایک دوسرے کے مددگار ہون۔ ان آیتون کا مقصد و مدعا وہی ہے جو اوپر بیان ہوا کہ انسان ضعیف البنیان کی بنائی ہوئی کوئی چیز کامل النوع نہین ہو سکتی بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جو خود ذات کامل ہے ہر شئے کامل النوع کا مخرج ہے اور یہ امر اس بات پر غور کرنے سے اور بھی زیادہ واضح اور غیر مشتبہ ہو جاتا ہے کہ قدرت کی سب سے زیادہ سادہ اور سب سے کم پیچیدہ اشیاء مین سے ایک چیز کی بھی کسی مصنوعی شئے نے ہمسری نہین کی ہے سبقت لیجانا تو درکنار۔ اگرچہ یہ بات ممکن ہے کہ انسان کوئی ایسی چیز بنا وے جو اور مصنوعی چیزون کے وسیع دائرہ مین یکتائی کا دعویٰ کرے اور باوجود اس کے کہ اور اشخاص اوسکی خوبی تک پہونچنے کے لئے بہت کچھ جد و جہد کرین اور اوس تک نہ پہونچ سکین تاہم اسکو کامل النوع کہنا ٹھیک اور جائز نہین ہو سکتا۔ قرآن مجید کی خوبی چار چیزون سے ثابت ہوتی ہے (۱) اُسکے نہایت صاف وشستہ دلپر اثر کرنے والی اور رہجانے والی فصاحت و بلاغت سے (۲) اُسکے اصول متعلق بہ دینیات

سے (۳) اس کے اخلاقی اصول سے (۴) قانون سیاست اور انتظام مدن کے اصول سے جو اوسمین مندرج ہین - ان چار چیزون مین سے پہلی چیز تو محض اہل عرب سے متعلق تہی کیونکہ قرآن مجید اونہی کی زبان مین نازل ہوا تہا اور وہی دعوی ہمثلی کر رہے تہے باقی تین چیزین تمام جہان کی طرف خطاب کی گئی تہین اور ہم اپنے مخالفون اور موافقون کے روبرو وجرءت اور اعتماد سے دعوی کرتے ہین کہ کسی غیر الہامی شخص نے اوسکا مثل نہ تو پیدا کیا ہے اور نہ کوئی قیامت تک پیدا کرسکیگا - ہم بدون خوف اعتراض کے کہہ سکتے ہین کہ نہایت ذیعلم عربی والون نے قرآن مجید کو بلحاظ فصاحت و بلاغت کے بے مثل قرار دیا ہے اور اس بات پر متفق ہین کہ کوئی تحریر اوس سے سبقت نہین لے گئی اور نہ لیجاسکیگی لبید سا شاعر قرآن مجید کی سورۂ بقر کی چند آیتون کو سُنکر متحیر ہو گیا اور اوسکی بلاغت کا انسانی قوت سے برتر ہونیکا اقرار کیا اور اسی سے آنحضرت کی رسالت کو قبول کیا مسٹر جان ڈیون پورٹ جو ایک بڑے عالم اور غیر متعصب شخص ہین فرماتے ہین کہ منجملہ اون بہت سی اعلی خوبیون کے جو قرآن کے لئے واجب طور پر باعث فخر و ناز ہوسکتی ہین دو خوبیان نہایت بین ہین - یعنی اول تو اوسکا وہ مودبانہ اور رہیبت و رعب سے بہرا ہوا طرز بیان جو ہر ایک مقام پر جہان خدا تعالی کا ذکر یا اوسکی ذات کی طرف اشارہ ہے اختیار کیا گیا ہے - اورجسمین خداوند عالم کو اون جذبون اور اخلاقی نقصون سے منسوب نہین کیا جو انسان مین پائے جاتے ہین . دوسرے اوسکا اون تمام خیالات و الفاظ اور قصون سے

مبرا ہونا جو فحش اور خلاف اخلاق اور نامہذب ہوں حالانکہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ عیوب توریت وغیرہ کتب مقدسہ یہود مین بکثرت پائے جاتے ہین - فی الحقیقت قرآن ان سخت عیوب سے ایسا مبرا ہے کہ اوسمین خفیف سی خفیف ترمیم کی بہی ضرورت نہین اور اول سے آخر تک پڑہ جاؤ تو اوسمین کوئی بہی لفظ ایسا نہ پاؤگے جو پڑہنے والے کے چہرہ پر شرم وحیا کے آثار پیدا کرے - قرآن مین ذات باری کی تعریف نہایت مشرح اور صاف ہے اور جو مذہب اوسنے اپنی ان خوبیون کے ساتہہ قایم کیا ہے وہ وحدانیت الٰہی کا نہایت پختہ اور شدید یقین ہے - اور بجاے اسکے کہ اللہ تعالیٰ کو فلسفیانہ طور پر صرف ایسا مسبب الاسباب مان لیا جاے جو اس عالم کو مقررہ قوانین پر چلا کر خود ایسی شان وعظمت کے ساتہہ الگ ہے کہ اوس تک کوئی شئے نہین پہونچ سکتی - قرآن کی رو سے وہ ہر وقت حاضر وناظر ہے اور اوسکی قدرت کاملہ ہمیشہ اس عالم مین عامل اور متصرف ہے علاوہ ازین اسلام ایسا مذہب ہے جسکے اصول مین کوئی امر متنازعہ فیہ نہین اور چونکہ اوس مین کوئی ایسا معما نہین ہے جو سمجہہ مین نہ آئے اور زبردستی قبول کرنا پڑے اس لئے وہ لوگون کے خیالات کو ایک سیدہی سادی اور ایسی پرستش پر قائم رکہتا ہے جو تغیر پذیر نہین ہے حالانکہ تیز وتند اور اندہا دُہند جوش مذہبی نے پیروان اسلام کو اکثر اوقات آپے سے باہر کر دیا ہے اور سب سے اخیر بات یہ ہے کہ مذہب اسلام ایسا مذہب ہے کہ جس سے ولیون شہیدون اور تبرکات اور تصویرون کی پرستش اور ناقابل فہم

باتین اور حکیمانہ باریکیان اور راہبون کی تجرید وتعذیب نفس بالکل خارج کردی گئی ہین چنانچہ اسلام مین ایسے ثبوت موجود ہین جنپر خیال کرنے سے معلوم ہوتاہے کہ اوس کے بانی نے ماہیت اشیار اور اوس زمانہ کی قومون کیحالت اور نیز اس امر پر کہ مسائل مذہبی عقل سے کیونکر مطابق ہوسکتے ہین ایک دیرینہ اور عمیق غور کے بعد اپنے مذہب کی بنا ڈالی ہے اور اس وجہ سے یہ کچہہ محل تعجب نہین ہے کہ اسلامی طور کی پرستش اہل کعبہ کی بت پرستی اور صابئین کی پرستش اجرام فلکی اور زر دشتیون کی آتش پرستی پر غالب آگئی ۔ ریورینڈ جی ایم راڈویل صاحب لکھتے ہین کہ بت پرستی کے مٹانے جنات اور مادیات کے شرک کے عوض اللہ کی عبادت قایم کرنے اطفال کشی کی رسم کو نیست ونابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر اوسکی ایک حد معین کرنے مین قرآن بیشک عربون کے لئے برکت اور قدوم حق تہا گو عیسائی مذاق پر وحی نہ ہو ۔ اور ایک جگہہ فرماتے ہین کہ قرآن مین ایک نہایت اعلی درجہ کی عمیق سچائی ہے جو ایسے الفاظ مین بیان کی گئی ہے جو باوجود اختصار کے قوی اور کثیر الدلالت اور ملہمانہ حکمت سے بہری ہوئی ہین ۔ اور لکھتے ہین کہ محمد کی زندگانی کا مدعا توحید آلہی کا اعلان کرنا تہا اور وہ بیشک اوسمین کامیاب ہوگیا ۔ جسقدر کہ نہایت صحیح تاریخی واقعات پر نظر کرنے سے ہمکو محمد کی سیرت سے اصلی واقفیت حاصل ہوتی ہے اوسیقدر مراکشی ۔ پریڈو اور دیگر مصنفین کی سخت کلامی اور بدزبانی ہمپر غلط ثابت ہوتی ہے ۔ اور یہ کہنا حقیقت الامر کے زیادہ تر قریب ہوگا کہ وہ بیشک ایک اعلی درجہ کا شخص تہا

اگرچہ کچھ نقص بہی رکہتا تہا اور ایک سچا واعظ تہا۔ اگرچہ غلطی مین پڑا ہوا تہا۔ مگر گئی
بہت سی غلطیون اور نقصون کیوجہ اوسکے زمانہ کی حالت تہی اور ضرور ہے کہ جس
مذہب کا وہ اصل بانی تہا اوسمین سچائی اور نکوئی کے اصول بہی ہون ورنہ یہ
معما حل ہونا مشکل ہے کہ اوسکی تعلیم کا اثر جسکو بے شبہہ اوسکے پیرؤن کے فتحمند
ہتہیارون نے بہت تیز کردیا اسوقت تک کہ تقریبًا تیرہ صدیان گذر چکی ہین
ہمارے زمانہ کے پندرہ کڑور آدمیون مین جو کل دنیا کے چہٹے حصہ سے زیادہ
ہین کسطرح قایم رہا۔ یہ بہی مان لینا ضرور ہے کہ قرآن نے جسطور پر خدا کی ذات
کی تعریف بلحاظ اوسکی وحدانیت اور تمام جہان کا پروردگار اور عالم الغیب اور
قادر مطلق ہونیکے بیان کی ہے اوسکے لئے وہ نہایت اعلی درجہ کی تعریف کا
مستحق ہے اور یہ بہی مان لینا واجب ہے کہ قرآن کو صرف خداے واحد پر
نہایت پرجوش اور کہرا الیقین ہے اور گو کہ اوسمین متوہمانہ تخیلات اور کہانیان
بہی ہین اور طفلانہ آداب ورسوم مذہبی کی بہی تعلیم کرتا ہے اور ظلم وجور اور
غلامی وتعدد ازواج کی بہی اجازت دیتاہے۔ مگر باوجود ان باتون کے
اوسمین ایک نہایت اعلی درجہ کی عمیق سچائی ہے جو ایسے الفاظ مین بیان کی
گئی ہے جو باوجود اختصار کے قوی اور کثیر الدلالت اور حکیمانہ حکمت سے بہری
ہوئی ہین۔ اور اوس نے ثابت کردیا ہے کہ اوسمین ایسے اصول موجود ہین
جنپر نہایت قوی قومین اور گو مستقل اور قیام پذیر بادشاہتین تو شاید نہین
مگر ملک فتح کرنے والی سلطنتین ضرور قایم ہو سکتی ہین۔ اگرچہ اسلام بہت سی
باتون کے لحاظ سے ایک ناکامیابی ہے لیکن یہ زیادہ تر قرآن ہی کی تعلیم کا نتیجہ تہا

کہ ایک بے آب وعلف جزیرہ نما کے باشندے جنکے افلاس کی برابری صرف اونکی جہالت ہی کرسکتی تھی نہ صرف ایک نئے مذہب کے پرجوش اور سچے پیرو بن گئے بلکہ عمرا ور بہت سے اور لوگون کیطرح اوسکے بزور شمشیر پھیلانے والے ہوگئے وہ لوگ مملکتون کے بانی اور شہرون کے آباد کنندہ اور کتب خانون کے جمع کرنیوالے ہوگئے اور قسطاط - بغداد - قرطبہ - اور دہلی کو وہ قوت ہوئی کہ عیسائی یورپ کو کپکپا دیا اور اس طرح سے قرآن جسمین یہ وسیع قوت پائی جاتی تھی اور جسمین ایسے اصول ہین کہ جو اس قوت کے ظہور کا منبع ہین - اس قابل ہے کہ اوسکی قدر ہمیشہ بلحاظ ایک مجموعہ قوانین اور سلسلہ تعلیم مذہبی کے اون تبدیلیان کے اندازہ سے ہونی چاہیے جو اوس نے اونلوگون کی عادات واعتقادات مین کین جنھون نے اوسکو طوعاً وکرہاً قبول کیا و الفضل ماشھدت بہ الاعداء - انسائیکلوپیڈیا مین لکھا ہے کہ مذہب اسلام کا وہ حصہ بھی جس سے اوسکے بانی کی طبیعت صاف صاف معلوم ہوتی ہے نہایت کامل اور نہایت درجہ کا موثر ہے اس سے ہماری مراد اوسکی اخلاقی نصیحتین ہین - یہ نصیحتین کسی ایک یا دو یا تین سورتون مین مجتمع نہین ہین بلکہ اسلام کی عالیشان عمارت (قرآن مجید) مین سلسلۂ لعل کے مانند ملی جلی ہین ناانصافی - جھوٹ - غرور - انتقام - غیبت - استہزا - طمع - فضول خرچی - حرامکاری - خیانت اور بدگمانی کی سخت مذمت کی گئی ہے اور اون کو قبیح اور بے دینی بتایا ہے اور بمقابلہ اوسکے خیراندیشی - نیفرسانی - پاکدامنی - حیا - بردباری - صبر - تحمل - کفایت شعاری - سچائی - راستبازی - عالی ہمتی - صلح پسندی - حق دوستی اور سب پر بالا توکل بر خدا اور اتقیا وامرالٰہی سچی پابندی

کو اصل و بنیاد اور مومن صادق کا اصلی نشان قرار دیا ہے۔ ایک فرانسیسی عالم قرآن کی نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب زبور داؤد کے مانند جدا جدا آیتون مین ہے یہ طرز تحریر جو مینون نے اختیار کی اس غرض سے تھی کہ نثر مین زندہ خیالات اور نظم کے استعارے اور محاورات بیان مین آسکین ڈوراپٹر نے بلالحاظ متن کے سب آیتون کو ملا دیا اور اونکو ایک بیان مسلسل کر دیا اور اس مصیبت کے رفع کرنے کو نکمی تفسیرین اور بیچکارہ عبارتین بیچ مین ملادین جس سے اوسکے خیالات کی شان اور عبارت کی قرینبندگی بالکل جاتی رہی اور اصل کی تعریف ناممکن ہوگئی اس ترجمہ سے کوئی نہین خیال کرسکتا کہ قرآن عربی زبان مین وحید و فرید ہے۔ مسٹر کارلائیل کا بیان ہے کہ میرے نزدیک قرآن مجید مین سچائی کا جوہر اوسکے تمام معنی مین موجود ہے جسنے کہ اوسکو وحشی عربون کی نظر مین بیشبہا کر دیا تھا سب سے اخیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن سب سے اول اور سب سے اخیر جو عمدگیان ہین وہ اپنے مین رکھتا ہے اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کے وصف کی بنا صرف اوس سے ہوسکتی ہے۔ (انتہے) **اور کارلایل** لکھتے ہین کہ جب تم ایک دفعہ اچھی طرح سے قرآن پڑھ لوگے تو اصلی صورت اوسکی خود بخود تمکو نظر آنے لگیگی اور یہ خوبی اوسمین ایسی ہے کہ عالمانہ تصانیف مین نہین آسکتی جو کتاب دلسی نکلی ہوگی وہی دلون مین سرایت کریگی اوسکے آگے مصنفین کی تمام صنائع و بدائع ہیچ ہین اصلی خوبی قرآن کی اوسکا جیون کا تیون ہونا ہے جیسی یہ کتاب صاحب کتاب کے مُنھہ سے نکلی تھی ویسی ہی ہے

قرآن کے تمام مطالب بلا تصنع ہیں اسکو مین کتاب کی خوبی جانتا ہون اور صرف
یہی خوبی کتاب کے لئے کافی ہے اور اوسی ایک خوبی سے سب قسم کی خوبیان
پیدا ہوسکتی ہین (کارلائیل کی کتاب ہیروز اینڈ ہیروز شپ) مسٹر گاڈفری
ہنگنز لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کی انجیل کی طرح قرآن مجید غریب آدمی کا دوست
وغمخوار ہے بڑے آدمیون اور دولتمند آدمیون کی ناانصافی کی ہر جگہہ مذمت
کی گئی ہے وہ آدمیون کی باعتبار مدارج کے توقیر نہین کرتا ہے یہ امر اوسکے مصنف
کی لازوال نیکنامی کا موجب ہے (خواہ وہ محمد عرب کے بانی پیغمبر ہون یا اوسکے
تیسرے خلیفہ عثمان) (واضح ہو کہ گاڈفری ہگنز کا یہ خیال تھا کہ قرآن حضرت عثمان
کا تصنیف کیا ہوا ہے اور یہ صریحی اور تاریخی غلطی ہے) کہ اوسمین ایسا ایک
بھی کوئی حکم نہین تبلایا جاتا جسمین پولٹیکل خوشامد وریاکاری کیطرف ذراسا
بھی میل ہوا ورجسطرح کہ ویسٹ منسٹر ریویو مین منصفانہ راے دی گئی ہے کہ اگر
کسی خودمختار مشرقی حاکم کو کوئی چیز کبھی روک سکتی ہو تو وہ غالبًا قرآن مجید کی
ایک بے تکلف آیت کسی باجرءت مظلوم کی زبانی ہوگی (انتہےٰ) ایک اور
جرمن مصنف نے کوارٹرلی ریویو مین قرآن مجید کی نسبت یہ مضمون لکھا ہے کہ
اون تبدیلات مضامین مین جو مثل برق کے تیز وطرار ہین اس کتاب کی ایک
نہایت بڑی خوبصورتی پائی جاتی ہے اور گیٹہ کا یہ قول بجا ہے کہ جسقدر ہم
اوسکے قریب پہونچتے ہین یعنی اوسپر زیادہ غور کرتے ہین وہ ہمیشہ دور کھینچتی
جاتی ہے یعنی زیادہ اعلی معلوم ہوتی ہے وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب
کرتی ہے اور آخر کار فرحت آمیز تحیر مین ڈالدیتی ہے ۔ وہی مصنف ایک

اور مقام پر لکھتا ہے کہ شادی اور عزم محنت اور بہادری اور جوش کے وہ عظیم الشان اظہارات جنکے محض ضعیف آوازہاے بازگشت ہمارے کانون پر اثر کرتی ہین محمدؐ کیوقت مین پوری پوری آواز رکھتے تھے اور محمدؐ کو سب سے زیادہ نامی اور گرامی لوگون سے کچھ ہمسری ہی نہ کرنی پڑی تھی بلکہ اونپر فوقیت حاصل کرنی تھی اور اپنے کلام کو اپنی رسالت کی علامت اور دلیل گرداننا پڑا تھا - ایک اور مقام پر یہی مصنف لکھتا ہے کہ ہم دفعتًا از راہ ترجیح اس عجیب کتاب کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہین جسکی اعانت سے عربون نے سکندر اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور روم کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کرلی اور جسقدر زمانہ کہ روم کو اپنی فتوحات حاصل کرنے مین درکار ہوا تھا اوسکا دسوان حصہ بھی اونکو نہ لگا ایسی کتاب جسکی اعانت سے جملہ بنی سام مین یہی لوگ بحیثیت سلاطین یورپ مین آئے تھے جہانکہ اہل فنیشیا تاجرون کی حیثیت سے اور یہود پناہ گیرون یا قیدیون کی طرح پر آئے تھے یہی لوگ معہ اون پناہ گیرون کے یوروپ کو انسانیت کی روشنی دیکھلانیکے واسطے آئے تھے یہی لوگ جبکہ تاریکی محیط ہورہی تھی یونان کی مردہ عقل او علم کو زندہ کرنے اور اہل مغرب اور اہل مشرق کو فلسفہ وطب ہیئت اور نظم لکھنیکا خوشنما اور دلچسپ فن سکھلانے اور علوم جدیدہ کے بانی مبانی ہوئے تھے اور ہم لوگونکو غرناطہ کی تباہی کے دن ہمیشہ کے واسطے رولانے کو آئے تھے - انتہی

مسٹر سیل اسطرحپر لکھتے ہین کہ یہ بات علی العموم مسلمہ ہے کہ قرآن قریش کی زبان مین جو جملہ اقوام عرب مین شریف ترین اور مہذب ترین قوم ہے انتہا کی

لطیف اور پاکیزہ زبان مین لکہا گیا ہے لیکن اور زبانون کی بہی کسیقدر آمیزش ہے
گو وہ آمیزش بہت ہی قلیل ہے وہ لا کلام عربی زبان کا نمونہ ہے اور زیادہ
پکّے عقیدہ کے لوگونکا یہ قول ہے اور نیز اس کتاب سے بہی ثابت ہے
کہ کوئی انسان اسکا مثل نہین کہہ سکتا (گو بعض فرقون کی مختلف راے
ہے) اور اسی واسطے اوسکو لازوال معجزہ قرار دیا ہے جو مردہ کے زندہ
کرنے سے بڑہکر ہے اور تمام دُنیا کو اپنے ربانی الاصل ہونیکے ثبوت دینے کے
لئے اکیلا کافی ہے اور خود محمدؐ نے بہی اپنی رسالت کے ثبوت دکے لئے اِسی
معجزہ کی طرف رجوع کیا تہا اور بڑے بڑے فصحاے عرب کو (جہان کہ اوس
زمانہ مین اس قسم کے ہزارہا آدمی موجود تہے جنکا محض یہ شغل اور حوصلہ تہا
کہ طرز تحریر اور عبارت آرائی کی لطافت مین لایق و فایق ہو جاوین) علانیہ
کہلا بہیجا تہا کہ اوسکے مقابلہ کی ایک سورۃ بہی بنا دو اس بات کے اظہار کے
واسطے کہ اس کتاب کی خوبئے تحریر کی اون ذی لیاقت لوگون نے دراصل
تعریف و توصیف کی تہی جنکا اس کام مین معبر ہونا مسلم ہے منجملہ بیشمار مثالون
کے ایک مثال کو بیان کرتا ہون۔ لبید ابن ربیعہ کا ایک قصیدہ جو محمدؐ کے زمانہ
مین سب سے بڑے زبان آورون مین تہا خانہ کعبہ کے دروازہ پر چسپان تہا
(یہ رتبہ نہایت اعلی التصنیف کے واسطے مرعی تہا) اور کسی شاعر کو اوس کے
مقابلہ مین کسی اپنی تصنیفات کو پیش کرنیکی جرءت نہو لی تہی لیکن جبکہ تہوڑے ہی
عرصہ کے بعد قرآن کی دوسری سورتون کی آیتین اوس کے مقابلہ مین لگائی
گئین تو خود لبید بن ربیعہ جو اُس زمانہ مین مشرکین مین تہا شروع کی آیت پڑہکر

بحر تحیر مین غوطہ زن ہوا اور فی الفور مذہب اسلام قبول کرلیا اور بیان کیا کہ ایسے الفاظ صرف نبی ہی کی زبان سے برآمد ہو سکتے ہین ...... قرآن کا طرز تحریر عموماً خوشنما اور روان ہے بالتخصیص اوس جگہہ جہان کہ وہ پیغمبرانہ وضع اور توریتی جملون کو نقل کرتا ہے وہ مختصر اور بعض مقامات مین مبہم ہے اور مشرقی ڈہنگ کے موافق پُر جوش صنعتون سے مرصع اور روشن اور پر معنی جملون سے مزین ہے اور اکثر جگہہ علی الخصوص اوس مقام پر جہان کہ اللہ تعالی کی عظمت اور اوصاف بیان ہین نہایت اعلی درجہ اور رفیع الشان ہے - آمرسن نے اپنی تصانیف مین جا بجا قرآن کا ذکر بڑی عزت کے ساتہہ کیا ہے - سر ولیم میور کہتے ہین کہ اوس احکم الحاکمین یعنی ذات باری کے وجود کے ثابت کرنے کے لئے اور انسان کو مطیع اور شکر گذار بنانیکو اوسکی بادشاہت کا دعوی قایم کرنیکی غرض سے قرآن مین دلایل بھرے ہین جنکو اوسکی شان رزاقی اور قدرت سے مستخرج کیا ہے آنیوالی دنیا مین بُرائی اور بھلائی کا عوض ملیگا اور نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی ضرورت اور مخلوق کی خوشی اور فرض یہی ہے کہ خالق کی اطاعت اور پرستش کرے اور اسی قسم کے اور مضامین قرآن مین خوبصورتی اور زور شور سے بیان ہوئے ہین اور اوسکی زبان مین حقیقی شاعری بکثرت ہے اسی طرح سے روز حشر کا عقل کے موافق ہونا بہت سے قوی خیالات کے ذریعہ سے سکہایا گیا ہے اور خاص کر کے اوس تشبیہہ کے ساتہہ جو جنوبی ممالک مین محض دلپذیر نقش ہو جاتی ہے یعنی کہا گیا ہے کہ دیکھو مین نے اس زمین کو جو مدت سے خشک

اور مردہ تہی یکایک آسمان سے دہوان دہار مینہہ برساکے کسطرح زندہ کردیا
سے پہرہمکو آدمی کو ملنے کے جلانا کیا مشکل ہے۔ (انتہے) واشنگٹن ارونگ
نے اسی مضمون کو ذیل مین لکہا ہے کہ قرآن کے اصول خالص اعلیٰ اور مہربانی
سے پر ہین۔ (انتہی)۔ گبن کہتا ہے کہ بحر اطلانٹک سے دریاے گنگا
تک قرآن قانون کی اصل پایا گیا ہے اور صرف مذہب کا نہین بلکہ دیوانی
فوجداری مقدمات بہی اوس سے فیصل ہوتے ہین اور انسان کے افعال
اور مال کے معاملات خدا کی مرضی کے غیر متبدل منظوری سے انتظام
پاتے ہین ملیوریو کہ قرآن مسلمانی دنیا کا عام مجموعہ قوانین ہے تمدنی
دیوانی تجارتی فوجی انتظامی فوجداری تعزیری مذہبی قانون جو کچہ ہے
وہ یہ ہے ہر بات کا انتظام اوس سے ہوتا ہے رسومات مذہبی سے لگاکے
روزمرہ کے کامون تک روح کی نجات سے لیکر جسم کی صحت تک عام
جماعت انسانی کے حقوق سے ہر فرد بشر کے حقوق تک ایک آدمی کے
نفع سے سوسائٹی کے فائدہ تک اصلاحی معاملات سے لیکر جرم تک
اس دنیا کی سزا سے لگاکر آخرت کی جزا و سزا تک جو کچہ ہوتا ہے اوسکا
انتظام قرآن کردیتا ہے مسلمانی قانون نے بادشاہ سے لگاکے فقیر تک سب کو
اپنے قبضہ مین کرلیا ہے ایسا عقلمندانہ عالمانہ روشنضمیر انتظامی قانون
آجتک دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا (الزامات وارن ہسٹنگ مصنفہ ایڈمنڈ برک)
اس سلئے قرآن عیسائی بائبل سے محض مختلف ہے اسکی نسبت کامبل
کہتا ہے کہ بائبل مین بالکل قواعد مذہبی ندارد ہین اوسمین خصوصاً قصص

بیانات اعلی درجہ کے تذکرے عابدانہ جوش وخروش اور نہایت فصیح
اخلاق مذکور ہین اور انہین موثر منطقی علاقہ کے ساتھ آپسمین ملایا بھی نہین
ہے آنحضرت نے اسلام مین پادری مقرر نہین فرمائے ہین کیونکہ وہ خود
جانتے تھے کہ ملکی معاملات مین یہ لوگ بڑا نقصان پہونچا دینگے اس لئے
آپنے اس فرقہ کو اپنے مذہب مین رکھا ہی نہین بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ ہر شخص
اپنے پاس ایک جلد قرآن رکھے اور اپنا پادری یا مولوی خود بنجائے
پس اسلام مین مذہبی یا پادری کا کوئی عہدہ نہین ہے علماے قانون ہی
مذہبی عالم سمجھے جاتے ہین کیونکہ قرآن ایک قانون ہے علما کا کوئی حصہ
ملکی آمدنی مین نہین نہ مسلمانی چرچ کی کوئی خاص جایداد مقرر ہے اونکا
عہدہ پادریانہ نہین بلکہ ملکی ہے۔ اسلام کالے اور گورے رئیس اور
پیادے اور حاکم محکوم سب کو برابر بناتا ہے صرف مُنہہ سے کہنے کی بات
نہین بلکہ عملدرآمد بھی یون ہی ہوتا ہے جنگل مین یا مہمانون کے کمرہ مین خیمہ ہو یا
محل مسجد ہو یا بازار مسلمان باہم بلا فرق و کراہت ملتے ہین پہلا موذن
اسلام کا جو آنحضرت کا عاشق اور معزز مرید تھا بلال حبشی غلام تھے آنحضرت
نے فرمایا کہ جنکو قرآن کا پڑہنا عطا کیا گیا وہ اگر کسی اپنی دوسری دی ہوئی
چیز کو اوس سے افضل جانے تو اوس نے ایسی چیز کو کم جانا جسکو خدا نے
بزرگ جانا ہے اور فرمایا کہ کوئی چیز قرآن سے زیادہ شفیع تر نہین ہے
نہ فرشتہ نہ پیغمبر نہ غیر اوسکا اور فرمایا کہ قرآن خوانی اور موت کی یاد سے
دلکا زنگ صاف ہو جاتا ہے اور فرمایا اپنے بعد ایک گویا اور ایک خاموش

واعظ مین سے نے تمہارے لیئے چھوڑا ہے یعنی قرآن شریف اور موت اور فرمایا
کہ میری امت مین قرآن خوان منافق ہونگے اور فرمایا کہ قرآن پڑھو اور رؤو
اور اگر نہ روسکو تو کوشش کرکے متاثر ہو مین کہتا ہون کہ جب ہم ایک خط کو دیکھتے
ہین تو نہایت غور سے اوس کے مطلب کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہین
تو کیا وجہ ہے کہ جب قران شریف دیکھین تو اوسکا ادب اوسکی فضیلت
کے موافق نکرین یہ بہی گویا خدا کا ایک نامہ ہے جو ہمپر نازل ہوا ہے پس اوس
کو اوسی ادب سے پڑھنا چاہیئے کہ گویا خود خدا سے سنتے ہین اور اوسکے
اوامر و نواہی پر عمل کرنا چاہیئے یہی مطلب اوس حدیث کا ہے کہ قرآن سب
سے زیادہ شفیع تر ہے اس لیئے کہ اوسکی نصیحت کے قبول و عمل کرنے سے
ضرور شفاعت ہوسکتی ہے جسکی نصیحت حقیقت مین نہایت موثر ہے فرمایا
رسول اللہ نے ایک لوگ ہونگے کہ قرآن کو پڑہینگے اور اونکے گلو سے تجاوز
نہ کریگا اور دعوی کرینگے کہ ہم نے قرآن پڑھا ہے ہم سے زیادہ پڑھا ہوا
اور عالم کون ہے اور پہر اپنے اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے
امت کے لوگو وہ لوگ تمہین مین سے ہونگے اور سب دوزخ کے
کندے ہونگے (ابن مبارک در زہد و زاہد در فایق) فرمایا آنحضرت نے
اہل القرآن اہل اللہ خاصہ ہین (نسائی و ابن ماجہ) اور فرمایا تم مین سے بہتر وہ
ہے جو قرآن سیکھے اور سکھاوے (بخاری) اور مروی ہے کہ آنحضرت اور
اصحاب جب جمع ہوتے تو ایک شخص کو کہتے کہ قرآن مین سے کچھ پڑھو مثلاً ابن مسعود
اور ابو موسی اشعری سے اور ابن مسعود کے پڑھنے کی آنحضرت نے تعریف فرمائی

(احیا) عبداللہ بن عروہ زبیر نے کہا کہ مین نے اپنی دادی اسما بنت ابی بکرؓ سے پوچھا کہ آنحضرتؐ کے اصحاب قرآن پڑھے جانے کے وقت کیا کرتے تھے تو کہا کہ وے اوسی حالت مین تھے جیسا کہ اللہ نے اونکا وصف کیا ہے کہ آنکھین اونکی آنسو بہاتی تھین اور بدن پر اونکے بال کھڑے ہو جاتے تھے کہا کہ مین نے کہا کہ آجکل جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو لوگ غش کھا کر گر پڑتے ہین میری دادی نے کہا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور عبداللہ ابن عمرؓ عراقیون مین سے ایک شخص پر گذرے جو گرا پڑتا تھا پوچھا کہ کیا ہوا ہے لوگون نے کہا کہ جب اسکے آگے قرآن پڑھا جاتا ہے اور خدا کا ذکر سنتا ہے تو گر پڑتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہم بھی اللہ سے ڈرتے ہین اور گرتے نہین ہین ہر آئینہ شیطان اون مین سے ایک کے پیٹ مین در آتا ہے اصحاب رسول اللہ ایسا نہین کرتے تھے حضرت سہیل نے کہا کہ قوت یہی ہے کہ جزع فزع نہ کرے حضرت ابن سیرین کے آگے ایسے گرنے والون کا ذکر کیا گیا کہا کہ ہمارے سامنے ایک شخص چھت پر پاؤن پھیلا کر بیٹھے اور قرآن اول سے آخر تک پڑھا جاوے اگر وہ اپنے کو گرا دے تو صادق ہے اور انس سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ اس آیت پر اشک ریزان ہوتے تھے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھولاء شھیدا۔ یہ روایتین عوارف المعارف سے اس لئے نقل کی گئی ہین کہ حتی الوسع افراط سے جزع فزع قرآن سننے مین نہ کرنا چاہئے اور صادق کی پہچان یہی ہے کہ تکلیف نہ اوٹھائے اور جزع فزع نکرے اور قوت اسی مین ہے کہ بے اختیار رہو۔ حضرت ابو امامہ باہلی فرماتے ہین کہ قرآن پڑھو اور یہ لٹکے ہوئے قرآن تمکو مغالطہ

مین نہ ڈالین یعنی اسپر بس مت کرو کہ قرآن ہمارے پاس موجود ہے۔ اور حضرت
ابن مسعود فرماتے ہین کہ تم مین سے جب کوئی اپنے نفس سے درخواست کرے
تو قرآن ہی کی کرے اسلیئے کہ اگر قرآن سے محبت رکھتا ہوگا اور قرآن اوسکو اچھا معلوم ہوتا
ہوگا تو اللہ تعالی اور اوسکے رسول سے محبت رکھتا ہوگا اور اگر بغض رکھتا ہوگا تو اللہ اور اوسکے
رسول سے بغض رکھتا ہوگا اور فرمایا کہ قرآن لوگون پر اسلیئے نازل کیا گیا ہے کہ اوسکے
بموجب عمل کرین لوگون نے اوسکے پڑھنے پڑھانے کو عمل ٹھرالیا ہے کہ ایک
شخص شروع سے آخر تک قرآن پڑھ جاتا ہے یہان تک کہ ایک حرف
بھی اوس سے نہین رہتا مگر اوسکے بموجب عمل نہین کرتا اور حسن بصری
کا قول ہے کہ تم نے قرآن کی منزلین ٹھرائی ہین اور آیت کو اونٹ مقرر
کیا ہے کہ اوسپر سوار ہوکر اپنی منزلین قطع کرتے ہو اور جو لوگ تم سے
پہلے تھے وہ قرآن مجید کو اپنے پروردگار کا فرمان سمجھتے تھے کہ رات کو
اونکے معنی سمجھتے تھے اور دنکو اوسکی تعمیل کرتے تھے۔ اور قرآن پر
نہ عمل کرنے والون سے اللہ ارشاد فرماویگا کہ اے میرے بندے تجھے مجھسے
شرم نہین کہ اگر تو راہ مین جاتا ہوتا ہے اور کسی کا خط تیرے پاس آتا
ہے تو تو راہ سے کنارہ ہوجاتا ہے یا بیٹھ جاتا ہے اور خط کو ایک ایک حرف
پڑھتا ہے یہان تک کہ کوئی مطلب تجھسے نہین رہ جاتا اور اوسکی تعمیل مین
جلدی کرتا ہے۔ مین نے جو تیرے لئے ایسی کتاب اوتاری تو دیکھ تیرے لئے
کیسا قول مشرح اوسمین ہے اور کس طرح ایک ایک بات کو کئی کئی دفعہ ذکر
کیا تاکہ تو اوسکو سمجھ سکے مگر تو نے اوس سے روگردانی کی بھلا مین تیرے

نزدیک تیرے کسی بھائی سے بھی گیا گذرا جسکے خط کو غور سے پڑھتا اور اوسکی
تعمیل کرتا ہے اور میری کتاب سے بے پروا ہوا ہے اے میرے بندے
اگر تیرا کوئی بھائی تیرے پاس آبیٹھتا ہے تو تو اوسکی طرف ہمہ تن مشغول ہوجاتا
ہے اور بتوجہ تمام اوسکی گفتگو سنتا ہے اگر کوئی دوسرا بول اوٹھتا ہے
یا کوئی اور کام تجھکو پیش ہوتا ہے تو تو اشارہ سے ٹھرا دیتا ہے یا کام
کر دیتا ہے اور میری طرف سے تو روگردان ہوا ۔ حضرت حذیفہ سے
آنحضرت نے اپنی وفات کے بعد اپنی امت کے اختلاف کی خبر دی
تو اونہوں نے عرض کی کہ اگر مین اوس وقت کو پاؤن تو کیا کرون آپ نے
فرمایا کہ کلام اللہ کو سیکھنا اور اوسکے بموجب عمل کرنا کہ نکاس کی صورت وہی
ہے تین بار یہی سوال کیا یہی جواب پایا کہ قرآن کو سیکھنا اور اوسپر عمل کرنا کہ نجات
اوسی مین ہے (ابوداؤد ونسائی) فرمایا آنحضرت نے جس نے قرآن کو تین روز
سے کم مین پڑھا اوسنے اوسکو نہین سمجھا (اصحاب سنن بروایت ابن عمر) اور
آنحضرت نے ابن عمر کو ارشاد فرمایا کہ ایک ہفتہ مین ایک ختم کیا کرو (بخاری و
مسلم) اور سب لوگ اصحاب مین مثلاً حضرت عثمانؓ زید ابن ثابت اور ابن
مسعودؓ اور ابی ابن کعب ایک ہفتہ مین قرآن ختم کیا کرتے تھے ۔ اور حضرت عمرؓ
حضرت ابوموسیٰ اشعری سے کہتے کہ ہمکو ہمارے رب کی یاد دلاؤ حضرت ابوموسیٰ
آپ کے سامنے یہان تک قرآن پڑھتے کہ نماز کا درمیانی وقت آجاتا اوسوقت
لوگ کہتے کہ یا امیر المومنین الصلوۃ الصلوۃ تو آپ فرماتے کہ ہم کیا نماز مین
نہین ہین اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی راے اول وقت غلو کرنے کی نہتی

جب آنحضرت آیت عذاب پر پہونچتے تو استعاذہ کرتے اور جب آیت سوال پر پہونچتے تو سوال کرتے اور جب طلب شہادت ہوتی تو بلے فرماتے - فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہذا کتب انزلنہ مبارک مصدق الذی بین یدیہ ولتنذر ام القریٰ ومن حولہا والذین یؤمنون بالآخرۃ یومنون بہ وہم علی صلاتہم یحافظون (انعام) مفصلہ ذیل احکام ان آیتون سے معلوم ہوتے ہین (۱) قرآن ایک کتاب ہے - ۲ - برکت والی ہے ۱ ور سچا بتانیوالی ہے ۳ - مکہ اور اسکے گرد کے لوگون کے لئے تاکہ ڈرہو - ۴ - جو لوگ ایمان لائے ہین آخرت پر وہ اوسپر ایمان لاتے ہین اور وہ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہین اور فرمایا اوتقولوا لولا انزل علینا الکتب لکنا اہدیٰ منہم فقد جاءہم بینۃ من ربکم وہدی ورحمۃ فمن اظلم ممن کذب بایات اللہ وصدف عنہا سنجزی الذین یصدفون عن ایتنا سوء العذاب بما کانوا یصدفون (انعام) - اس لئے بھی قرآن نازل ہوا کہ لوگ یہ عذر نکر سکین کہ ہم غفلت مین تھے اور غافل لوگون کے لئے وعید بھی ان آیتون مین ہے اور فرمایا الر کتب انزلنہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور باذن ربہم الی صراط العزیز الحمید - فاذا قراۃ القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم انہ لیس لہ سلطن علی الذین آمنوا وعلی ربہم یتوکلون انما سلطنہ علی الذین یتولونہ والذین ہم بہ مشرکون ۵ واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرہم لا یعلمون ۵ قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق لیثبت الذین آمنوا وہدی وبشریٰ للمسلمین ۵ ولقد نعلم انہم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذین یلحدون الیہ اعجمی وہذا لسان عربی مبین ۵ ان الذین لا یومنون بایت اللہ لا یہدیہم اللہ ولہم عذاب الیم

(نحل) ف ان آیتوں کا مقصد یہ ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو شیطان سے استعاذہ کر لیا جاوے یعنی ہدایت کے لئے پڑھا جاوے نہ برائی و بحث کیلئے جو لوگ نیکی کے لئے پڑھینگے اون پر قوت شیطانیہ غلبہ نہ کریگی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان ہذا القرآن یہدی للتی ہی اقوم ویبشر المومنین الذین یعملون الصلحت ان لہم اجرا کبیرا وان الذین لا یومنون بالآخرۃ اعتدنا لہم عذابا الیما (بنی اسرائیل) فرمایا اللہ تعالیٰ نے وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وما ارسلنک الا مبشرا ونذیرا وقرآنا فرقنہ لتقرءہ علی الناس علی مکث ونزلنہ تنزیلا قل آمنوا بہ اولا تومنوا ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلی علیہم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحن ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ویخرون للاذقان یبکون ویزیدہم خشوعا (بنی اسرائیل) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولقد صرفنا فی ہذا القرآن للناس من کل مثل وکان الانسان اکثر شیئ جدلا (کہف) فرمایا اللہ تعالیٰ نے طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی (طہ) فرمایا اللہ تعالیٰ نے وکذلک انزلنہ قرآنا عربیا وصرفنا فیہ من الوعید لعلہم یتقون او یحدث لہم ذکرا فتعلی اللہ الملک الحق ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ وقل رب زدنی علما (طہ) فرمایا اللہ تعالیٰ نے طس تلک آیت القرآن وکتب مبین ہدی وبشری للمومنین الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وہم بالآخرۃ ہم یوقنون (نمل) اور فرمایا۔ ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون وانہ لہدی ورحمۃ للمومنین (نمل) اور فرمایا۔ وما علمنہ الشعر وما ینبغی لہ ان ہو الا ذکر وقرآن مبین لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکفرین (یس) احی کا

لفظ کا فریق کے مقابل میں ارشاد ہوا ہے اور فرمایا۔ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم انا انزلنا الیک الکتب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (زمر) اور فرمایا۔ ہذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون واما الذین کفروا افلم تکن آیتی تتلی علیکم فاستکبرتم وکنتم قوما مجرمین (جاثیہ) اور فرمایا یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا فاما الذین آمنوا باللہ واعتصموا بہ فسیدخلہم فی رحمۃ منہ وفضل ویہدیہم الیہ صراطا مستقیما (نساء) اور فرمایا ان تقولوا انما انزل الکتب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستہم لغفلین (انعام) اور فرمایا اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون (اعراف) ف اس آیت میں یہ حکم ہے کہ سوائے اون چیزونکے جنکا قرآن مین حکم ہے دوسری چیزون کی پیروی نہ کرنا چاہیئے پس تقلید دوسرون کی بہی اس سے منع ہوئی۔ اور فرمایا واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون (اعراف) ف اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن پڑہا جاوے تو خاموشی اور گوش دل سے سننا چاہیئے تاکہ رحم کیے جاوین یعنی ایسی ہدایت پاوین جو سبب رحم کا ہو۔ اور فرمایا وما کان ہذا القرآن ان یفتری من دون اللہ ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل الکتاب لاریب فیہ من رب العلمین ٥ ام یقولون افتراہ قل فاتوا بسورۃ مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صدقین ٥ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ کذلک کذب الذین من قبلہم فانظر کیف کان عاقبۃ الظلمین (یونس) ف مفصلہ ذیل احکام مستخرج ہوتے ہین (۱) یہ قرآن سوائے خدا کے کسی کا بنایا ہوا نہیں ہے (۲) اور

کتب سابقہ کی تصدیق کرتا ہے۔ ۳۔ اور تفصیل اس بات کی کرتا ہے کہ وہ بیشک خدا کی طرف سے ہے یعنی خود اپنا آپ ہی دلیل ہے۔ ۴۔ اگر تمکو شک ہو کہ خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ خدا پر افترا ہے تو ایک سورہ کے برابر مثل اسکے ہدایت کرنیوالا لاؤ اور جسکو سوائے خدا کے بلا سکو اپنی اس مدد کے لیئے بلالو۔ ۵ اگر سچے ہو تو دلیل لاؤ اور جبکہ خدا نے دلیل مانگی تو دلیل کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ ۶۔ جن لوگون نے جھٹلایا تھا اون ظالمون کی حالت کو دیکھکر عبرت لینی چاہیے۔ اور فرمایا۔ ام یقولون افتریہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریت وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صدقین ۵ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ وان لا الہ الا ہو فہل انتم مسلمون (ہود) اور فرمایا۔ وانہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین وانہ لفی زبر الاولین اولم یکن لہم آیۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل ولو نزلنہ علی بعض الاعجمین فقرءہ علیہم ما کانوا بہ مؤمنین کذلک سلکنہ فی قلوب المجرمین لا یؤمنون بہ حتی یروا العذاب الالیم فیاتیہم بغتۃ وہم لا یشعرون فیقولوا ہل نحن منظرون افبعذابنا یستعجلون افرءیت ان متعنٰہم سنین ثم جاءہم ما کانوا یوعدون ما اغنی عنہم ما کانوا یمتعون (شعراء) اور فرمایا واذا تتلی علیہم ایتنا بینت قالوا ما ہذا الا رجل یرید ان یصدکم عما کان یعبد آباؤکم وقالوا ما ہذا الا افک مفتری وقال الذین کفروا للحق لما جاءہم ان ہذا الا سحر مبین وما آتینہم من کتب یدرسونہا وما ارسلنا الیہم قبلک من نذیر وکذب الذین من قبلہم وما بلغوا معشار ما اتینہم فکذبوا رسلی فکیف کان نکیر ۵

(سبا) اور فرمایا ولما جاءهم الحق قالوا هذا سحر وانا به کفرون وقالوا لولا نزل
هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اهم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینهم
معیشتهم فی الحیواة الدنیا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجت لیتخذ بعضهم بعضا سخریا
ورحمت ربک خیر مما یجمعون (زخرف) اور فرمایا۔ واذا تتلی علیهم ایتنا بینت
ما کان حجتهم الا ان قالوا ایتوا بابائنا ان کنتم صدقین۔ (جاثیه) اور فرمایا
ام یقولون تقوله بل لا یومنون فلیاتوا بحدیث مثله ان کانوا صدقین ۵ ام
خلقوا من غیر شئے ام هم الخالقون ۵ ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون
ام عندهم خزاین ربک ام هم المصیطرون ۵ ام لهم سلم یستمعون فیه فلیات مستمعهم
بسلطن مبین ۵ ام له البنت ولکم البنون ۵ ام تسئلهم اجرا فهم من مغرم مثقلون
ام عندهم الغیب فهم یکتبون ۵ ام یریدون کیدا فالذین کفروا هم المکیدون
(طور) اور فرمایا۔ الر تلک آیت الکتب المبین ۵ انا انزلنه قرآنا عربیا لعلکم تعقلون
نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک هذا القرآن وان کنت من قبله
لمن الغفلین (یوسف) ا قرآن عربی زبان مین نازل هوا۔ ۲۔ تاکه لوگ سمجھین اور
وه اوسکو سمجها وے۔ ۳۔ قرآن مین احسن القصص ذکر ہے۔ اور فرمایا انا
نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون (حجر) ف ا۔ خدا فرماتا ہے که ہم نے قرآن کو نازل کیا
اور ہم اوسکی حفاظت کرینگے یعنی ضائع نہونے پاویگا۔ اور فرمایا۔ ان الذین یکتمون
ما انزل الله من الکتب ویشترون به ثمنا قلیلا اولئک ما یاکلون فی بطونهم الا
النار ولا یکلمهم الله یوم القیمة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم ۵ اولئک الذین اشتروا
الضللة بالهدی والعذاب بالمغفرة فما اصبرهم علی النار ۵ ذلک بان الله نزل

الکتب بالحق وان الذین اختلفوا فی الکتب لفی شقاق بعید (البقرہ) اگرچہ یہ آیت
غالباً کتب سابقہ کی نسبت ہے لیکن جب اونمین چھپانے کے یہ وعیدین ہین جو آیتونمین بیان ہوئین تو قرآن مجید کے چھپانے مین بطریق اولی ہونگی یا ممکن
ہے کہ کتاب سے مراد قرآن لیا جاوے ۔ اور فرمایا وقال الذین کفروا لا تسمعوا
لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون فلنذیقن الذین کفروا عذابا شدیدا ولنجزینھم
اسوا الذی کانوا یعملون ذلک جزاء اعداء اللہ النار لھم فیھا دار الخلد جزاء بما کانوا
بایتنا یجحدون (فرمایا) ان الذین کفروا بالذکر لما جاءھم وانہ لکتب عزیز لا یاتیہ الباطل
من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل
من قبلک ان ربک لذو مغفرۃ وذو عقاب الیم ولو جعلنہ قرآنا اعجمیا لقالوا
لولا فصلت آیتہ ءاعجمی وعربی قل ھو للذین آمنوا ھدی وشفاء والذین لا
یومنون فی آذانھم وقر وھو علیھم عمی اولئک ینادون من مکان بعید
لقد اتینا موسی الکتب فاختلف فیہ ولولا کلمۃ سبقت من ربک لقضی بینھم
وانھم لفی شک منہ مریب (حم سجدہ) اور فرمایا ۔ ونضع موازین القسط لیوم القیمۃ
فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بھا وکفی بنا حسبین (انبیا)
اور فرمایا ۔ لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتب والمیزان لیقوم الناس
بالقسط وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ولیعلم اللہ من ینصرہ ورسلہ
بالغیب ان اللہ قوی عزیز (حدید) اور فرمایا ۔ اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی
غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک
عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج

صدق واجعل لی من لدنک سلطنا نصیرا وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظلمین الا خسارا واذا انعمنا علی الانسان اعرض ونا بجانبہ واذا مسہ الشر کان یؤسا قل کل یعمل علی شاکلتہ فربکم اعلم بمن ھو اھدی سبیلا (بنی اسرائیل) ف ۱- قرآن کی تلاوت کرنی چاہئیے ۲- قرآن حق ہے جھوٹ اوسکی وجہ سے بھاگ گیا ۳- قرآن شفائے روحانی ہے اور ایمان والونکو رحمت ہے اور فرمایا - قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا ولقد صرفنا للناس ھذا القرآن من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا (بنی اسرائیل) ف قرآنسے ہدایت نہ لینا ناشکری ہے - اور ہر گز اوسکے مثل نہ بنا سکینگے - اور فرمایا - اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد (زمر) ف - اس آیت مین یہ اشارہ ہوا ہے کہ آیتین متشابہ اور ایک قسم کی بار بار آئی ہین - ۲- اور جو لوگ ہدایت پانیوالے ہین اونکی کیا حالت ہوتی ہے ۳- پھر اون کی تعریف بیان ہوئی ہے اور جو لوگ گمراہ ہوتے ہین اونکی نسبت کہا گیا ہے کہ اونکے لئے کوئی راہ بتانیوالا نہین ہے اور فرمایا ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل لعلھم یتذکرون قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلھم یتقون ضرب اللہ مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ھل یستوین مثلا الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون (زمر) اور فرمایا فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم انہ لقرآن کریم فی کتب مکنون لا یمسہ الا المطھرون تنزیل من رب

العلمین افبهذا الحدیث انتم مدهنون وتجعلون رزقکم انکم تکذبون (واقعہ)
ف اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مطہر کو قرآن شریف نہ چھونا چاہیئے۔ اور فرمایا
کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین فوربک لنسئلنهم اجمعین عما کانوا
یعملون فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین انا کفینک المستهزءین الذین یجعلون
مع الله الٰہ آخر فسوف یعلمون (حجر)

معذرت بمجبوری چند خاص وجوہ سے یہ اجزا ایسی عجلت مین چھپے کہ علاوہ اسکے کہ اچھے لفظ بعض جگہہ پر بدلے نہ جا سکے بہت سے مقامات مین لفظ ایسے غلط ہو گئے کہ مضمون ہی غلط ہو گیا ہے اکثر کاپیان مین نے خود دیکھین اور بنائین لیکن متواتر تجربون کے بعد مجھکو ایا انکا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ مین اس وادی کا خصوصا عجلت مین مرد میدان نہین کاپیون کے دیکھنے مین میری نگاہ سے بھی غلطیان رہ گئی ہین اور مین اسکی کوئی تدبیر نہین کر سکا لیکن اس جرم مین مین تنہا مجرم نہین بلکہ اور لوگ بھی شریک ہین جن مجرمون کا نشان اون الفاظ سے بھی ملتا ہے جو اگرچہ محو کیے گئے تھے لیکن پھر بری حالت مین کاغذ پر اوبھر آئے ہین اکثر دوبارہ پتھر مین چھپنے کے بعد میرے دیکھنے کی نوبت نہین آئی اسلیئے یہ غلطیان اور بھی پائی جاتی ہین ضرورت کے موافق صحت نامہ لکھدیا گیا ہے تاکہ کفارہ جرم کا کام دے۔ قبل مطالعہ کتاب اغلاط کو صحیح کر لینا چاہیئے۔

صحت نامہ کتاب چہارم باب الوحدت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٠	٦	فراست خاندانی	فراست وخاندانی
١٠	١٣	تکلیف دو	تکلیف دہ
١٣	٦	غیر منزل	غیر متنزل
١٧	١٥	دیکھوسکے	دیکھوسگے
١٨	١٣	کہ ور	اور
١٩	١٣	سکار	بیکار
١٩	١٩	ضرورت	ضرورت
٢٠	٣	ایدہر	ادہر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٠	١١	ایدہر	ادہر
٤١	٣	احرام	اجرام
٤٢	٥	اوس	اس
٤٣	٣	صدی	ضدی
٤٥	١٣	حنفی	حنیفی
٤٧	١٦	حسن مین	حسن ہین
٥٦	٢	تمامام	تمام
٦١	٥	قرار اردو	قرار دو
٦٢	١٣	اون قدرتون	اون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۲	۱۳	ایساہی کچھ	۔
۶۳	۱۱	وجودی اورشہودی کا	وجود اور شہود
۶۳	۱۱	ڈر	در
۶۷	۱۸	رجا	رحا
۷۲	۱۵	سوداد	سودا
۷۴	۱۶	لی گئی	کی گئی

صحتنامہ باب القرآن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۲	لندہے	گندہے
۱۳	۷	ازل	اول
۱۸	۱	کہ ور	اور
۴۸	۱۷	غلط العام	غلط العام
۴۹	۶	مقتبن	معیتبین
۴۸	۱۹	کہ مگر	مگر

صحت نامہ باب الاحادیث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۹	بعد	بغیر
۶	۶	اسی	نبی
۱۳	۸	نقفیل	تفصیل
۲۰	۵	سعط	منضبط
۲۰	۱۴	جساب	حساب
۲۲	۱۹	یعنی نہ	یعنی
۴۰	۱۳	بین	ہین
۴۴	۸	فقہ	ثقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۹	۳	ادرہر	اددہر
۵۰	۱	کہ ن	کہ ان
۵۰	۲	سکے ثقہ	کی ثقاہت
۵۰	۱۳	ظاہرا	ظاہرا
۵۲	۲	جسکے	جنکے
۵۴	۷	نخبۃ الفکر	نخبۃ الفکر
۵۴	۷	مبن بشر	بن بشر
۵۰	۱۹	شمار	بیشمار
۵۷	۸	صمنی	ضمنی
۵۷	۹	فادحہ	قادحہ
۵۹	۱۲	سے	سے اہل کتاب
۶۰	۶	حضرت	حرف
۶۱	۳	ابی حنفیہ	ابوحنیفہ
۶۱	۱۷	جو حرف	جو
۶۱	۱۷	وفات مین	وفات کے وقت
۶۴	۱۰	سے	سے ہے
۶۴	۱۸	لم یمضمض	لم یمض
۶۸	۱۵	مہ اعلی	ملا علی
۶۸	۱۹	ثقہ مین	ثقہ ہین
۶۹	۱۱	شافعیہ	شافعیہ
۶۹	۱۵	کس کی	سے
۷۶	۱۳	راویون	رایون
۸۴	۱۰	مین	ہین
۷۵	۷	ان	ان اپنی

اشتہار

یہ مطبع گورنمنٹ اور ملک کی خدمت کرنے
اور فرض کے ادا کرنے کے لئے ہی اسلئے
اس میں کاغذات ارزان نرخ پر طبع ہونگے

المشتہر محمد صدیق

مہتمم مطبع

مفید الانام

الہ آباد

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۳

عز – ۲
۲۹۷۶۸۵
عبدالرؤف صاحب
دلائل فضائل الاسلام حصہ دوم جلد ۱
۲۲۶
کتب خانہ جامعہ عثمانیہ